

حقیقۃ اپنے اشعار میں معرفت میں

مری شاعری ہے عبادت میں داخل

دیوان اول

موسوئہ

دیوان حقیقۃ

اسم تاریخی

شمار ۱۳۲۵

باہتمام خاکسار حکیم برہم

در مطبع حکیم برہم واقع شہر کوٹلہ چوک مطبوعہ گریڈ

**THE HINDUSTANI ACADEMY.**

Name of Book

U

Author

U

Publisher

U

Section No. 8 Library No. 204

Date of Receipt

12/10/12



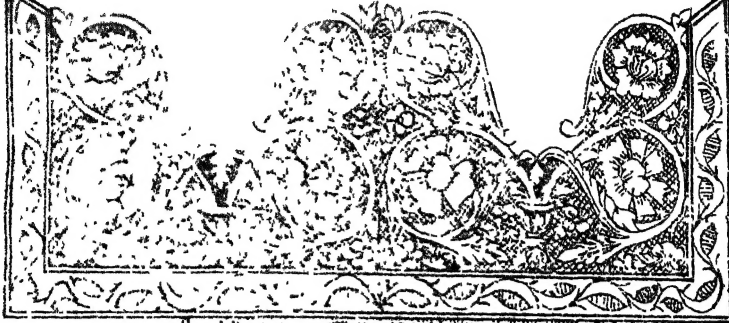
# ان من شعر حکیمه وان من البیان لسخرا

دیوان اول جناب حافظ محمد علی صاحب حفظ جو پوری سوسہ



تہ ماہیہ و کلام خاکسار سکیم برہماک طبع

در مطبع حکیم برہم واقع شہر کوہ پیو + مطبوع کرد



# بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہ و نوب وستی خیر ازہ ہے عدم کی  
 مسجود خلق ٹھہری جب ات پاک تیری  
 احسان کیا جو بخشا پریش کے بعد تو نے  
 تسکین کو ہماری کافی تھا صرف وعدہ  
 آرام کی جگہ ہے یہ گوشہ قناعت  
 اب تک مری زبان پر جاری ہے نام تیرا  
 دہم کی ہے آمد و شد قطع منازل عمر  
 چھن چھن کے نور دل سے آنکھوں میں آتا ہے  
 جاسوس عمر رفتہ مجھ سے نفس نفس ہے  
 بیزری عطا زیادہ ہے شک سے حوصلے سے

یعنی ات سے پہلے ہنگامہ کوئی دم کا  
 سجے میں سے پہلے نہ جھکا گیا قلم کا  
 ہوتا ہے دل ہی کتنا شہ زندہ کر دے گا  
 ہے عنایتوں کی کھانا یہ پھر قسم کا  
 پیہر فقیہ کا ہیں اک قسم ہے ارم کا  
 واجب ہے شکر آ کر بنا اس وقت مقسم کا  
 ہر سانس کو تجھے جاوہرہ عدم کا  
 جلوہ ہے دیرین ہی رونق و حرور کا  
 اسکو پہنچا رہا ہے سال و سیدم کا  
 پھر کس سے ہو دل کو اندیشہ بیش و کم کا

محشر میں بار ہو گا یہ شہر اس قلم کا بھی

آئے گا جوش پر جب دریائے کرب کا

مشکل ہے وصف کرنا محبوب کیرا کا

انسان کی یہ قدرت ہو تیز بان نہ کا

<p>کون و مکان کے جلوے لگو دکھائے یا اس وقت باغِ شیرب سے شاید آرہی ہے خاکِ سل میں کی پاؤں تو آنکھ سے لگاؤں اے غریبِ مقدروہ دل میں جلوہ گر ہے اکن کسی طرح تو جاگے نصیبِ خفتہ ہاتھو نہیں بکے جسدِ ہوگا غلافِ کعبہ اے ساکنِ مدینہ عمر ابد مبارک</p>	<p>نظارہ ہو میرا سر اس روئے حقِ ناکا جب تو قدم زمین پر پڑتا نہیں صبا کا یوسہ لیا ہے جسے حضرت کے دستِ پاک فیضِ قدم سے جسکے کعبہ پہ گھر خدا کا یارِ اب ہو خواب ہی میں دیدارِ مصطفیٰ کا پورا ہی ہو رہے گا سب حوصلہ و دعا کا جنت کے رہنے والو فردہِ متین بقا کا</p>
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

کاہِ حقیقہ کو ہے بخشش کا یہ سہارا  
رکھتا ہے ذوقِ دل میں نہ نعتِ مصطفیٰ کا

<p>جسکے سزاج ہو شفاعت کا اب بلا تیجے مدینے میں سبز باغ اور کو دکھا و اعظ ہو ہنوز اور راہِ چل حج کو گلشنِ نعت کی ہوا جو لگی کچھ مدینے کا ذکر کرو اعظ آدمی کو ملک کرین بھی اسکے رہو بھٹک نہیں سکتے ہاتھ میں ہو جو آپ کا دامن جس کو چاہا بنا لیا اپنا</p>	<p>پوچھنا کیا ہے اسکی امت کا غم کہاں تک ٹھاؤنی قت کا جگو سودا نہیں ہو جنت کا کام ہے اس سفر میں تہمت کا رنگ بدلامی طبیعت کا ختم کر اب بیانِ جنت کا کیا تماشا ہے اسکی قدرت کا راستہ صاف ہو شریعت کا سر پہ سایہ ہو ایرِ رحمت کا واہ کیا نقش تھا بنوت کا</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

<p>میری مٹی ہو ہند میں برباد راہ نکلے مدینے جانے کی دشمنوں کے لئے دھائے خیر</p>	<p>یہ بھی ہے اک مقام حسرت کا دور یارب ہو پھیر قسمت کا خاتمہ ہو گیا موت کا</p>
<p>اے حبیبِ خدا حفظ کو ہے آسرا آپ کی شفاعت کا</p>	
<p>محشر میں اور کون ہے مجھ رو سیاہ کا راہ طلب میں منزل مقصود ایک ہے دیوانہ ہوں جو چھوڑ کے نزدیک جاؤں دور کیون کر نہ اپنے عجز میں ہوشیار تکنت آنکھوں میں اپنی آٹھ پہرے جمال دوست راتیں کٹیں فراق کی دن بھر کے ڈھلین ہم یہ سمجھ کے حشر میں خاموش ہی رہے کونین میں ہے شمع محبت کی روشنی ہم مجرموں کو تیرے کرم کا ہے آسرا روتا ہوں دیکھ دیکھ کے خورشیدِ حشر کو یارب بجومِ عام میں سوانہ کہیں دنیا کو چھوڑ دینے سے حاصل ہو ایہ فخر</p>	<p>رحمت ہی اک وسیلہ ہے عفو گناہ کا ناواقفوں کے واسطے ہے پھیر راہ کا دل بھی ہے ایک نام تری بارگاہ کا طالب ہوں کس کریم سے عفو گناہ کا الائشوں سے پاک ہے وہن نگاہ کا بجھ بھی چکے چراغِ کمین مہر و ماد کا بدتر گنہ سے عذر ہے اپنے گناہ کا پھیل لہا ہوا ہے نور اسی جاوہ گاہ کا اس کے سوانہ میں کوئی گوشہ سپاہ کا عالمِ نظم میں ہے کسی زرین کلاہ کا اقرار ہم سے لے نہ ہمارے گناہ کا دیکھو لقبِ ملا ہے فقیہانِ کو شاہ کا</p>
<p>صد شکر کام آئی مری ملازمی جھٹکا مجھ ناتوان سے بوجہ نہ اٹھا گناہ کا</p>	

<p>اس محبت میں نہ پوچھو کیا کیا خود ہی جھکو خلق میں رسوا کیا ہاے رے رازِ محبت کا لحاظ اُن کی بیکٹانی کا دعویٰ مٹ گیا واہ رے وعدہ ترا وعدہ خلاف</p>	<p>کیا کمین جو کچھ نہ کرنا تھا کیا خود ہی کہتے ہیں میں نے کیا کیا دل میں رکھا آنکھ سے پروا کیا آئینے نے دوسرا پیدا کیا حشر میں بھی وعدہ فردا کیا</p>
<p>عشق چھپتا ہے چھپائے سے حقیقت کھل گیا میں نے بہت پردا کیا</p>	
<p>نہ کچھ عیب ٹھہرے اگر دیکھ لینا ابھی تو وعدہ تم سے کہتے ہیں سب کچھ چھپے گی نہ میری تمھاری محبت قفس کو بھی صیا دہم لے اُڑینگے مری جان لیگی تری چارہ جوئی محبت نہیں تو عداوت ہی سے تم ابھی اس کو سمجھیں وہ تیر ہوئی مرا دل بھی رکھنا عدو کی بھی خاطر</p>	<p>تو مڑ کر ادھر اک نظر دیکھ لینا نکل جائیں گے وقت پر دیکھ لینا یہ مشہور ہوگی خبر دیکھ لینا سلامت جو میں بال پر دیکھ لینا یہ ہونا ہے اے جاگرو دیکھ لینا ادھر دیکھ لینا مگر دیکھ لینا دکھاؤں گی آہیں اتر دیکھ لینا اُسے بھی مجھے دیکھو دیکھ لینا</p>
<p>حقیقت اُن سے ملنے تو دور رفتہ رفتہ لگا میں گے ہم راہ پر دیکھ لینا</p>	
<p>کہا کیس نے کہ وعدے کا اعتبار نہ تھا شب وصال وہ کس ناز سے کہتے ہیں</p>	<p>وہ اور بات تھی جس سے مجھے قرار نہ تھا ہمارے ہجر میں سچ سچ تجھے قرار نہ تھا</p>

لکھا کرتا ہے جواب شیخ زہد کی باتیں ،  
فقط تھی ایک خموشی مے سخن کا جواب  
یہ مجھ کو دیکھتے ہی تو نے کیوں چرائی آنکھ  
وہی تھیں عیش کی راتیں ہی تھے لطف کے

تو کیا یہ عہد جوانی میں بادہ خوار نہ تھا  
نہیں نہیں تجھے کہنا ہوا بار بار نہ تھا  
نگاہ لطف کا کیا میں اس ڈار نہ تھا  
کسی کی یاد کسی کا جب انتظار نہ تھا

ہزار شکر کہ نکلا وہ صادق الاقرار  
مہین جھپٹ کی باتوں کا اعتبار نہ تھا

یہ تو آنکھیں کی بات آنکھیں کا کہا ہوا  
انصاف جب نہ کچھ مرا روز جزا ہوا  
بہتر ہے اب نہ کیجے جو رجس کا ذکر  
رجس ہوئی کسی سے مگر آئی میرے سر  
پھرتے ہیں بقیرارے کچھ سا کائنات  
نیٹھے تو میرے سامنے ہو دھیان بزمین  
رہنا تو ہے اسی کا وہ عہد بھی نہیں  
کچھ آنکلی بیرخی سے مرے حوصلے ہیں لپٹ

کیا خوب روزِ حشر فیصلہ ہوا  
بولے وہ مسکرا کے کہو میرا کیا ہوا  
بچھلی کہانی چھوڑتے جو کچھ ہوا  
بکڑی رقیب سے نبی تو شکوہ مرا ہوا  
کیا جانے کس غیب کا نالہ رسا ہوا  
آنکھیں ادھر دل اور طرف ہے لگا ہوا  
وعدہ جو تم سے تھا وہ عدو سے وفا ہوا  
کچھ آسمان کے ظلم سے مین ہوں و باہوا

دیکھو حقیقت اُن سے ملانا نبھلے ہاتھ  
دروخا ہے گھات مین دل کی لگا ہوا

نہ آجائے کسی پر دل کسی کا  
لگا اک ہاتھ بڑ کیا دیکھتا ہے  
اداسے اُس نے دو باتیں بنا کر

نہو یا رب کوئی مان کسی کا  
کہیں ہو فیصلہ قاتل کسی کا  
کسی کی جان لے لی دل کسی کا

<p>اُٹھا جب در پہلو دل پکارا ابھی جینا پڑا کچھ دن ہمیں اور بہت آہستہ چلین کو اٹھانا</p>	<p>نہیں کوئی دم شکل کسی کا ٹلا پھر وعدہ بال کسی کا ملین آنکھیں کہ بیٹھا دل کسی کا</p>
<p>حقیقت اس طرح بھرتے ہو جو آہیں دکھاؤ گے مگر تم دل کسی کا</p>	
<p>اب تو نہیں اس کا کسی کا او آنکھ بدل کے جائیو لے بیمار کو دبیجے تسلی آپس میں ہوئی جو بدگمانی بالین سے کوئی اٹھا یہ کہہ کر غم کا بھی قیام کچھ نہ ٹھہرا پہونچا ہی کسی گلی تک آخر کو شراب رنگ لائی</p>	<p>اللہ ہے اپنی بی کسی کا کچھ دھیان کسی کی عاجزی کا یہ وقت نہیں جلی کٹی کا مشکل ہے نباہ دوتی کا انجام بخیر ہو کسی کا رونا کیا روئے خوشی کا اللہ سے زور بخودی کا چھپتا نہیں راز میکشی کا</p>
<p>اندھیر حقیقت ہو رہا ہے بجھتا ہے چراغ زندگی کا</p>	
<p>وہ رہ رہ کے چاہت جتنا کسی کا وہ کچھ کہتے کہتے زبان کو لینا مری چھیر پر ہنسکے شوخی سے بو تھکا یا ہے واما تدرگی نے کیہ کر</p>	<p>وہ سو سو طرح آزما نا کسی کا وہ باتوں میں پہلو پنا کسی کا برائے مگر منہ لگانا کسی کا ابھی دور ہے آستانا کسی کا</p>

<p>کردن ناز کیونکہ قسمت پر اپنی نظر بھر کے غنچوں کا دیکھا ہنسم کبھی رحم بھی تم کو آیا کسی پر کسی پر ہے پھر مہربانی کیسی</p>	<p>مرا سر ہے اور آستانا کسی کا کہاں ہائے وہ مسکراتا کسی کا کبھی درد بھی تم نے جانا کسی کا بگڑ کر بسا پھر مانا کسی کا</p>
<p>تھیں سے حفیظ اس کو کیا دشمنی ہے ہوا دوست کب یہ زمانہ کیسا</p>	
<p>غم ہے کیا اس کا چوڑا گم ہو گیا جاتا رہا چپ لگی رہتی جو پہون اُن کے جوشِ جیو دی جب کہا شرماء کے اُسے تھوڑے بس میں ہم ایک خاموشی ہوئی ہے لاکھ باتوں کا جواب آج کے انکار نے تو قطع کی میری امید گر گیا دل زلف سے تو کیوں پریشان تم ہوئے چاہ وہ پہلے پہل کی تازہ تازہ رہم و راہ پائے رنگین سے نہ روز کیجئے تربت وری</p>	<p>آپ ہنسے بولے جاتا رہا جاتا رہا نالہ و منہ ریا کا بھی مشغلہ جاتا رہا وہ جو تھا وعدہ خلا فی کا گلا جاتا رہا اب تو اُن کو چھڑنے کا بھی مزاجا جاتا رہا مدتوں سے جو لگاتھا آسرا جاتا رہا کھو گیا اچھا ہوا جاتا رہا جاتا رہا رات دن پیغامبر آتا رہا جاتا رہا ہاتھ ملے گا اگر رنگ حسا جاتا رہا</p>
<p>تو بہر کے عشق سے پھول لگایا اے حفیظ مشفق من اعتبار اب آپ کا جاتا رہا</p>	
<p>محبت میں ضررِ شیک ہو جی کا یہ ہے سارا کھٹیرا جیتے جی کا تہ و بالا ہوا دل بحرِ عزمین</p>	<p>مگر یہ کام ہے کیا ہر کسی کا نہیں بعدِ فنا کوئی کسی کا سفینہ ڈوبتا ہے عاشقی کا</p>



<p>بچے کیا دل ترے تیر نظر سے مری فریاد کا مجھ پر پڑے صبر تھیں ہم سے بھلا مطلب غرض کیا ہمارے پاس ب رکھا ہی کیا ہی پلائیں وہ جو اپنے ہاتھ سے جام</p>	<p>تضا سے زور چلتا ہے کسی کا نہ ہو یا رب کسی کا بال بیکا بھر دم دم عدو کی دوستی کا فقط اک دل ہر وہ بھی آپ ہی کا تو البتہ مزا ہے سیکشی کا</p>
<p>حفیظ اپنا سخن بھی مستند ہے کہ ہوں شاگرد امیر لکھنوی کا</p>	
<p>کیون مجھ سے ہی مہفت کی تکرار کیا ہوا واغظ تری زبان تو پکڑتے نہیں غریب کہتے نہ تھو رقیب ہیں سب جھوٹے مدعی پھسلے قدم فرشتوں کے ایسی جگہ ہے یہ میں اُس کے بانکپن کی اداؤں پہ مر گیا خوب آزما چکے انھیں اب آزمائیں کیا</p>	<p>اچھا جو میں نے کر ہی لیا پیار کیا ہوا آئے جو بزم وعظ میں میخوار کیا ہوا دیکھو کھنچی جو میان سے تلوار کیا ہوا ذیبا میں میں ہوا جو گنگا کر کیا ہوا وہ رُک گیا جو کھینچ کے تلوار کیا ہوا سوار وصل کا ہوا اقرار کیا ہوا</p>
<p>لو آج بے بلائے وہاں پھر گئی حفیظ پوچھے کوئی وہ عہد وہ انکار کیا ہوا</p>	
<p>ہم کو دکھا دکھا کر غیروں کے عطر ملنا محشر بپا کیا ہے رقرار نے تمھاری غیروں کے گھر تو شب کو جاتے ہو بارہا تم ہٹ کی کچھ نہ تھا ہو ضد کی بھی کوئی حد ہے</p>	<p>آہا ہے خوب تم کو چھاتی پہ مونگ دلنا اس چال کے تصدق یہ بھی ہو کوئی چلنا بھوٹے سے میرے گھر بھی اک روز آ نکلتا یہ بات بات پر تو اچھا نہیں مچلنا</p>

<p>جلتا ہے غیر ہم سے تو کیا خطا ہماری جذبک ہیں تیرے در پر لبستگی سی ہی کچھ</p>	<p>تم یہ سمجھ لو اُس کی تقدیر میں ہی جلنا یہ آستان جو چھوٹا مشکل ہے جی بہلنا</p>
	<p>دیکھو حقیقت اپنے جی کی جو خیر چاہو بستے جدھر حسین ہوں وہ راستہ نہ چلنا</p>
<p>یہ سب کہنے کی باتیں ہیں کہ ایسا ہونہیں سکتا شکایت ہونہیں سکتی کہ شکوہ ہونہیں سکتا برائی کا عوض ہرگز بھلائی ہونہیں سکتی ہمارا اُن کا قصہ لوگ سنتے ہیں تو کہتے ہیں کرین تیری شکایت کیا کہ تو اک دوست ہوا پنا آئی جذب ل کی اک شش سو باز آیا میں</p>	<p>محبت میں جو دل مل جائے کچھ کیا ہونہیں سکتا زر اس اچھے دے کوئی تو کچھ کیا ہونہیں سکتا بڑا اکھر کسی کو کوئی اچھا ہونہیں سکتا مزا ہے حشر تک کیسو جھگڑا ہونہیں سکتا کسی دشمن کا بھی ہستے تو شکوہ ہونہیں سکتا کوئی پردہ نشین کہتا ہی پردہ ہونہیں سکتا</p>
	<p>حقیقت اُن کی غل ہی چوٹ کھا بیٹھو میں جو دل پر بغیر اس کے سخن میں لطف پیدا ہونہیں سکتا</p>
<p>عبت کہتا ہوں صبح وصل اُس کا ہونہیں سکتا ذرا چلمن اٹھی اور آنکھ اپنی جاڑی اُن پر زبان کو وصل کے اقرار پر دیتے ہو تم مجھ کو دوا درد محبت کی نہیں ممکن نہیں ممکن</p>	<p>بشر چاہے جو ای نادان تو کیا ہونہیں سکتا بجا ہی دیکھنے والوں سے بردا ہونہیں سکتا مگر آنکھیں کے دیتی ہیں ایسا ہونہیں سکتا مسیحا سے ترا بیمار اچھا ہونہیں سکتا</p>
	<p>حقیقت آئے ہیں وہ باتیں بنا کر اُن کو ٹھہراؤ اجی شاعر تو ہو کیا تم سے اتنا ہونہیں سکتا</p>
<p>کوئی تجھ سا حسین نہیں ملتا</p>	<p>خوب ڈھونڈھا کہیں نہیں ملتا</p>

<p>مر کے بھی آسمان کے ہاتھوں سے لیجئے مجھ سے دل کہ یہ سودا دیکھئے تو ہر اک جگہ ہے وہ گفتگو اپنے دل سے کرتا ہوں ہائے چوری چھپے بھی راتوں کو</p>	<p>چین زیر زمین نہیں ملتا ہر جگہ ہر کہیں نہیں ملتا ڈھونڈھئے تو کہیں نہیں ملتا جب کوئی ہمنشین نہیں ملتا اب وہ پردہ نشین نہیں ملتا</p>
<p>میکدہ چھٹ گیا ہے جب سے حقیقت لطف صحبت کہیں نہیں ملتا</p>	
<p>تقسیم جو ان آنکھوں میں جاتھا مرے دل کا ہاتھوں میں علاج ان کے کبھی تھا مرے دل کا سینے سے نکلتا ہی نہیں تیر کسی کا چرچا تھا کبھی حسن کے بازار میں اپنا اُف منہ سونہ کی جھیل کے فرقت کی ادیت تیری نگہ لطف کے پھرتے ہی یہ دیکھا دیکھے نہوں جس نے تری آنکھوں کی کرشمے آئینہ شخون اشک میں بے وجہ نہیں ہے سچین کیا اور بھی دے دے کے تسلی لے گا وہ اسے جس کو پرکھا اور نظر ہے</p>	<p>عینچے پہ ہوا باغ میں دھوکا مرے دل کا اب تو ہے کوئی اور سیجا مرے دل کا یہ بھی کوئی ارمان ہو گیا مرے دل کا گا کہ تھو حسین تھا وہ بنا مرے دل کا کیا ضبط ہوا اللہ سے کلجا مرے دل کا کوئی نہ رہا دیکھنے والا مرے دل کا دیکھے وہ نظر بھر کے تماشا مرے دل کا شاید کوئی پھر آبلہ ٹوٹا مرے دل کا کیا خوب کیا تم نے مداوا مرے دل کا تم سے نہ پٹے گا کبھی سودا مرے دل کا</p>
<p>آنکھوں سے حقیقت اپنی ٹپکنے لگے آنسو جب حال کسی دوست نے پوچھا مرے دل کا</p>	

<p>دیکھے نہ آنکھ اٹھا کے جو ہو چاند عید کا تو نے لیا جو مول تو انمول دل ہوا پیر مغان سے کم نہیں کچھ بچون کا فیض کچھ لے لیا گون نے اڑایا شفق کی کچھ</p>	<p>اللہ رے دماغ ترے جو دید کا کیا مرتبہ بڑھا ہے ترے زر خرید کا جو پیر کا چلن وہ طریقت مرید کا کیا کیا بٹا ہے خون تمہارے شہید کا</p>
<p>جس روز وصل یا ریس ہو اے حفیظ وہ شب شب برات ہو وہ دن ہے عید کا</p>	
<p>وصل کی رات بھی پردہ نہ اٹھا گھونگٹ کا سر ٹپکتا ہوں جو اُس در پہ تو فرماتے ہیں پھنس گیا دیکھ لی جس نے تری گیسو کی لٹک تیرے در تک ترادر بان جو نہ آنے دیگا تم نہ آؤ گے تو کیا جان نہ نکلے گی مری غیر کے گھر کے قریب اس لیے گھر مول لیا</p>	<p>اللہ اللہ ٹھکانا ہے کوئی اس ہٹ کا آپ کیون نقش مٹاتے ہیں مری چوکھٹ کا مر گیا چل گیا جس پر تری لٹ کا لٹکا بوسہ ہم دوسرے لین گزری چوکھٹ کا کام دُنیا میں کسی کا نہیں رہتا اٹکا شاید آجائے ادھر وہ کبھی بھولا بھٹکا</p>
<p>جس کو تاکا بس اُسے پھانس لیا تو حفیظ خجکو معلوم ہے کبخت غضب کا لٹکا</p>	
<p>جھکو پاس ضبط اُس کو حوصلہ بیداد کا بیقراری نے بھرم کھو یا مری فریاد کا ہر کڑی آسان ہر انسان جو دعویٰ جی سوا لٹھ جب ہوا قطع تعلق تو زبان کیا بند ہو وہ کہین بن ٹھن کے جاتی ہیں مری گھر کھینچ لا</p>	<p>رخصت اے صبر و خرد گھٹتا ہر دم فریاد کا حوصلہ کچھ اور اُس کو بڑھ گیا بیداد کا دم نکلتے ہی سفر طری ہے عدم آباد کا مُٹھ پڑ سکتا نہیں ہرگز کوئی آزار کا المدد اے جذبِ لیلیٰ وقت ہے انداد کا</p>

<p>سامنے تیری نگاہ ناز کے اکثر رہا          سنگ سے جو راسخیری بال پہنوا تو ہوئے          لاش پر مجھ زار کی موج ہو کا ہو گمان          سخت جان ہو نہیں ذرا قتل میں چل کر آپ بھی          اس سے بڑھ کر اور اسے ذوق اسیری کیا کہوں</p>	<p>دل سراہا چاہئے آئینہ فولا دکا          جی میں ہے اڑ جائے لیکر قفس صیا دکا          شک سے تابوت پر ہے نگہت بربا دکا          دل بڑھاتے جائے ہر وار پر جلا دکا          دل بھر آیا دام خالی دکھیے کھر صیا دکا</p>
<p>گو تو اپنے طرز کا موجد ہو لیکن اسے حقیقت          جا بجا دیوان میں کچھ رنگ ہے استاد کا</p>	
<p>کچھ پاس جب رہا نہ اٹھیں رسم و راہ کا          ہوتا نہیں ہے کچھ بھی اثر میری آہ کا          تم آج یوں بدل گئے یہ کل کی بات ہے          زاہد کو بھی پلائی ہے پینے سے بیشتر          گذری شب فراق تو کی میں نے یہ دعا          مجھ سے کبھی ملی کبھی اغیار سے لڑی          لو ہے کا بھی جگر ہو تو یہ اُس میں گھر کرے          ہو حق کا شور چار طرف سے بلند ہے</p>	<p>جاتا رہا خیال میں بھی نبہا ہ کا          کیا دل سیاہ ہے فلک رو سیاہ کا          کھا کھا کے قلعین عجم کیا تھنا ہ کا          کفارہ دے چکا ہوں میں پہلے گناہ کا          پھر مجھ خدا دکھائے نہ اس رو سیاہ کا          ہو خاک اعتبار تمھاری نگاہ کا          کیا بے پناہ تو رہے تیرے نگاہ کا          آتا ہے میکہ سے مین مزہ خافہ کا</p>
<p>شاید یہ پڑھ رہے ہیں غزل حضرت حقیقت          بزم سخن میں شور ہے اک واہ واہ کا</p>	
<p>اوپری جی سے تھیں دم بھر یہ پیار آیا تو کیا          جذب ل کا مزہ تو جب تھا کہ بولتے مجھے</p>	<p>وصل کی شب دکھڑی دل کو قرار آیا تو کیا          ذکر میرا اُن کے لب پر بار بار آیا تو کیا</p>

<p>آپ ہی میں تو مٹا ہوں صورتِ نقشِ قدم جب نہ مٹی دی نہ اٹھا ہاتھ بہرِ ساحتہ کوئی دم افعال بد کا اپنے کرزا ہر شمار ہجر ساقی میں ہمیں دونوں کی کچھ مطلب نہیں</p>	<p>میری جانب سے دل میں غبار آیا تو کیا نقش کے ہمراہ کوئی تاحِ زار آیا تو کیا دانہِ تسبیح کا تج کو شمار آیا تو کیا فصل گل آئی تو کیا ابر بہار آیا تو کیا</p>
<p>کچھ خدا کے گھر میں بھی زاہد اجارا ہے ترا پنی کے مسجد میں حفیظِ بادہ خوار آیا تو کیا</p>	
<p>مٹھ مرا ایک ایک تکتا تھا ہم جو تجھ سے پھرینِ خدا سے پھرین وصل میں بھی رہا فراق کا غم اپنی آنکھوں کا کچھ قصور نہیں فاتحہ پڑھ رہے تھے وہ جب تک نامہ برنامہ جب دیا تو نے اب کچھ اس کا بھی اعتبار نہیں وہ جوڑک ٹکڑی پوچھتے تھے حال</p>	<p>اُس کی محفل میں میں تماشا تھا یاد ہے کچھ یہ قول کس کا تھا شام ہی سے سحر کا کھٹکا تھا حُسن ہی دلفریب اُس کا تھا میری تربت پر ایک میلا تھا کچھ زبانی بھی اُس نے بوجھا تھا پہلے دل پر بڑا بھروسہ تھا دل میں رہ رہ کے دوڑاٹھتا تھا</p>
<p>جھوٹا وعدہ بھی اسے حفیظ اُن کا زندگی کا مری سہارا تھا</p>	
<p>قید میں اتنا زمانہ ہو گیا جہہ سائی اک جہان کرنے لگا بدگمانی نے ادھر گھبراہٹ</p>	<p>اب قفس بھی آشیانہ ہو گیا کعبہ اُن کا آستانہ ہو گیا جب اُدھر قاصد روانہ ہو گیا</p>

غیر پر بھی مہربانی ہو چکی	دودن اُس کا بھی زمانہ ہو گیا
کیا غزل کہتے ہو تو پہلے حقیقت ختم رنگ عاشقانہ ہو گیا	
جدائی میں تری دل کو قرار تک نہیں آیا فضا آگے بڑھی کرتی ہوئی کچھ اتہام اپنا بُرا ہو جذبہ دل کا۔ یا اُٹھی اس کے ہاتھوں سے منگایا آئینہ جب اُس نے تو یہ کہنے اُٹھے ہم جو دیکھا حسن تیرا جلوہ آنکھوں میں پھر اُس کا اکیلے جب کہیں بیٹھو تو پہرہ پہن پھوٹ کر روئے محبت جب ہوئی تو قید مذہب رہ نہیں سکتی تصور کیا بُری شے ہو کہ وقتِ ربع بالین پر	بھر آیا جی مراد کر محبت جب کہیں آیا مرا قاتل جو مقتل میں چڑھا کر آستین آیا ہجوم عام میں بے پردہ وہ بردہ نشین آیا اسی سے اب کرو باتیں تمہارا ہمنشین آیا تری صورت جو دیکھی یاد صورت آفرین آیا وہی چرچا وہی باتیں جو کوئی ہمنشین آیا کسی کا عشق عالم میں مٹا نہ کہہ دوین آیا فرشتہ موت کا آیا تو سمجھے وہ حسین آیا
حقیقت اس ضعف کے صدقہ بٹھایا ہو کہاں لا کر گئی رفتار کی طاقت جو کوئے نازنین آیا	
چمن ہی جب چھٹا ہم سے خیال آشیان کیسا محبت ہی نہیں باقی تو پھر کیوں آزماتے ہو عدم کے جانے والوں نہ سوؤ یاؤں پھیلا کر کھلا جب از دل تو کس نے دین جان گھٹ گھٹ کر گلہ تو دوسرے ہوتا ہو دشمن کی شکایت کیا مجھے کعبہ نشین سے کام ہو کبے سے کیا مطلب	وطن سے جب قدم باہر نکالا پھر مکان کیسا غرض مطلب نہیں جس سے پھر اُس کا امتحان کیسا حد کی پہلی ہی منزل میں خجاب گراں کیسا محبت ہو چکی ظاہر تو جہر ضبط مہان کیسا تمہیں جب پھر گئے ہم سے عذریہ آسمان کیسا بیان واعظ ملین کا مجھ سے ذکر مکان کیسا

یہی جب نہیں سکتا ملنا مان میں مان کیسا  
صفائی آشنا دل ہو رہا ہے بدگمان کیسا  
قصص کی خیر یارب باغ کیسا آشیان کیسا

عدو کا ذکر سننے کی تو پہلے تاب ہو دل کو  
ہزاروں وہم ہیں بجو براہو اس محبت کا  
چمن برباد ہو شاخ نشین پر گرے بجلی

حفیظ اچھا بڑا جو کچھ ہے اس فکر جانے دو  
گر یہ تو کہو اس کا ہے انداز بیان کیسا

ہمیں یہ دل نہ ملا جان کا عذاب ملا  
کہ آج ہے تری شوخی میں اضطراب ملا  
برائی کی جو مری تجھ کو کیسا تو اب ملا  
بہشت میں جو دوبارہ مجھے شباب ملا  
کہ جب ملا تجھے ساغر علی الحساب ملا  
مرے سوال کا ایسا تجھے جواب ملا  
اک آفتاب جو کھو یا اک آفتاب ملا

خراب و خستہ ہوے خاک میں شباب ملا  
کسی کی یاد میں بے شبہمہ بقیار ہے تو  
شراب پی تو نگہ گار میں ہوا واعظ  
ٹے وہ عیش گذشتہ بھی اسے خدا مجھ کو  
بڑی کریم ہے پیر معان کی بھی سرکار  
کچھ آرزو نہ رہی ترک آرزو کے سوا  
گیسا جو دل تو ملا داغ آرزو محبو

حفیظ تم کو وہ ناکام وصل کہتے ہیں  
بڑا نہ مانو یہ اچھا تھیں خطاب ملا

کیون مہربان ہو کر کوئی سوچھی ہو چال کیا  
کیا جانے آگیا ہمیں اس و خیال کیا  
پینے ہی پر جب آئے حرام و حلال کیا  
میرا خیال کیا ہے تھا رخیال کیا  
پھانسی کی مجھ غریب کو یہ پیر زال کیا

تم مجھ سے پوچھتے ہو مرے جی کا حال کیا  
مرگ رقیب بھی کوئی رونے کی بات کیا  
زائد شراب ناب ہو یا بادہ طور  
میں جان نہا تم ہو مری جان کے عدو  
منعم تجھے بھانے کو دنیا کے ہیں فریب



دیکھو تو آجکل ہے زمانے کا حال کیا  
چمکے گی پھر نہ طور پہ برقِ جمال کیا  
پورا کرین گے آپ ہمارا سوال کیا  
سمجھے ہو تم اسے کوئی چوری کمال کیا  
ہم سے رقیب آنکھ ملائے مجال کیا  
افسردہ خاطر ون کی خوشی کیا ملال کیا

اچھی نہیں ہے ہر کس و ناکس کی دوستی  
موسیٰ کی طرح ہو کوئی مشتاق دید بھی  
اللہ سے بخل بات کا دیتے نہیں جواب  
سب سے چھپا رہے ہو عبث لیکے دل مرا  
سب پیچ ہیں جو آپ کی سیدھی رہنم گاہ  
خود اپنے حال پر کبھی روئے کبھی ہنسے

تسلین دل کو دیجیئے یہ کہہ کے اے حفیظ

جو بھول جائے آپ کو اس کا خیال کیا

زندہ ہے اس کا نام کسی پر جو مر گیا  
شرما کے کہ رہے ہیں کہ چہرہ اُتر گیا  
شاید ہماری عمر کا پیمانہ بھر گیا  
اس کی خبر نہیں کہ کہاں ہے کدھر گیا  
سُن لیجئے گا زہر کوئی کھا کے مر گیا  
آنکھیں بھلین شراب کا نشہ اُتر گیا  
اُس کا خیال پھر مجھے بچپن کر گیا  
کل سر چڑھا تھا آج نظر سے اُتر گیا  
سر کا یہ ایک بوجھ تھا وہ بھی اُتر گیا  
آیا جو دیکھنے کو وہ با چشم تر گیا

دنیا میں یوں تو ہر کوئی اپنی سی کر گیا  
صبح شب وصال ہے آئینہ ہاتھ میں  
ساقی کی بڑھ چلی ہیں جو بے التفاتیان  
اتنا تو جانتے ہیں کہ پہلو میں دل نہیں  
ہم سے جو آپ روٹھ کے جاتی ہیں جائیے  
جاتا رہا شباب تو کچھ سو جھنے لگی  
ناصح کہاں کا چھیرہ دیا تو نے آ کے ذکر  
دو دن میں یہ مزاج کی حالت بل گئی  
اچھا ہوا جو آپ عیادت کو آ گئے  
تیرے مریض ہجر کا اتنا یہ حال ہے

چھٹرا کسی نے ذکر محبت جو اے حفیظ

## دل پر عجیب طرح کا صدمہ گزر گیا

اے پر مغان در سے تیری مین کمان جاتا  
 ناصح مجھے سمجھا کر اٹھا تو مین یہ سمجھا  
 غیر آکے مرے آگے جب ذکر وفا کرتے  
 فرصت ہو زمانہ دے قدر اس کی کر نہان  
 نالے جو کئے مین نے قابو نہ رہا دل پر  
 جتنی یہ مصیبت ہے سب اپز کئے کی ہے  
 کیا پیش محشر ہے اس سے تھا کہین بہتر  
 افسردگی دل کا کیوں ہو نہ قلیق محبو  
 اُس بھولنے والے نے پھر یاد کیا شاید

دنیا مین کوئی تجھ سوڑھ کر ہے سخی داتا  
 اتنی ہی سمجھ ہوتی تو کاہی کو سمجھاتا  
 خاموش بھلا مجھ سے اُس وقت رہا جاتا  
 جو وقت کہ جاتا ہے پھر ہاتھ نہیں آتا  
 اب ضبط فغان کرتا تو منہ کو جگر آتا  
 دل کا نہ کہا کرتا تو کاہی کو کھچتا  
 اعمال کی مین اپنے یہ دنیا مین نہ اپاتا  
 گلچین سے کوئی پوچھو جب پھول پر جھاتا  
 رہ رہ کے جو سینے مین دل آج ہے گھبراتا

ہر شعر حقیقت اپنا نوٹ ہے محبت کا

مستنا جو غزل میری بچپن وہ ہو جاتا

بتکہہ نزدیک کعبہ دور تھا  
 شام ہی سو ہم کہین جاتے تھے روز  
 وہ کیا جس مین خوشی تھی آپ کی  
 کچھ ادب سوراہے نالے ادم  
 جس گھڑی تھا اس کے جلو کا خطو  
 اک حسین کا آگیا جو تذکرہ  
 وصل کی شب تھی شب معراج کیا

مین ادھر ہی رہ گیا جہو رہتا  
 مدتوں اپنا ہی دستو رہتا  
 وہ ہوا جو آپ کو منظور تھا  
 کیا بتائیں عرش کتنی دور تھا  
 عرش کا ہنسنگ کوہ طو رہتا  
 دیر تک محفل مین ذکر جو رہتا  
 دور تک پھیلا ہوا اک نور تھا

اپنی آنکھوں میں بُت مغرور تھا	ہر کس و ناکس سے کیا ملتی نگاہ
<p>عمر بھر نکر سخن میں تھا حقیقت شاعری کا دل میں اک ناسور تھا</p>	
<p>بھولے سے نہ بے ہوش نام میرا کیا پھونچے وہاں پیام میرا مٹ جائے جہان سو نام میرا لیتے نہیں اب سلام میرا خالی نہ کبھی ہو حجام میرا بستر جو ہے زیرِ بام میرا اب تک نور کا نہ کام میرا لیتا ہی نہیں جو نام میرا ازبر ہے اُنھیں کلام میرا رفتہ رفتہ پیام میرا دم بھر نہوا قیام میرا</p>	<p>پھونچے اُس کو سلام میرا قاصد کی جہان نور سانی شہرت سے حری ہوئے وہ رسوا اللہ رے اُن کی بددماغی ساقی اتنی ہی التجا ہے دربان کو تیرے اک خلش ہے کوئی نہ کوئی ہوا پیامی مجھ کو ہے اُسی کے نام کی ٹ جو لوگ ہیں در و دل سو واقف پھونچا تھہ تک ہزار ڈھب سے وحشت میں کہیں کسی جگہ بھی</p>
<p>مانگی ہے غزل حقیقت اُس نے مقبول ہوا کلام میرا</p>	
<p>اک بار نہیں اس کو سو بار سمجھ لینا کر تا ہی نہیں تم کو وہ پیار سمجھ لینا تم جس کو محبت کا میاں سمجھ لینا</p>	<p>کرنا جو محبت کا افسر ادب سمجھ لینا ہم ہوں کہ حد واس میں جو ظلم کا شاکی ہو مر جائے مگر جانا اُس کی نہ عیادت کو</p>

<p>بن بن کے بگڑتا ہے وہ کام محبت میں  عقل کدہ ہستی جب کہتے ہیں عالم کو  محل میں رقبوں کی جانا ہے اگر تم کو  دل پر تو لگاتے ہو تم تیر نظر لیس کن  چھیڑا جو مرے آگے پھر تذکرہ دشمن</p>	<p>آسان نہیں جس کو دشوار سمجھ لینا  سودا ہے پھر اپنے کو ہشیا سمجھ لینا  صورت سے مجھے اپنی بیزا سمجھ لینا  آہوں کو ہساری بھی تلوار سمجھ لینا  رکھی ہوئی ہے مجھ سے تکرار سمجھ لینا</p>
<p>پوشیدہ حقیقت اس میں اسرار محبت میں  آسان نہیں میرے اشعار سمجھ لینا</p>	
<p>پوچھ کر حال سنے کوئی تو کہنا اچھا  عشق کار از کسی سے نہیں کہنا اچھا  گریہ رو کا تھا کہ اک آگ لگی سینے میں  وصف جنت کا نہ دنیا کی مذمت ہو مان  ایک دن جی سے گذرنا کہیں اس سے بہتر  عرض مطلب جو کیا بات بنا ناٹھرا  کیا شکفتہ ہیں ہمارے جگر و دل کے یزداغ  کیجیے غیر سے باتیں نہ ہیں چھڑے آپ  وقت رخصت مری اُلجھی ہوئی تقریر وہ ہے  کیا ملا حضرت موسیٰ کو کسی جلوے سے  کہتی ہے ہمت پر واز کہ اڑ مثل شرر  اٹھیے بالین سے کہ آنا زبرے ہیں اپنے</p>	<p>اور ایسا جو نہو چپکے ہی رہنا اچھا  ہو سکے ضبط تو خاموش ہی رہنا اچھا  لوگ سچ کہتے ہیں کہ ناسو کا ہنا اچھا  مسجدوں سے تو خرابات میں رہنا اچھا  دل پہ ہر روز کا صدمہ نہیں رہنا اچھا  آپ کی بزم میں خاموش ہی رہنا اچھا  کہنے کیوں ہو گا نہ ان پھولوں کا گنا اچھا  منہ نہ کھلو ایسے خاموش ہی رہنا اچھا  اُس کا گھبرا کے ہر اک بات پہ کہنا اچھا  حسن والوں سے گرد و رہی رہنا اچھا  ہو کے مجبور قفس میں نہیں رہنا اچھا  اب مرے پاس نہیں آپ کا رہنا اچھا</p>

شعر میں جب نہ کوئی بات ہی پیدا ہو حفیظ  
ایسے کہنے سے تو اسے یاد نہ کہنا اچھا

آہنا زحمت میں برسوں یوں ضبط سے ہم نے کام لیا  
جب ہو کر کیلجے میں اُٹھی تو ہاتھوں کے دل تھا م لیا  
اس رشک کے ہاتھوں ایک نہ اک ہر روز ہی لگ اُٹھا ہے  
ہم چوٹ جگر پر کھا بیٹھے جب غیر فی تیرا نام لیا  
آنکھیں وہ جھکیں ملتے ملتے رہے ہوش و خرد جاتے جاتے  
کچھ شرم نے اُن کو روک لیا کچھ ضبط نہ ہوا تھا م لیا  
انسان کی تھی یہ تاب و توان جو با زحمت اُٹھا سکتا  
اک یہ بھی ہے احسان ترا کیا اس سے تو نے کام لیا  
صحرا میں ٹھنڈے وقت میں یاد آئی جو اسکی جلوہ گری  
کچھ ایسی ہوئی وحشت دل کو دم جا کے زیرِ بام لیا  
اور اس کے سوا کچھ کہ نہ سکے پوچھا جو کسی نے حال ہو کیا  
آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ہاتھوں سے کلیجا تھا م لیا  
لوٹا سری دونوں آنکھوں نے پایا جو مرے دل کو تنہا  
جو ایک نے صبر شکیب لیا تو ایک نے چین آرام لیا  
ابتک تو خبر لی اُس نے مری جس وقت کوئی افتاد پڑی  
جب ٹھوکرین کھا کر گرنے لگا ہاتھ اُس نے لپک کر تھا م لیا  
ہم لائیں کہاں سے وہ آنکھیں جو تم کو شہانِ دیکھ سکیں

اب کیسی ندامت جب ہم نے سب اپنی سرالزام لیا  
 محرومی قسمت کیا کہئے احسان کیا کب ساقی نے  
 پیما نہ عمر چھلک ہی گیا جب ہاتھ میں اپنی جام لیا  
 موزوں جو ہوئے جذباتِ دل جب شعرِ حقیقہ پڑا ہنسنے  
 سنتے ہی دونوں ہاتھوں سے سامعِ دل کیلجا تھا م لیا

آنکھ اُس سے پھرے کیا یہ تقاضا ہو وفا کا  
 آج اُن کی زبان پر بھی ہو ذکر اپنی وفا کا  
 کافر نے کچھ اس طنز سے پوچھا تھا مرلج آج  
 کیا مانگ کر روئے ہیں یہ کچھ ہم سونہ پوچھو  
 آنکھوں کے چرانے میں بھی اک طرفہ واس ہے  
 جو دلعمرے دل میں وہ زاہد کی جبین پر  
 کونین میں جو کچھ ہے وہ زاہد کے لیو ہے  
 میرے ہی ستانے کے لیئے اور بھی سے  
 آنکھوں میں پھر ہی پیرِ خرابات کی صورت  
 کچھ اور بت چاہے اگر اس درد کی تدبیر  
 موت آنے کا آخر کوئی ہوتا ہے بہانہ  
 کہتے ہیں وہ سکر مری حسرت کی کمافی  
 کونین کی وسعت ہو تری دوست کرم میں  
 حوروں ہی کر پوئین تری نام کی رٹ ہو

دیکھا جسے دیکھا جسے تاکا اُسے تاکا  
 تاثیرِ محبت میں ہوئی سُکر خدا کا  
 کہتے ہی بنی محب کو کہ احسان خدا کا  
 یوں سمجھو ہوا خاتمہ آج اپنی دعا کا  
 رکھا ہے تغافل میں بھی اندازِ حیا کا  
 چھپتا ہے کہیں فرق خلوص اور ریا کا  
 بندہ ہے یہی ساری خدائی میں خدا کا  
 لو اور سنو پوچھتے ہیں ڈھنگ جفا کا  
 واعظ نے کیا ذکر جو خاصان خدا کا  
 دُکھتا ہے جگر نام جو ستا ہوں دعا کا  
 دل ہاتھ سے جانا تھا کہ آنا تھا قضا کا  
 کبخت کی باتوں میں تو ہے دردِ بلا کا  
 کچھ غم نہیں کوتاہ جو دامن ہے دعا کا  
 دیوانہ ہے واعظ تری مستانہ ادا کا

<p>دشمن کو بھی چاہوں تو ابھی دوست بنالوں  پھر تو حسین ہیں وہی مٹی کے کھلونے  تم اور سنو بیٹھے ہوئے سامنے خاموش  باتیں یہ طیبیہوں سے رہا کرتی ہیں ہر دن  دیکھا جسے سرشارِ محبت نظر آیا  جب دیکھئے ظالم کی ہڑٹھی میں کوئی دل  ساتی یہ پگھلتی ہے تری آنکھ سے مستی</p>	<p>چلتا ہوا جاوے ہے عمل اپنی وفا کا  اڑ جاے یہ روغن جو کہیں ناز واداکا  ہم اور گلہ تم سے کرین جو روضہ کا  سنتا ہوں اثر پوچھکے ایک ایک دوا کا  اللہ رے اثر اُس نگہ ہو شراب کا  کتنا ہے منجھا ہاتھ ترے دردِ حنا کا  یا جام چھلکتا ہے مے ہو شراب کا</p>
<p>کعبے میں حقیقت آج تو تجھ نے میں کل ہے  سچ ہے کوئی مشرب نہیں اس مروضہ کا</p>	
<p>کیا یہی ایک دل کا آنا تھا  جب ہمیں کو تھیں ستانا تھا  پندناصح کی چوٹ دل پہ لگی  امتحان اور پھر محبت کا  یوں نہ ہونا تھا خانانِ برباد  تم سے اک بات پوچھتے ہیں ہم  ہم کو مذکورِ غیر سے مطلب  مہربانی کی وجہ یوں سمجھو  یہ ملا شکوہ ستم کا جواب  اُن سے کہتی ہے شرط و حد کی</p>	<p>موت کا اور بھی بہانا تھا  ہر کسی کو نہ آزمانا تھا  ہر سخن ایک تازیانا تھا  آزمانا سا آزمانا تھا  ہاں کسی دل میں گھر بنانا تھا  لیکے دل یوں نظر چڑانا تھا  باتوں باتوں میں آزمانا تھا  مجھ کو دیوانہ پھر بنانا تھا  دل سمجھ بوجھ کر لگانا تھا  جو کہا تھا وہ کر دکھانا تھا</p>

<p>چارہ گر کی ہوتا کجائمت          بزم میں غیر کی سنی باتیں          تھی چین میں یہ کائنات اپنی          اُس کی تعریف جن صاحب سے          آنکھ سے آنکھ دل سے دل ملتا</p>	<p>اس سے بہتر تو یہی جانا تھا          ایسے ویسے کوٹھ لگانا تھا          چار تنکوں کا آشیانا تھا          مگر اُس کو سڑی بنانا تھا          یوں نظر سے نظر ملا تھا</p>
<p>تم موافق حقیقت سے ہوتے          ناموافقی اگر زانا تھا</p>	
<p>کچھ ٹھکانا ہے دل کی وسعت کا          دل میں جو داغ ہے محبت کا          دل کا روگ آنکھ کی ہے بیماری          جسم سے جان کی جدائی ہے          ہر گھڑی اُس کا شکر کرتا ہوں          ملتی جلتی ہے اُس کے کوچے سے          سرور دے ہزار دوزخ کو          بوالہوس اور لین تعلی کی          اک نہ اک روز رنگ لائے گا          تہ کر اپنی نصیحت اے صاحب          کیوں جلے ذکر حور سے وہ حسین          کہہ گئے ہیں کبھی ملین گے ہم</p>	<p>ایک میدان ہے قیامت کا          ہے وہ اک پھول باغ جنت کا          دیکھ لینا بھی اچھی صورت کا          ساتھ چھٹتا ہے ایک مدت کا          خوب پہلو ملا شکایت کا          مختصر وصف ہے یہ جنت کا          ایک چھینٹا سیلاب رحمت کا          غیر دعوتے کرین ثبت کا          خون کرنا باری رحمت کا          کھیل ہے یہ کتنا طبیعت کا          رشک حصہ ہے میری قسمت کا          یہ تو وعدہ ہوا قیامت کا</p>



اک زبان سے ادا ہو کیا ممکن کام وہ کر کہ نام رہ جائے	شکر اس بے شمار نعمت کا زندگی ہے نشان تربت کا
آدمیت حقیقت پر ہے ختم ایک پتلا ہے وہ مروّت کا	
اُکتا کے کسی کا ہاے کہنا آنکھوں نے دکھا دیا یہ آخر موتے مرنے کسی کی ہے یاد کچھ کہ نہ سکے ہجوم غم سے غم ہم کو ملا خوشی عدد کو اُس بزم میں شمع کا ہے ایسا جب بت ہوئی زبان پوچھا اُٹتے ہی نظر جگر ہو تھکا سمجھو تو یہ انتہائے غم ہے ہوئی ہیں حسین خد کے پورے چپ کا ہے کہیں بُرا قیجا دکھ کو نہ طیب سے چھپانا	کب تک یہ شکستہ حال رہنا پانی کی جگہ لہو کا بہنا اے درد جگر گواہ رہنا قاصد ہی اُن سے جل کے کہنا سچ کہتے ہیں اپنا اپنا کہنا جلنا بھی بیان تو چپ ہی رہنا ہم سے بھی کچھ آپ کو ہو کہنا آسان نہیں ہے چوٹ سہنا آنسو کا اب آنکھ میں نہ رہنا مانیں گے وہ کسی کا کہنا اچھا ہے کہیں خموش رہنا نادان سے راز دل نہ کہنا
کیا ہو گا حقیقت گھر بتا کر دو دن تو بیان ہے غم کو رہنا	
کتاب ہے محبت میں بد نام نہ ہو جانا	کچھ دل ہی سمجھتا ہے بیدار کا سمجھانا

اب حال کھلا آتی ہو موت بھی مشکل سے  
اک بات نصیحت کی میری بھی سُن اِذاِناصح  
اس بزم میں ہم بھی تو آخر ہیں جلے بیٹھے  
کیا دیکھے کہتا ہے اب وصل کی خواہش پر  
کو تا ہی قسمت کا دیتا ہے پتا مجھ کو  
شہرت پر مٹے کوئی ہم تو یہی کہتے ہیں  
حسرت کی نگاہوں کا کرنا جو ہو نظر اہ

ہم پہلے سمجھتے تھے آسان ہے مرجانا  
جب تک کوئی سمجھے بے سود ہے سمجھ مانا  
تم کس کو دکھاتے ہو پردانوں کا جل جانا  
سیکھا تو ہے ظالم نے ہر بات کو دھڑاتا  
اگر مرے ہو ٹھٹھون تک ساغر کا چھلکا جانا  
اک طرح کی رُسوائی ہے نام نکل جانا  
تم موت سے پہلے ہی بالین پر مری آتا

کی غم نے حقیقت ایسی تغیر تری صورت  
اس وقت تجھے ہم نے آواز سے پہچانا

اور تو کون چمن میں ہے مقابل میرا  
کون سا حال نہیں رحم کے مقابل میرا  
نالہ رکتے ہیں محبت میں کہیں تجھے تو ہیں اشک  
پھیر دو جلد چھری اب یہ تسلی کیسی  
مجھ سے ہو دعویٰ خون حشر میں تو بہ تو بہ  
روز سننے ہیں زمانے کوئی گردش ہے  
میرے ہی سر پر خون کی پرشش یارب  
فیصلہ جلد بھی کر دے مری ایدون کا  
بندہ گئی تھی جو سفر پر کہ ہمت چست  
ہم کہے جاؤں کہ جیسا ہے تقاضا دل کا

منہ چڑھاتی ہیں کبھی چڑھ کے خندا دل میرا  
وہ جو آئے تو ٹھکانے نہ رہا دل میرا  
کیجئے رنج تو ہر کام بنے شکل میرا  
فوج کے وقت بڑھاتے ہو غیث دل میرا  
سانے میرے پشیمان ہو مت ابل میرا  
کاش پھر جائے اُن آنکھوں کی طرح دل میرا  
مجھ کو اقرار ہے بے جرم نہ ہن قاتل میرا  
ماتے بیدار نہ تھم تھم کے دکھا دل میرا  
پاؤں اٹھتے ہی گزرتا سانسہ نزل میرا  
تم کہے جاؤ کہ دعوت نہیں چل میرا

داورِ شمر کے آگے نہ بٹھانے کی نگاہ جانتا ہوں مری آنکھوں میں ہے قاتل میرا

مرا گئیں خاک میں لاکھوں ہی تنائیں حقیقت  
اک زمین گورِ غریبان کی ہے اب دل میرا

دکڑ جس بزم میں اُن کا نہ رہا  
حسن کی آن کمان باقی ہے  
پھر بھی کچھ دل میں سکے باقی ہے  
آئینہ دیکھتے ہو آٹھ پہر  
جھوٹ سچ بھی نہیں ہو وعدے  
ہو گیا جس کو محبت کا مرض  
بیوفائی پہ مکر باندھی ہے  
اور دنیا میں حسین گزرے ہیں

یوں بگھپے کوئی چرچا نہ رہا  
چار دن چھل شگفتا نہ رہا  
گو وہ پہلا ساقی صدا نہ رہا  
کیا کوئی دیکھنے والا نہ رہا  
اب وہ جیسے کا سہارا نہ رہا  
عمر بھر وہ کبھی اچھا نہ رہا  
دھیان کچھ میری وفا کا نہ رہا  
دور دورِ راہ کسی کا نہ رہا

صبرِ مشکل ہے محبت میں حقیقت  
مُن کے یہ ضبط کا یا را نہ رہا

کیا چیز ہے یہ وعدہ فردا بھی یا رکا  
آؤ پُئیں نہ باغ میں چلکر گلاب بیان  
کہتے ہیں یوں نہیں مری وعدہ خلافیان  
عبرت سوس گلی میں نہ رکھا کسی زیاؤں  
میرے سوا وہ کون ہے ایسا سٹا ہوا  
کچھ کہتے کہتے اپنی زبان بند ہو گئی

ٹوٹے گا سلسلہ نہ رہے اتنا رکا  
ایکے کئے ہمارے موصم چھار کا  
لینا ہے امتحانِ نرے اعتبار کا  
جب تک رہا نشان ہمارے مزار کا  
ہاں نام لیجے تو کسی جانِ نثار کا  
دھیان آگیا ہو اُس نگہِ شرمسار کا

کہنا کسی کا ہا ہے یہ دم توڑتے ہوئے  
 اب تک بندھی نہ ذہن میں کچھ فکر آشتیان  
 پانی پھر اُمید پینیل آنکھ سے ڈھلا  
 آج اُن کے نقش پا کو اڑا لے گئی نسیم  
 بیٹھا ہوں اُس گلی میں گرہ ہے یہ بخودی  
 کھوئی غبار راہ نے بنیائی آنکھ کی  
 کچھ بن پڑی نہ اُن سے تسلی دے بغیر

ٹوٹے نہ آس کسی اُمید و ار کا  
 اور آگیا ہے سر پہ زمانہ ہسار کا  
 آیا اخیر وقت مرے انتظار کا  
 گل ہو گیا چراغ ہمارے مزار کا  
 اک بس سے پوچھتا ہوں تپا کوے یار کا  
 اچھا ہوا کہ روگ مٹا انتظار کا  
 احسان ہے یہ گریہ بے اختیار کا

آیا ہے دم لبون پہ سحر ہوتی ہے حقیقت  
 بجھتا ہے اب چراغ شب انتظار کا

مر کے زندہ وفا کا نام کیا  
 ان تبون کا یہ احترام کیا  
 کوچ لاکھون کا اس جگہ سی ہوا  
 کیا ہو دُورہ نشان اگلون کے  
 بتکدے سے جو دل اچاٹ ہوا  
 ضبط جس نے کیا محبت میں  
 غیر کے گھر سے شاید آتے تھے  
 اُس کی باتوں کے ہم پوز مشتاق  
 اس کو کیا کہیے شرم یا نفرت

جان نثاروں نے ایک کام کیا  
 یعنی سجدہ کیا سلام کیا  
 آہ ہم نے کہاں مقام کیا  
 آج مانا کسی نے نام کیا  
 اُٹھکے کعبے کا ہر تمام کیا  
 سچ ہو اُس نے بڑا ہی کام کیا  
 کٹ گئے ہیں فوج سلام کیا  
 اُن سے جس شخص نے کلام کیا  
 پھیر کر منہ مجھے سلام کیا

زندہ درگور ہو رہا ہوں حقیقتاً

عشق نے کام ہی تمام کیا

نام باتوں میں نہ لے ناصح نادان اُن کا ہاں کھچپٹائے نہ دنیا میں کوئی میری طرح یا رب اتنا کوئی ممنون عنایت بھی نہو دونوں جانب یہ اثر جذب محبت نے کیا حال سُن سُن کے مراضیہ کہا نیک آخر مجھ سے کچھ گھر ہی کی رونق تھی نیت کی روک لی حضرت ناصح نے زبان خیر ہوئی آہیں جلد وہ آتے ہیں عیادت کو لیے	چٹکیاں لینے لگا دلیں پھر ارمان اُن کا عمر بھر ہاتھ ملا چھوڑ کے دامن اُن کا سر اٹھانے نہیں دیتا مجھ احسان اُن کا آرزو اُن کو ہماری مہین ارمان اُن کا کہ اُٹھے وہ بھی کہ اللہ نگہبان اُن کا وہ سلامت رہیں جیتا ہر دربان اُن کا آہ چکا تھا مرے ہاتھوں میں گریبان اُن کا اے اجل کون ہو شرمندہ احسان اُن کا
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

میر کا رنگ برتنا نہیں آسان حقیقت

اپنے دیوان سے ملا دیکھیے دیوان اُن کا

کسی کو دیکھ کر بخود دل خود کام ہو جانا محبت سے جو پیش آئے کوئی ہو دوست یا دشمن خدا جانے کہ ہوتا کیا مال اپنی محبت کا مٹانا ہو اگر دھبہ یا کاری کا اسے زاہد جہان دیکھ وہاں کچھ ذکر ہو اپنی محبت کا کرے گا خنہ پیدا کوئی دن دربان کا ہنگامہ	اسی کو لوگ کہتے ہیں خیال خام ہو جانا ہمیں تو ہر کسی کا بندہ بے دام ہو جانا بہت اچھا ہوا آغاز میں انجام ہو جانا کسی کی بزم میں اک دن شریک جام ہو جانا برائے آدمی کے واسطے بدنام ہو جانا قیامت ہے ترے در پہنچو ہم عام ہو جانا
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

حقیقت ایسے مسلمان کا بھی کوئی دین نہ رہے

بتوں کی دوستی میں تاؤں کہ اسلام ہو جانا

تحفیظ وصل میں کچھ ہجر کا خیال نہ تھا  
جز یہی کیا ہے ہر تہا پرانی رہسوں کا  
نیا ہے اب کے یہ سب کچھ ہمار کا عالم  
خیال تم نے دلایا ہو کہ میں باتوں کا  
وہ دن ہیں یاد کر رہیں تھی خود فراموشی  
تم آگے گئے مری زبان بوج گئی ورنہ

و فور عیش میں اندر سے مائل نہ تھا  
کبھی شراب کا پینا بھی کیا طلال نہ تھا  
جذبات کا زور تو ایسا گذشتہ سال نہ تھا  
لال اب وہ ہوا پہلے جو طلال نہ تھا  
یہ دھن کسی کی تھی اپنا بھی کچھ نیا نہ تھا  
کچھ آج موت کے آئینے آئینا نہ تھا

لونی تو دیکھ سرت ہے لو کہیں نہ کہیں  
کہ یوں چھینٹا کاہر کبھی بھال نہ تھا

لحاظ اس سے کہ پتہ انہرو میں کا نہ رکھا  
زلیخا سے الفت لے لے پھوٹے سے  
جو محروم دنیا تو مایوس عجبے  
حسینوں کی رہا ملا فی نے اب تو  
تری رہ گذر دیکھ کر ہے پیر چیرت  
سفر شہری اس کا کہیں کیا کہ نہ

سب سے دل نے تلو کہیں کا نہ رکھا  
گھنڈا امر ہوتا ہے من کا نہ رکھا  
تو آرزو نے کہیں کا نہ رکھا  
آکھان دل میں باقی نہیں کا نہ رکھا  
ارم نام اس سر زمین کا نہ رکھا  
بھی دل جڑ سے نشین کا نہ رکھا

نوار و مہر اور اپنی نرل میں  
کبھی قافیہ رنگ ہر زبان نہ رکھا

حل ہوا ہوا نہ گذر آج اسے یوں دیکھا  
پڑھکے راستہ کہیں بچ کا سامان دیکھا  
خیر کو آج تری بزم میں معائنہ دیکھا

رہا جتنا ہے اور نہ رہا بے ان دیکھا  
دیکھنا تو یہاں پایا کو گر یاں دیکھا  
دیکھنا کوئے تھرا آکھو وہ سامان دیکھا

<p>جب مجھ کو لکھنے کے لئے عیادت کیلئے          حاکم گیا دل کی طرح دست تنہا بڑھ کر          رکھتی ہے یہ اثر گریہ میری چشم پر آب          دیکھنا جوش پہ آجائے گا دریائے کرم          آخر الامر گزنا ہے کسی دن جی سے</p>	<p>تم نے کا ہی کو مراحاں پریشان دیکھا          اُس نے مڑ کر جو سو گوشہ دامن دیکھا          بل گئی جس سو نگاہ اُس کو بھی گریاں دیکھا          اُس کی رحمت فی جو شرمندہ عھیان دیکھا          یہ سمجھنا تھا کہ ہر کام کو آسان دیکھا</p>
<p>لا دو اور محبت ہے سوا اس کے حقیقت          اور دنیا میں ہر اک درد کا درمان دیکھا</p>	
<p>ہوتا ہو غم کے ہاتھوں اب خون آرزو کا          وقت بہا رگلشن اک سیر کی جگہ ہے          گردن میں پیار سے وہ ہاتھوں کا ڈال دینا          تھو چور میکہ کے مسجد کے رہنوالے          مشکل بہتہ ہو دل میں راز جن چھپا نا          اول تو زکریا کی مستی پھر اُس سے پرستی          وقت جلال اُس کو ہرگز نہ چھڑنا تھا          انہوہ حسرتوں کا تم دیکھتے تھے جس میں          پیغامبر ہوا ہے کچھ ہم کلام اُن سے          آہستہ ہاتھ رکھنا زخم جگر پہ دیکھو</p>	<p>ظالم تھا مدتوں سے پیار مری لو کا          بے اعتبار لیکن عالم ہے رنگ بو کا          ہم وحشیوں کے حق میں اب طوق ہو گا          سے سیر بھرا ہوا ہے جو طرف ہے وضو کا          دو دن کے بعد آخر بچوں کی خون تھو سکا          منہم کو ہو گا نشہ اک جام پر سب جو کا          موسیٰ کو دیکھنا تھا موقع تو گنگو کا          اُس دل میں رہ گیا ہوا اک داغ آرزو کا          یہ صاف کہہ رہا ہے انداز غمت گو کا          ایسا نہ کہ ٹوٹے ٹاٹکا کوئی رفقو کا</p>
<p>کچھ اے حقیقت ہم یوں چھو نہ دل کی حالت          کجخت دوست ہو کر دشمن ہے آبرو کا</p>	

آنکھوں سے آج دیکھا یہ حال بیکسی کا  
تقدیر میں لکھا تھا بدنام ہو کے مرنا  
محشر میں اس ستم کا تم کیا جواب دو گے  
تم جا رہی ہو اب تک آئی نہ موت جکو  
آنا میری لحد پر چادر سے منہ چھپا کر  
جس طرح سختیوں سے دم توڑتا ہو کوئی  
آیا ہو دم لبوں پر پتھر لگئی ہیں آنکھیں  
کبے کروٹھا نوالے وہ اور لوگ ہوں گے  
ان سختیوں سے کس نے عہد وفا کو توڑا  
پر ہمیز کر رہا ہوں ان کی عنایتوں سے  
جس کا خیال مجھ کو پہرہوں مڑا چکا ہے

سنتے تھے مدتوں میری کوئی نہیں کسی کا  
یہ مختصر فسانہ ہے اپنی زندگی کا  
عادل کا سامنا ہے وہ دن ہنر صافی کا  
اب اس سو بڑھکے کوئی صدمہ ہی جان کنی کا  
پردہ تھیں تھا جس سے مدفن ہے یہ اُسی کا  
گھٹ گھٹ کر گیا یوں مان جی میں جی کا  
نقشہ نظریں پھر بھی پھرتا ہے اُس گلی کا  
ہم کفر جانتے ہیں دل توڑنا کسی کا  
آیا نہ دھیان تم کو کچھ میری عاجزی کا  
مجکوم مرض ہوا ہے اب ترک دوستی کا  
ناصح نے آکے چھیڑا پھر تذکرہ اُسی کا

قبر حقیقت پر کیا عبرت برس رہی ہے  
پچھائی ہے اک اُداسی عالم ہے بیکسی کا

دیوانے ہوئے صحرائیں پھر ہے یہ حال تمہارے غم نے کیا  
افسوس مگر اس بات کا ہے کیا تم نے کیا کیا ہم نے کیا  
جب بھڑکی ہے آتش دل غ جگر سر داس کو دیدہ غم نے کیا  
شاداب چمن میں پھولوں کو ہر شام و سحر شبنم نے کیا  
اچھی ہوئی اب کہ بُری یہ ہوئی ان باتوں کو خود ہی سمجھو  
الزام ہمیں کیا دیتے ہو جو تم نے کہا وہ ہم نے کیا



تاریک ہوئی ساری دنیا کیا موت ہوئی مجھ بیکس کی

کم ایسے ہوئے ہیں شہید و فاعم جن کا اک عالم نے کیا  
قسمت کی طرح یہ دل نہ پھرا کبھی سے بھی اُٹے پاؤں پھرے

آنکھوں میں گلی وہ پھرنے لگی بخود یہ طوف حرم نے کیا  
کیا ایسی وفا پر ناز کروں جو باعث ہو رسوائی کی

یہ بات ہوئی مر جانے کی بدنام کسی کو ستم نے کیا  
عزت میں تھساری تربت پر رونے کو حقیقت آتا کوئی

اب شکر کرو آنسو تو پچھے چھڑکاؤ بھی ابر کرم نے کیا

خاک میں ہسم کو ملا دو مگر اتنا کرنا  
دل بہل جائے گا کچھ رنج نہ اہل کرنا  
بیٹھ کر بزمِ عدو میں مرا شکو کرنا  
ہو کسی طرح کی تخصیص مرے نام کو ساتھ  
ہاے وہ ظلم جو کہنے میں نہ آئے ظالم  
تم کیے جاؤ برائی یہ کہے دیتے ہیں ہم  
یہ وصیت ہے مری اہل محبت کے لئے  
سُن لے اے موت کہ برائے کسی کی حسرت  
جائیے آپ تو بس کر چکے اپنی سی بہت  
ہاے سے دل کی لگی اُن سے مری بیتابی  
چھوڑاؤ اک میں دو حرف تسلی لکھ کر

پھر نہ اس طرح کسی کو کبھی رسوا کرنا  
ہم جو مر جائیں بڑے دھوم سے جلسا کرنا  
چارمین یوں کسی کی محبت کو رسوا کرنا  
ذکر اب سے جو کبھی اہل وفا کا کرنا  
وہ بھی اُس پر جسے اتنا ہوشو کرنا  
کچھ اسی میں ہے اب اللہ کو اچھا کرنا  
دم نکل جائے مگر دل کا نہ کہنا کرنا  
اس آئے مرے ماتم کی تمت کرنا  
مان یہ کہیے کہ ہمیں چاہیے اب کیا کرنا  
غیر کا امن کی خوشی کے لئے کہنا کرنا  
یاد آ جائیں کبھی ہسم تو بس اتنا کرنا

ترک کرنا ہے محبت تو پس و پیش ہے کیا  
بیٹھے بیٹھے کبھی کچھ سوچکے رونا پھر دن  
سامنے میرے نہ لینا کسی بیدار کا نام  
کافر عشق کو کیا دیر و حرم سے مطلب  
وضع کا دھیان ہے شان رہے ان ہے

یوں سمجھ لیجئے جس کام کو کرنا کرنا  
روتے روتے کبھی تقدیر کا شکوہ کرنا  
دوستو مجھ پر اب احسان بس اتنا کرنا  
جس طرف تو ہے اُدھر ہی ہچین سجدہ کرنا  
اب سے کرنا جو کوئی کام تو ایسا کرنا

پوچھیئے ترک وطن کا نہ سبب مجھ سے حقیقت  
موت ہے میرے لئے ذکر وطن کا کرنا

چاک دامان نہ رہا چاک گریبان نہ رہا  
بزم دشمن نہ کبھی درہم و برہم دیکھی  
جگہ افسوس کہ وہ اور عدو کے بس میں  
ہم نے جو بات کہی تھی وہی آخر کو ہوئی  
منفعل ترک وفانے مجھے برسوں رکھا  
اُن کی شوخی بھی ہوئی ہومری وحشت کا جوا  
بن گئی داغ کیلجے کا تناے وصال  
خیر مے قول و قسم جھوٹ ہی خوش ہے  
روکنے کو مجھے خیرت کے سوا اُس در پر  
مٹ گیا شغل جنون اب وہ کہاں جا نہ رہی  
چار چھڑکی میں ترے در سے الگ ہو بیٹھا

پھر بھی پوشیدہ مراحل پریشان نہ رہا  
کیا تیرا دور وہ اے گردش دوران نہ رہا  
اُس کو یہ غم کہ مر اب کوئی پُرساں نہ رہا  
تم نے جو راز چھپایا تھا وہ پہچان نہ رہا  
چار دن اپنے کیئے پر وہ پشیمان نہ رہا  
ہاتھ ڈالا جو گریبان میں گریبان نہ رہا  
داغ حسرت کے سوا اب کوئی امان نہ رہا  
اب مرے آپ کے وہ عہد وہ پیمان نہ رہا  
کوئی دربان نہ رہا کوئی نگہبان نہ رہا  
زور وحشت کا بھی اب دستِ گریبان نہ رہا  
غیر کچھ روز بھی منت کش دربان نہ رہا

وقت کو ہاتھ سے کھو کر کوئی دنیا میں حقیقت

عمر بھیری طرح سر بگربان نہا

کسے منظور تم سے ملے کچھنا دور ہو جانا  
 سرور آنکھوں میں آتے ہی حیا کا دور ہو جانا  
 زرا سے زہد پر زہد بہت مغرور ہو جانا  
 کیا دور وہ دل نے سازاؤں دیدہ نظروں سے  
 زمانے کو ہوئی عبرت کسی کا ظلم سن سکر  
 گئے وہ دن کہ میں ہر بزم میں تھا زینت مجلس  
 یہی آغاز اور انجام اُلفت کی علامت ہو  
 کسی کے جلوے کا یہ ایک ادنیٰ سا کرم ہو  
 زرا سی بات پر روٹھے ہیں کیا کیا بدگمانی ہے  
 نظر کر شیشہ مے پر جو ہے نخت جوانی کی  
 کسے آئینہ چھاتی سے لگا کر پیار کرتا ہے  
 کبھی ہم دل کے ہاتھوں میں کبھی دل کی مٹھی میں  
 شرف سے ترے جلوے کے بنا ہی آنکھ کا سرمہ  
 ستم ہے جسم و جان کا فرقہ عہد جوانی میں  
 وہ مسیت نازائے تو دکھا دوں تجکو اوساقی  
 کریں گے اختیار اب ہم بھی شہوہ حسدوں کا  
 عہد و نون جانبے ہو کرتی ہو یہ سچ ہے  
 ہٹا کر سامنے سے آئینہ پھر ناز سے کہیے

مگر مان وضع کے ہاتھوں نہو مجبور ہو جانا  
 اب آگے کیا کموں نشے میں آنکھ چور ہو جانا  
 نتیجہ اس خودی کا ہی خدا سے دور ہو جانا  
 قرین عقل اس پھوٹے کا ہی ناسو ہو جانا  
 بُری باتوں کا بھی اچھا ہوا مشہور ہو جانا  
 خفیت ہو کسی محفل میں اب مذکور ہو جانا  
 جگر میں داغ پڑنا داغ کا ناسور ہو جانا  
 سما کر میری آنکھوں میں نظر سے دور ہو جانا  
 کہا تھا خالد میں میرے لیے تم حور ہو جانا  
 جھکا دیتا ہے سر آخر بہت مغرور ہو جانا  
 ہمیں سے ہی یہ شرمانا جھکنا دور ہو جانا  
 کبھی معذور ہو رہتا کبھی مجبور ہو جانا  
 کہیں ہر کوہ کا ممکن ہے کوہ طور ہو جانا  
 غضب ہو سیم گل میں چمن سودور ہو جانا  
 لڑکھ کر شیشہ و ساغر کا چلنا چو ہو جانا  
 کسی سے روز جا ملنا کسی سے دور ہو جانا  
 تجھے مجبور کرتا ہے مرا مجبور ہو جانا  
 نظر سے دور ہو جانا ہی دل سے دور ہو جانا

<p>غم جاوید حاصل ہو تو عیش جاوید ان جانوں          اذیت جانکشی کی اور بھی دیکھی نہ جائیگی          نظریں جسکی تو ہر دم نہیں سکتا دماغ اُس کا          نہ بھولنیگی کبھی چوری چھپے کی یہ ملاقاتیں</p>	<p>کوئی دم کے لئے اچھا نہیں سر ہو جانا          سدا رو میری بالین سے اگر منظور ہو جانا          بجائے سارے عالم سحر منہر ہو جانا          سرشام اُن سے پامنا سحر کو دور ہو جانا</p>
<p>حقیقت اچھا سخن وہ ہی جو رہ جائے زبان و سر          یہ کہتا ہے مرے ہر شعر کا مشہور ہو جانا</p>	
<p>ہنگامہ حشر کا دم رزقار ہو چکا          زاہد ہے اور بادۂ کوشر کی آرزو          اڑتی رہی جیب گریبان کی دھجیان          میری سی کہ چکا دل کجست حشر میں          جس بن نصیب کا ہر ترے ہاتھ میں علاج          جاتی رات وصل کی ہونیکو ہو سحر</p>	<p>ہو اب ہزار بار جو اکبار ہو چکا          سمجھو تو ایک طرح یہ میخو ار ہو چکا          اب تو جنوں گلے کا مرے ہار ہو چکا          جس کا یہ ہو چکا ہے طرفدار ہو چکا          اچھا نام عمر وہ یہاں ہو چکا          مل جائیے گلے سوا اب انکار ہو چکا</p>
<p>کب تک لکھو گے زلف کا مضمون اور حقیقت          خامے کی طرح دل بھی سیہ کار ہو چکا</p>	
<p><b>رولیت بائے موصدہ</b></p>	
<p>جنوں کے جوش میں پھرتی ہیں ماری ماری اب          گیا جو ہاتھ سے وہ وقت پھر نہیں آتا          عجب نہیں ہے کہ پھر آج ہم سحر دیکھیں</p>	<p>اجل لگا دے کہیں گور کے کناے اب          کہان اُمید کہ پھر دن پھرین ہماے اب          کہ آسمان پہ گنتی کے ہیں سناے اب</p>

<p>جب اُس کے ہاتھ میں لہری بلاجانے عنایتوں کی وہ باتیں نہ وہ کرم کی نگاہ یہ دُرسے ہوئے سر رکھنا رہنما گامہ</p>	<p>ملے وہ پاؤں سیریا پڑوسر سے واسے اب بدل گئے ہیں کچھ انداز ہی تھکے اب سمجھ کے کیجئے دربان سو کچھ اشاکے اب</p>
<p>حقیقت سوچیے اس بات میں ہیں دو پہلو کہا ہے اُس نے کہ ہم ہو چکے تھکے اب</p>	
<p>آپ ہی سے نہ جب رہا مطلب آرزو میرے دل کی پر آئے کر نہ مجکو جب رقیبوں میں رک گئی بات تاز بان آکر ضد ہی ضد شیخ و برہمن کی تھی میری اک بات میں ہیں سو پہلو غیر کی اور اس قدر تعریف اگلی باتوں کا ذکر جانے دو</p>	<p>پھر رقیبوں سے مج کو کیا مطلب سب کا پورا کرے خدا مطلب یوں ہنسی میں نہ تو اڑا مطلب دل کا دل ہی میں رہ گیا مطلب ورنہ دونوں کا ایک تھا مطلب اور سب کا جُدا جُدا مطلب ہم سمجھتے ہیں آپ کا مطلب آج اس تذکرے سے کیا مطلب</p>
<p>خوش ہونا قسم بھی سمجھ کے حفیظ صاف ایسا ہو شعرا کا مطلب</p>	
<p>ایسے کو کیا پلائے گا پیر مغان شراب میخانہ ہمان میں یہ زندوں کی ہے دعا توبہ کا توڑنا بھی ہوا ضعف سے محال چھلکار رہا ہے بادۂ گلگون سب سے ابر</p>	<p>توبہ کرو کہان لب زاہد کہان شراب عمر روان سے بھی تو زیادہ وان شراب پچھتا رہا ہوں چھوڑ کے میں ناتوان شراب برسار رہا ہے آج خم آسمان شراب</p>

ڈر ہے حجاب دور ہو جائے اس لئے  
وہ مست ہوں کہ آئے نیکر میں قبر میں  
میخانے میں ہے قفل مینا کی یہ صدا  
اس مست کی جو چین جبین یاد آگئی  
کیا ایک جھلّ پانی کو ترسار رہا ہے تو  
اچھی کہی ملیگی شراب طور کل

دیتا نہیں ہے چہل میں وہ بدگمان شراب  
کوثر کی لیکے میرے لئے ارغوان شراب  
یاخوف محسبے ہو گرم فغان شراب  
لینے لگی جگر میں مرے چٹکیان شراب  
دیتا نہیں ہو کیوں مجھے پیر فغان شراب  
ترسو جناب شیخ کمان کمان شراب

اس شجہت میں روز نہیں چاہیے حقیقت  
معتشوق جام شیشہ سنبوستان شراب

ہر دم ہی دعا ہو گزر جاؤں جی سواب  
پہلے تو بے تصور وہ ہم سے بگڑ گئے  
ہوتا ہے بواہوس بھی محبت کا مدعی  
دنیا سے کچھ غرض ہے نہ مطلب ہو دین سے  
افسوس وقت نزع بھی بالین پہ وہ نہیں  
کس پر نظر پڑی کہ یہ کسنا پڑا اُنھیں  
پوچھیں اگر وہ حال تو کسنا پیا مبر  
پھر کیا بنائینگے اگر اُن سے بگڑ گئی  
اللہ کس قدر اُنھیں دشمن کا پاس ہے  
ہر دم کی التجا نے بگاڑا مزاج دوست

ایسا ہی کچھ اُچاٹ ہون مذکی سے اب  
گردن جھکا کر بیٹھے ہیں شمرنگی سے اب  
پر ہیز اس لہو سے ہمیں عاشقی سے اب  
ہم کو جو کام صرف تمھاری خوشی سے اب  
نیکلیگی اپنی جان بڑی بیکسی سے اب  
لٹنا پڑے گا بزم میں ہم کو بھی سے اب  
مایوس ہو رہا ہو کوئی زندگی سے اب  
باز آئیں مدعی نہ ہمارے بری سے اب  
انکار کر رہے ہیں مری دوستی سے اب  
دور و ز بھی نہیں گئی نہ ان کو کسی سے اب

پھر اے حقیقت اُن سے بڑھاتے ہو سرم و راہ

کہتا وہ یا وہ نہ ملین گے کسی سے اب

## رویت باے فارسی

<p>مجھ سے بگڑے ہیں جو بے تقصیر آپ یہ نہ کہئے کچھ نہ بچھ سے ہو سکا بے تکلف کہئے جو کچھ دل میں ہے حضرت ناصح نصیحت ہو چسکی بے اثر کیوں ہے مرا مضمون شوق میکدے میں بھی ہے عزت شیخ کی</p>	<p>جائیے کیا ہیں مری تقدیر آپ دیکھیے گا آہ کی تاثیر آپ کرتے ہیں رُک رُک کے کیوں تقدیر آپ کیا بدل دین گے مری تقدیر آپ جب وہ پڑھنے ہیں مری تحریر آپ ہیں وہاں بھی میکشون کے پیر آپ</p>
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

یہ غزل وہ ہے کہ جس میں اے حفیظ  
کر گئے ہیں پیروی میر آپ

<p>لیتے ہی میر اول خود کام آپ رات بھر ٹپا کیے ہم خاک پر ہجر میں ہوتا جو ہم سے کچھ بھی صبر حضرت دل حُسن والوں سے وفا شہرہ آفاق ٹھہرے حُسن میں کیا ہوا ہم نے اگر پوچھا مزاج</p>	<p>دیکھیے ہو جائینگے بد نام آپ سیج پر کرتے رہے آرا آپ وصل کا وہ بھیجتے پیغام آپ چھوڑیے بھی یہ خیال خام آپ اور کیا پیدا کرینگے نام آپ کس لئے دینو لگے دشنا آپ</p>
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اب یہ پچھتانے سے حاصل اے حفیظ  
سوچتے آغاز میں انجسام آپ

## ردیف تائے فوقانی

یاد ہے پہلے پہل کی وہ ملاقات کی بات کبھی مسجد میں جو واعظ کا بیان سنتا ہوں یاد پیری میں کمان اب وہ جوانی کی ترنگ شیخ جی مجمع رندان میں نصیحت کیسی ہائے پھر چھپر دیا ذکر عدم و کاتم نے	وہ مردن کے بھولے ہیں وہ رات کی بات یاد آتی ہے مجھے پیر خرابات کی بات صبح ہوتے ہی ہمیں بھولگئی رات کی بات کون سنتا ہو میان قبلہ حاجات کی بات پھر نکالی نہ وہی ترک ملاقات کی بات
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

جب لیا احمد شب وصل کیا اُس نے حقیقہ  
صبح کو یاد رہی گی یہ ہمیں رات کی بات

دل میں ہیں وصل کے ارمان بہت آئے تو دہمت جنون زور و ن پر میری جانب سے دل اُس کا نہ پھرا لیکے اک دل غم کو نین دیا ترک الفت کا ہمیں کو ہے غم دل کے دیرانے کا عالم ہو کچھ اور خاک ہونے کو ہزاروں حسرت صدمہ ہجر اٹھانا مشکل	جمع اس گھر میں ہیں مہمان بہت چاک کرنے کو گریبان بہت دشمنوں نے تو بھرے کان بہت آپ کے مجھ پر ہیں احسان بہت وہ بھی ہیں دل میں پشیمان بہت ہم نے دیکھے ہیں بیابان بہت خون ہونے کو ہیں ارمان بہت جان دینا تو ہے آسان بہت
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

رشتک جن پر ہے فرشتوں کو حقیقہ  
ایسے دنیا میں ہیں انسان بہت



<p>لے کاش نظر آئے اب موت ہی کی صورت          قربان ہو سر اُس پر جان اس پہ تصدق ہو          اپنا ہی بنانا تھا جب ساری خدائی کو          جب عالم صورت میں کی سیر تو یہ جانا          اُن تکھونین جو کھُٹ جائے ولین جو اُتر آئے          کرتا نہیں اب کوئی چھوٹھا بھی کبھی وعدہ          مجنون کو جو دیکھا تو اشک آنکھوں میں بھر آئے          ساقی کی مذمت کا لینا ہے ہمیں بدلا          سنو! میں یہ وحشت ذنا صبح کی ہمیں باتیں          ہم نے جو تھیں دیکھا کون سی بُرائی کی</p>	<p>وقت میں مکر دل کو چپن آنکسی صورت          تلوار پر پی پیکر قاتل ہے پری صورت          کیون اسی بتوں کو پھر اللہ ذی صورت          ہر سائے مرقع میں بس لکیتے ہی صورت          نقشہ ہو وہی نقشہ صولت، وہی صورت          افسوس سلی کی یہ بھی نہ ہی صورت          آغاز محبت میں اپنی تھی ہی صورت          واسطہ کو پلانا نہ ہو تھوڑی سی صورت          کہتا ہے بنو صبا! اب آدمی کی صورت          سب دیکھتے ہیں آخر آنکھوں بھلی صورت</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

ملجا و حفیظ اُن سے بگڑ نہیں کچھ اب بھی  
 پھر بڑا کی ممکن ہے دو دن میں وہی صورت

## ردیف تالے ہندی

<p>دل پر لگا رہی ہے وہ نیچی نگاہ چوٹ          پھوٹا سر اُس کے دس کوہِ بڑی جنوں میں سنگ          بجلی کا نام سنتے ہی آنکھیں جھپک گئیں          لالچ اثر کا ہونہ کہیں باعثِ ضرر          منہ ہر دہان زخم کا سینہ ہیں اس لیے</p>	<p>پھر چوٹ بھی وہ چوٹ جو ہی بے پناہ چوٹ          محکوم دلار ہی ہے عجب اشتباہ چوٹ          روکے گی میری آہ کی کیسا یہ نگاہ چوٹ          ٹکڑا کے سر فلک سے نہ کھا جائے آہ چوٹ          مطلب ہے حشر میں بھی نہ ہو داؤ خواہ چوٹ</p>
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

ملتی ہے چپ کی داد یہ مشہور بات ہے  
اٹھتے ہی دل میں ٹیس جگر میں ٹپک ٹپکی

جل جائے آسمان جو کرے ضبط آہ چوٹ  
کرتی ہے درد ہجر سے گویا نباہ چوٹ

چوٹ چوٹ پہ تیری شب کو چلتا ہے سر جھٹکا  
باور نہ تو دیکھ جبین ہے گواہ چوٹ

## رویت تالے مثلثہ

شب وصل پہ بخت و حجت عبت  
ہوا اُن کو کب اعتماد و وفا  
یہاں اب تو کچھ اور سامان ہے  
نصیبوں سے اپنے ہو شکوہ ہمین  
مرحالہ منکر وہ ہیں بقرار  
فلک مرثون سے نہ رکھ یہ غبار  
سنو نگا تری ہوش میں آتوں  
یہ پردہ حسینوں کو لازم نہ تھا  
وہ پہلے سلوک آپ کے یاد ہیں  
تکلف میں پھر وہ کہاں سادگی

یہ شکوہ عبت یہ شکایت عبت  
جتاتے رہے ہم محبت عبت  
وہ آتے ہیں بہر عبادت عبت  
کریں کیوں کسی کی شکایت عبت  
کہا کس نے ذکر محبت عبت  
مثا بیسون کی نہ تربت عبت  
ابھی سے ہوا صانع نصیحت عبت  
چھپا تو ہیں یہ چھپی صورت عبت  
مے حال پر اب عنایت عبت  
یہ آئیں حسن و زینت عبت

حقیقہ اس زمین میں کہو شعر کم  
دکھاؤ نہ زور طبیعت عبت

## رویت حمیر تازی

گھر کو نسا ہے حسین نہیں کچھ نفاق آج دم بھر کا انتظار بھی ہے جی کو شاق آج کل صبح ہونے ہی وہ سدھار نیگو اپنے گھر کچھ دیر اک بزرگ کی صحبت کے فیض سے کل راستے میں نامہ گرا آیا نامہ بر واعظ نے کل پڑھا جو محبت کا حال کچھ قاصد چلا ادھر سے اُدھر سے پیامبر کل تک تو رات عیش سے اپنی بسر ہوئی	ملتا ہو ڈھونڈھنے سے کہیں اتفاق آج حد سے بڑھا ہوا ہے تراشتیاق آج جاری مری زبان پر ہے الفراق آج پوچھو نہ میکے میں رہا کیا مذاق آج آتا ہے پیش دیکھیے کیا اتفاق آج رکھی ہوئی کتاب پر بالائے طاق آج دونوں طرف ہو حدی و تراشتیاق آج گھیرے ہر شام ہی سے بلائے فراق آج
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

ایسا کام اُس کو اگلے خیالات سے حفیظ

ہو جسکی شاعری کا اچھوتا مذاق آج

کسے ہنس کر ناز سے پوچھا مزاج رات دن لب پر دعا ہو موت کی دل بھر امیر ابھری جب تیری آنکھ وڈ بآئے میری آنکھوں میں اشک چھوٹا کرنا کھانا ہر گھڑی باتوں باتوں میں بگڑنا روٹھنا غیر کے فتر و نین آخر آگے	اب مجھے ملتا نہیں اپنا مزاج پوچھتے کیا ہو کہ ہے کیسا مزاج میں بھی بدلاجب تر بلا مزاج جب کسی نے ہجرت چھوڑا مزاج آپنے پایا ہے کیا اچھا مزاج جائے کس کام کا ایسا مزاج کس قدر ہو آپکا سیدھا مزاج
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

ہر گھڑی بنتا بگڑتا ہے حفیظ

دل ہمارا ہے حسینوں کا مزاج

# رَدِیف ہائے حُطٰی

کی ادا نے جفا قضا کی طرح  
کچھ تبون میں بھی ہو خدا کی طرح  
دوسرے تیسرے گدا کی طرح  
شر ملکین آنکھوں میں جیا کی طرح  
تھوڑی پی لے اگر دوا کی طرح  
نظر آتی نہیں وفا کی طرح

جان شوخی نے لی جیا کی طرح  
بے نیازی کی شان لے زاہد  
اُن کے در پر صدا لگا آنا  
رہنے دے کچھ مری مروت بھی  
کیا خرابی ہے امین لے واعظ  
اب مروت بھی ان حسینوں میں

مٹ کے اُٹھے ہم اُس گلی سے حفیظ  
جہم کے بیٹھے جو نقش پا کی طرح

رہا میں ہم کی صورتِ مٹا گمان کی طرح  
مڑے نفس میں بھی ہیں نکو آشیان کی طرح  
ہر اک نے چھوڑ دیا گرد کاروان کی طرح  
تری نگاہ کی صورت تری بان کی طرح  
کسی کے دوست نہیں تم بھی آسمان کی طرح  
نفس میں آگ لگے یہ آشیان کی طرح

کسے قیام بیان عمر جاودان کی طرح  
ہوا چمن کی کھلاتا ہے ہر سحر صیاد  
دیانہ راہ عدم میں کسی نے ساتھ مرا  
بڑا مزہ ہو جو میرا بھی دل بدل جائے  
کبھی خلاف ہو مجھ سے کبھی رقیبوں سے  
کبھی تو گھر میں بھی صیاد کے گرے بجلی

کسی گلی میں کہیں رات ہم نے دیکھا تھا  
میان حفیظ ٹہلتے تھے پاسبان کی طرح

## رَدِیف خائے معجمہ

<p>لون بلائیں کہیں جواب گستاخ  سر چڑھے ہیں رقیب مجھ پا کر  اب یہ تیکہ کلام ہے اُن کا  ہاتھ ڈال امرے گریبان میں  وصل کی التجا پہ کہتے ہیں  چھیر کر رنج مول لیتے ہیں</p>	<p>ہوں مرے ہاتھ اُنکے لب گستاخ  کوئی ہوتا ہے بے سبب گستاخ  نام میرا ہے بے ادب گستاخ  اس قدر آپ پہلی شب گستاخ  تم بہت ہو چلے ہو اب گستاخ  حضرت دل بھی ہیں غضب گستاخ</p>
<p>کچھ دنوں اے حقیقہ ظاہر ہوا بھی  ہو گیا تھا کہیں لقب گستاخ</p>	
<p>رَوِیَتْ دالِ مَملَہ</p>	
<p>دل کو اسی سبب ہے اضطراب شاید  آنکھیں چڑھی ہوئی ہیں باتیں بہکی بہکی  کیا جانے کس ہوا میں اتنا ابھرا ہے  مجھ پر جو وہ سحر سے اس درجہ مہربان ہیں  بیوہ مارے فروشوں سے آج چھوڑتا ہے  بیمار ہوں بندھی ہو دھن رات دن سفر کی  پچھلے سے وصل کی شب آنا صبح کے ہیں  آیا بہت دنوں پر زہاد جو میکہ کے میں  برسات کی کمی ہو کیا قدر گھٹ گئی ہے</p>	<p>قاصد پھرا ہی لیکر خط کا جواب شاید  آئے ہو تم کہیں سے پیکر شراب شاید  ہستی نہیں سمجھتا اپنی جاب شاید  شب کی دعا ہوئی ہو کچھ مستجاب شاید  طے ہو حساب اپنا روز حساب شاید  غربت میں اپنی مٹی ہوگی خراب شاید  نکلے گارات ہی سو آج آفتاب شاید  بھولی ہوئی تھی اکوراہ صواب شاید  ایسی کبھی کی ہوا رزان شراب شاید</p>

اپنے دماغ میں تو اب یہ سہی ہوئی ہے  
 بزمِ عدو میں آکر جس طرح ہم جلے ہیں  
 اشکوں سے تر ہوئی تھی یوں راتِ سیح اُن کی  
 اسے شیخ تو ملا کر دیکھ اُن سے عمر اپنی

بہتر ترے پسینے سے ہو گلاب شاید  
 دوزخ میں ہو کسی پر ایسا حذاب شاید  
 یاد آگیا تحفہ کوئی نہ گامِ خواب شاید  
 سحر و ن کا ڈھل گیا ہوا تر شباب شاید

تو بہ حقیقت طے کا پڑ جائے جس کو چسکا  
 پھر اُس سے مرتے دم تک چھوڑ نہ تراب شاید

ملی دولت وصلِ فرقت کے بعد  
 وہ اپنی خطا پر جو نادم ہوئے  
 ستار کا ہمین وہ نہون مہربان  
 نہ کچھ پوچھیے اُس گھڑی کا فرہ  
 ہوئی سہو خط کی عبارت بھی ہائے  
 ہوئے جاکے رسوا تری بزم سے

مزدِ عیش کا ہے مصیبت کے بعد  
 پشیمان ہوئے ہم شکایت کے بعد  
 نعت یہ کیسی عداوت کے بعد  
 کہ جب صلح ہو جائے محبت کے بعد  
 پھر انا نہ براتنی مدت کے بعد  
 نصیبِ نمان ذاتِ غنی عزت کے بعد

حقیقت آنکھ ساقی سے شرمائی  
 جو تھوڑی سی پی آج مدت کے بعد

زمانے میں رہی گئی تری یاد  
 ابھی کیا دشمنوں سے جب ملنے  
 عدو کی یاد تو آٹھون پہر ہے  
 بھلا دے دشمنوں کی دشمنی کو  
 ملا تھا جاکو صحرائے حنون میں

فقط رہا ایسی نیکی بدی یاد  
 کرینگے وہ ہماری دوستی یاد  
 ہمیں بھی آپ کرتے ہیں کبھی یاد  
 مگر رکھ دو ستون کی دوستی یاد  
 مجھے جنون کی ہے آوارگی یاد

محبّت نے پھلادین اور باتین	رہی اک خاکساری عاجزی یاد
<p>حفیظ اُس کو محبت کا لگا روگ غزل جس کو ہماری ہو گئی یاد</p>	
<p>یو نہی ہو شام سے تا صبح فریاد ابھی کس نے تھپن تڑپا دیا تھا عدم کو بھول بیٹھے اہل ہستی بہت کچھ اپنی جانب سے بھی کہنا مرے غمخوار نے سمجھا کے جھکو شبِ غم شام سے جی پر بنی تھی دمِ رخصت خدا کو سو پتے ہو جگر پر اک چھری سی پھر رہی ہے</p>	<p>ستاتی ہے کسی کی رات بھر یاد کہو یہ میرے نالون کا اثر یاد مسافر کو نہیں آتا ہے گھر یاد مری باتیں بھی رکھنا نامہ بر یاد دلانی اُس کی اک اک بات پر یاد خدا آیا مگر پچھلے پہر یاد رہیگی یہ محبت بھی مگر یاد ابھی تک ہے وہ چتونِ نظر یاد</p>
<p>حفیظ اک شاعری نے سب بھلا دی ہمین لاکھوں طرح کے تھے ہنر یاد</p>	
<h2>رویت دال ہندی</h2>	
<p>اس قدر زاہد عبادت پر گھنٹ سامنے اُن کے جو قابو میں رہے اب تو اپنی بیکسی پر ناز ہے کوہن سے کیا ہوا انجام کار</p>	<p>کاش ہوتا اسکی رحمت پر گھنٹ چاہیے ایسی طبیعت پر گھنٹ تھا کبھی اُن کی عنایت پر گھنٹ کیا کرے اب کوئی محنت پر گھنٹ</p>

کاش سیرت کا بھی کچھ ہوتا خیال  
جبہ سائی ہے کسی در کی نصیب

حُسنِ دل کو ہو صورت پر گھمنڈ  
کیون نہ وہاب مجھ کو قسمت پر گھمنڈ

شاعری ہے اور ہی چیز ہے حقیقت  
لوگ کرتے ہیں لیاقت پر گھمنڈ

## ردیف ذال معجمہ

لکھدے عامل کوئی ایسا تعویذ  
کب مسخر یہ حسین ہوتے ہیں  
نہ ہوا پار کا حصہ ٹھنڈھا  
سر سے گیسو کی بلا جاتی ہے  
مر کے بھی دل کی تڑپ اتنی ہے  
ہر طرح ہوتی ہے مایوسی جب  
آرزو خاک میں دشمن کی ملے  
ہاتھ سے اپنے جو لکھا اُس نے  
جس سے آیا ہوا دل رک جائے  
دل سیجانہ کسی دن اُن کا

یار ہو جائے گلے کا تعویذ  
سب یہ بیکار ہے گنڈا تعویذ  
بارہا دھوکے پلا یا تعویذ  
لائے تو ردِّ بلا کا تعویذ  
شق ہو امیرِ ی کی کا تعویذ  
لوگ کرتے ہیں دعا یا تعویذ  
اس لئے دفن کیا تھا تعویذ  
ہم نے اُس خط کو سینا یا تعویذ  
کوئی ایسا بھی ہے لٹکا تعویذ  
روز لکھ لکھ کے جلا یا تعویذ

کام لو جذبِ محبت سے حقیقت  
نقش کیا چیز ہے کیسا تعویذ

## ردیف رائے مہملہ



<p>یہ سُنا تھا کہ وہ بولے ہمیں پر          مہارا دل نہ آجائے ہمیں پر          تصدق جان تک ایسے حسین پر          گمان ہے دل چرانے کا ہمیں پر          ہمارا صبر پڑتا ہے ہمیں پر          اُٹھائیں آپ دوش نازین پر          پسادل اسکی چشم سرگین پر          تو آجاتی ہے اک آفت ہمیں پر          نہ آئے دل کسی پر وہ نشین پر</p>	<p>مرا دل آگیا ہے اک حسین پر          نہ دیکھو آئے بن ٹھن کے۔ دیکھو          تجھے دل دینے میں کیا عذر ہو          دکھاؤ آنکھ یا تیروری چڑھاؤ          ستا کر ہو دشمن شادمان ہیں          خدا کی شان دشمن کا جنازہ          نکل آیا سیمہ بختی میں اک حُسن          کسی سے جب ہ لڑتے روٹھتے ہیں          نہ نکلے حسرت دیدار میں جان</p>
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

احفظ ایسی کہی کیا بات تم نے  
 اگر اب تک ہو شکن اُنکی حسین پر

<p>کھوٹے کھرے سبھی ہیں را دیکھ بھال کر          تھوڑی سی بُے بھی بُے مجھے چپکے بُے ہال کر          مر جا کر کسی سے نہ ہرگز سوال کر          لے جا تو نامہ بر مری آنکھیں نکال کر          دل کا معاملہ ہے ذرا دیکھ بھال کر          پھیرو گھلے پہ تیغ تو دامن سنبھال کر</p>	<p>دل لیکے ہر بشر کا ستم گر نہ چال کر          ساقی عبت عبت ہے تجھے تخت کا ڈر          جب صُ بھارتی ہے تو کہتی ہو مجھے عار          اب خط میں شوق دید کہان تک تم کروں          مطلب کے آشنا ہیں حسین گوئن کے یا رہیں          چھینٹیں مے لہو کی نہ رسوا کرین ہمیں</p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

شادی سے غم کی قدر سوچا ہے حِفْظ  
 تھوڑی سی ہو خوشی تو بہت سا ملال کر

نظر ہم سے ملاؤ مسکر کر اگر  
تو اٹھے سیکڑوں فتنے اٹھا کر  
یہ بیٹھو آج کے دن منہ بنا کر  
اے جاہوش کی اپنے دو اگر  
نکلے سے صبا دامن بجا کر  
جو روئے مجھ کو سینے سے لگا کر

جلاؤ غبار کو بجلی گر کر اگر  
جو بیٹھے وہ کبھی محفل میں اگر  
ہنسو بولو کہ ہے وصل کی شب  
کہا اُسے سوال وصل سن کے  
وہ وحشی ہوں کہ میری خاک سے بھی  
خدا جانے وہ کیا سمجھے دم نزع

حفیظ ایسے کسی کو کیا پڑی ہے  
جو بے جا نہ ہو بان نہ کو نہ کر

جائیں ہنسی خوشی وہ گھر میرا زار دیکھ کر  
بجائو تو شک سا ہو گیا شب کا نگار دیکھ کر  
لاکھوں میں چن لیا، تین روز شمار دیکھ کر  
روئے جو زار زار وہ میرا زار دیکھ کر  
دش جنوں سوا ہو اجوش بہار دیکھ کر  
سنے میں اب وہی مجھے سینہ فگار دیکھ کر  
آہتا ہوں میں غنہ شہ دشت میں خار دیکھ کر  
غبطا مگر نہ ہو سکا ابر بہار دیکھ کر  
وہی ہے کھڑے ہیں سیسی نقش و نگار دیکھ کر  
سوئے فلک دیکھ میرا زار دیکھ کر

میلے نہ تیرا ان کے ہوں گرد و غبار دیکھ کر  
وعدہ کسی سے ہوا نہ جانیں جانیں کہین  
میری نظری داد وہ میری اس کو کہو  
کوئی نہ کوئی تو وفا کسی یاد اس گھڑی  
گل جو چین چین کھلا زخم جگر حشر ہو  
کرتے تھے میرے زخم کی پیسے جو جاں بیاں  
اٹھتے تھے قدم سے تو وہ میں تھے یہ آہ  
کہنے سے زار ہوں کیوں تو بے تولا کھارہی  
اُنکی کہان میں صورتیں جنگی یہ سب بین صغیتین  
نکارہیں میں جو ملک یا اس کا نہیں مجھے گلہ

حفیظ بزم میں اپنے قریب دی جگہ

رکشک سے غیر جل مرے میرا قارو کھیکر	
پڑھ کر درود ساقی کو شر کے نام پر پڑھتے ہیں فاتحہ وہ شہیدوں کے نام پر تہنائے ہے تو دھوپ سے بدتر ہے چاندنی کل جنگوئے کے نام سے ہوتا تھا جتنا ب ملنے کو جب ہوئے تو یہ کیا راتوں کی قید جتنا تھا جس کا ظف پلائی اُسی قدر لاتا ہے کون انکی عداوت کو دھیان میں تھوڑی سی بچی بچی ہوئی مجھ فاتحہ مست کو ساقی کی آنکھ سے بھی محبت ٹپک پڑی ان کو غور حسن میں عاجزی پسند کمرہ میں سچ رہا ہوں شبِ عدلے حقیظ	وہ مست ہوں کہ ہاتھ بڑھاتا ہوں جام پر ہنستی ہے موت خضر علیہ السلام پر کیا لطف آپ سچے اکیلے جو بام پر جنت وہ آج نیچتے ہیں ایک جام پر وعدہ تم آج صبح کا ٹالو نہ شام پر ساقی صد آفرین ہے تے اہتمام پر ہم تو مٹے ہوئے ہیں محبت کے نام پر ساقی پلا دے ساقی کو شر کے نام پر اگلے پڑی نگاہ کچھ اس طرح جام پر اپنی جگہ پہ وہ ہیں ہم اپنے مقام پر امید نہیں رہی ہے مرے اہتمام پر
مجھ پر اب لے حقیظ ہے انکا دیا ویون جس طرح ہو کسی کی حکومت غلام پر	
جھکایا سر جو اس کے آستان پر بیان کو ناز ہے میری زبان پر جو کہتے ہیں وہی ہوتا ہے کدن مرین اس زندگی پر حضرت خضر بہار اس باغ کی کیا تھی نہ پوچھو	دماغ عجز ہو پنا آسمان پر زبان کو ناز اس طرز بیان پر ہمیں بھی ناز ہے اپنی زبان پر کرین تکیہ حیات جاودان پر بلا کا روپ ہے جسکی خزان پر

نسکایت آئین سکتی زبان پر  
 لگے ہیں کان میری استان پر  
 کہیں بجلی گرے بھی آشیان پر  
 یہاں ہر دم دعا اپنی زبان پر  
 گر آیا ضعف نے اس استان پر  
 ڈٹا ہوں اب در پیر مغان پر  
 یہ ٹھہر گئی صفائی امتحان پر  
 زمین چھائی ہوئی ہے آسمان پر  
 رگڑتے ہیں جبین اک آستان پر  
 گری ہی پڑتی بوزرق آشیان پر  
 نکالا خوب غصہ پا سبان پر

جفاؤں پر بھی یہ پاس و فاس ہے  
 زمانہ ذکر الفت کا ہے مشتاق  
 تڑپے راٹن کہتے تک نفس میں  
 وہاں فرصت نہیں ہے کونے سے  
 مری افتادگی ہے طرفہ معراج  
 اٹھا کر گوشہ تسنیم سے ہاتھ  
 ہم اُنکے وہ ہمارے ہو رہیں گے  
 بلندی کو نظر آتی ہے پستی  
 یہیں سے کرتے ہیں کچھ کوسجڑ  
 چلے ہی آتے ہیں صرصر کے بھونکے  
 وہاں سے جھڑکیاں کھا کر جو نکلے

حفظ استاد کی تقلید کیس

بھروسا چاہیے اپنی زبان پر

آزاد ہے توجیر سے اختیار پر  
 گلکاریاں ہیں دامن ابر بہار پر  
 طرہ ہوا یہ گردش لیل و نہار پر  
 اچھا پھبھا ہے سوگمے سوگوار پر  
 رکھے ہوں و نون ہاتھ دل بیقرار پر  
 شوخی شار ہے نگہ شہسار پر

اگر طے نہ سرو اور فصل بہار پر  
 گھر کر برس ہی ہے گھٹا سبزہ زار پر  
 برکشتگی بڑھی جو نظر اُن کی پھر گئی  
 زلفین بکھر گئی ہیں تو عالم ہی اور ہے  
 جب کسی نے دست تسلی اٹھا لیا  
 جھکتی ہے بار بار جو اٹھا کر جیاسے آنکھ

<p>ہمت کا خاتمہ ہے ہمارے غبار پر آخر نہ ہو امید لوگس اعتبار پر سچ ہے کہ ایک دل نہیں آتا ہزار پر کیا خستیاں گر یہ بے خستیاں پر کیا کیا ستم ہوئے مے منت غبار پر صدقہ غبار باغ دل داغ دار پر کرتلے گناہ ترے اعتبار پر روتے ہیں راہ گیر ہمارے مزار پر الزام آگیا دل نا کردہ کار پر مرتے ہیں لوگ زندگی مستعار پر</p>	<p>گر پڑے گلے میں پہنچتا ہے بار بار تم بات کے دھنی ہو نہ پوئے ہو عہد کے کس طرح کوئی پیار کرے ہر حسین کو نکلے جو منہ سے اُف تو زبان قطع کیجے پامال ہو گیا کبھی برباد ہو گیا اُنکے دیے ہوئے یہ محبت کے پھول ہیں مجرم وہ ہیں کہ شان کر لی خداد گواہ عبرت سمان کھاتی ہے غربت کی موت کا اظہار درود ہجر سے بچپن ہے کوئی دنیائے بے ثبات کی اللہ لے ہوس</p>
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

تڑپا رہی ہے ہجر میں برسات لے حفیظ  
گرتی ہے روز برق دل بقیہ رابر

## رہیناز اے مجھ

کیون نہ کہیے اُسے سراپا ناز  
اچھے غم نے ہیں اور اچھا ناز  
ہاں یہ ناز ہے بلا کا ناز  
حُسن والو کرو گے پھر کیا ناز  
کیجیے ناز لیکن اتنا ناز

ہر اداس ہو جسکی پیدا ناز  
لیکن دل میں ہیں تلواروں سے  
زلف بکھر کے منہ چھپا لینا  
چاروں طرف ہے یحسن کا عالم  
کچھ نہیں حد سے بھی گزر جانا

<p>اور کا ہم سے کب اٹھیکاناز مر گئے ہم اٹھا کے جس کا ناز اک جھلک میں تھا یہ کرشنا ناز</p>	<p>ناز بردار ہم تہا رے ہین وہ جنازہ اٹھاے وائے نصیب جل گیا طور غش ہوے موسیٰ</p>
	<p>دل کی حالت ہی ہو حقیقت اسی ورنہ ہم اور اٹھاتے بیجا ناز</p>
	<p>روایت میں مہملہ</p>
<p>مٹھی میں مال ہے نہ دل مبتلا ہے پاس سائے کو جانتا ہوں کون کی کھڑا ہے پاس کھا لینگے وقت پر کہ یہ اچھی دوا ہے پاس پوچھو یہ بوا الموس سے کہ نقد وفا ہے پاس دوری بتوں سے ہو تو سمجھے خدا ہے پاس آئینہ سامنے دل نا آشنا ہے پاس</p>	<p>کیا انکی نذر کیجیے اب کیا رہا ہے پاس جگہ کسی گلی میں یہ گھیرے ہوئے ہے وہم باز وہ باندھ لی ہے کسی شے کی اک ڈلی مڈنٹر جو سیر ہے بازار حسن کی ظلمت ٹھہر سکی ہے کہیں نور کے قریب اس وقت پوچھیے نہ کسی کا غور حسن</p>
	<p>جیتے ہین آج تک کسی امید پر حقیقت ڈھارس ہے جس سے ایک بی بی لڑ پاس</p>
<p>یونہی نہ رہا ہون گے گرفتار نفس مین گنگا کرپ من ہون گے گنگا نفس چھوڑے جان ہی لیکر کہیں آزار نفس میرے صیاد سے اٹھتا ہی نہیں بار نفس</p>	<p>سنتے ہین اب نہ رہا ہون گے گرفتار نفس دبج کرتا ہے تو اتنا ہی بتا دے صیاد ایک امید رہائی کی یہی باقی ہے مجھ گرفتار کو کیا سیر چمن کی امید</p>

دُہری قیدین مے اکدم کہین ہستی کی حفیظ  
دل گرفتار ہو س روح گرفتار قفس

## ردیف شین مجمہ

قاصد کو وہاں لگیئی انعام کی خواہش  
اے پیر خرابات ادھر بھی نظر لطف  
دل آتے ہی آئی ہے عاموت کی لٹک  
لے موت مجھے منزل اول پہ لگا دے  
پھر مین لے دینے کو چلا آج دعائیں  
دن بھر ترا دیدار ہو شب بھر موتر وصل  
مدت سے یہ تکلیف کی خاک رہے طبیعت  
دل مین نہ بہت حسرت نیا کو جبکہ دے

اے کاش برائے کسی ناکام کی خواہش  
لانی ہے مجھے کھینچنے اک جام کی خواہش  
آغاز محبت مین ہے انجام کی خواہش  
پوری ہو کہین گردش ایم کی خواہش  
پھر محکو وہاں لے چلی دشنام کی خواہش  
یہ صبح کے ارمان ہیں ہ شام کی خواہش  
آجائے اجل ہو اگر آرام کی خواہش  
ابھی نہیں ہوتی ہے مجھے کام کی خواہش

شاعر کے سوا ایسے حفیظ اور بہین کچھ لوگ  
دنیا مین مٹاتی ہے جنھیں نام کی خواہش

جیل سے گئی انکی ملاقات کی خواہش  
آئے وہ زمانہ کہ وہ مہمان ہوں اپنے  
اب شام کے نالے یہی تاثیر دکھا دین  
القاب تھے اور حسنینوں کو لکھیں گے

باقی نہ رہی پھر تو کسی بات کی خواہش  
حسرت ہو اسمیٰ کی اسمیٰ کی خواہش  
پھر وقت سحر ہو نہ مناجات کی خواہش  
پھر طے کی جوابت و محکایات کی خواہش

تصویر حفیظ انکی طلب کرتے ہیں اُن سے

حضرت کو ہونی ہے نئی سوغات کی خواہش	
پھیلی ہوئی ہر ہندین گھر و باغ عیش انسان کو سوجھتی ہی نہیں کچھ سوائے عیش کیا کیا اڑے پھرتی ہوا کو ہوائے عیش ڈالے ہوائے سر پہی سایہ ہوائے عیش	ایسے کہین کے لوگ نہیں مبتلائے عیش کچھ پوچھیے نہ عہد جوانی کے دلو لے زاہد کو یادِ خلد ہے۔ کوثر کی موج ہے بسترِ لگائیں ہم بھی کبھی زیرِ قصرِ ریا
انسان بہت نہ خوگرِ راحت ہوئے حقیقت وہ مبتلائے غم ہے جو ہے مبتلائے عیش	
دل میں جگہ کرے نہ کبھی آرزوئے عیش ہم تو کسی گلی کو سمجھتے ہیں کوئے عیش اپنی نظر میں خاکِ نہیں آبروئے عیش تو ہے عدوئے جان تو خاک ہے عدوئے عیش	یارِ ب مرے دماغ تک آئے نہ بوئے عیش زاہدِ ترا بہشت بھی راحت کی ہے جگہ مسند سے کم نہیں ہے فقیرِ کمالِ بویا دو دشمنوں کے دور میں راحت کہاں نصیب
بیٹھا ہوا ہے اب مصیبت سے دل حقیقت جاتا نہیں خیال بھی اپنا تو سوئے عیش	
روایتِ صادقہ مہملہ	
آگئی شاید کچھ اس میں خنجرِ قاتل کی حرص کھینچ لانی کچھ شرمین کسی محفل کی حرص کھوے دیتی ہی مجھے دینا سے میری دل کی حرص دیکھیے تھی ہے کیونکر اب دلِ سہل کی حرص	استغنیاء ہے جو آج میرے دل کی حرص سُنکے ہنگامہ دھر بھی آگیا ہوں شوق میں ٹھوکرین درد کی کھاتا ہوں ایسکے ہاتھ سے ہاتھ ہے قاتل کا نازک گند ہے خنجر کی تھار



طالبِ دنیا نہوگا سیرِ دولت سے حقیقت  
جس قدر پائیکا بڑھتی جائیگی سائل کی حرص

## ردیف ضاد معجمہ

ہونہ تیرے سوا کسی سے غرض  
ہمکو منت سے عاجزی سے غرض  
اپنی اگلی نسیں کسی سے غرض  
آدمی کی ہو آدمی سے غرض  
غم نصیبوں کو کیا خوشی سے غرض  
اُس کو آئینے آرسی سے غرض  
مے سے مطلب نہ میکشی سے غرض  
خوب نکلی یہ بخود دی سے غرض  
اُس کو بندونکی بندگی سے غرض  
محسوس کی دوستی سے غرض  
ہم کو کیا بحث مذہبی سے غرض  
اُسکی دھن اُسکی بندگی سے غرض  
میکشوں کو تھی دل لگی سے غرض

یوں اٹھا دے ہمارے جی سے غرض  
وہ منائیکا جس سے روٹھے ہو  
یہ بھی احسان ہے قناعت کا  
میں بھی تمام عبرت ہے  
درومن دون کو کیا دوا سے کام  
حسن آرائشوں کا ہو محتاج  
چورین شمعِ محبت میں  
دیر تک دید کے مزے لوٹے  
بے نیازی کی شان ہی یہ نہیں  
تیری خاطر عزیز ہے ورنہ  
ہم محبت کے بندے ہیں واعظ  
دیر ہو کعبہ ہو کلیسا ہو  
شیخ کو اس وقت درپلا نے کیوں

اس کو سمجھو نہ خطِ نفسِ حقیقت  
ادری کچھ ہے شاعری سے غرض

اچھا ہر وہ سُنے نہ مری التجا عرض  
ہم کو ہو رشکِ غیر یہ کہنے کی بات ہے  
دیتے ہیں جھڑکیاں وہ مجھے عرض حال پر  
نا کام جس کے در سے پھر ہوں نہ ر بار  
خواہش ہو اُسکی اور مری آرزو ہے اور

کیوں نہ قبول کا بھید نہ کوئی کیا عرض  
ہم کیوں جلیں کسی سے ہمیں وہ طاعن عرض  
بیدار دے کسی کی نہ ڈالے خدا عرض  
اُنکی اُسی سے جا کے مری بار بار عرض  
مطلب مراد ہے حد کی جدا عرض

خواہش ہی پر مدار ہے ہر کام کا حقیقت  
دنیا کے کاروبار کی ہے رہنما عرض

## رویف طاء مملہ

کچھ میکہ ہے ہی میں نہیں جانے سوا احتیاط  
پلکوں سے چاہتا ہوں وہ گیسو سنوارنا  
تم میہاں کسین نہ سہی نیز بان سہی  
اب جائے بھی دل نہ ہمارا دکھائے  
رکھتے ہو اب زمین پہ قدم چھونک چھونک  
وہ جانتے ہیں وسعتِ تقریر ہی نہیں  
جس کو جلا جلا کے کیا آپ ہی نے خاک  
اک طرح کا سوال دعا مانگنا بھی ہے  
اے ہنشین نہ چھیڑ مجرت کا تذکرہ  
تم ہی نہیں تو ساری خدائی سو کیا عرض

یہ نہیں جانتے ہیں پتہ پتہ سے احتیاط  
کرتے ہیں لوگ غیر کے شانے سے احتیاط  
لازم ہے کچھ بھی روکنے جانے سے احتیاط  
کرتے ہیں بکسوں کے شانے سے احتیاط  
ہم کو مثلاً کہ شہر اٹھانے سے احتیاط  
ہم کرتے ہیں بات بڑھانے سے احتیاط  
اُس کی ہی بہت سے جانے سے احتیاط  
منا قبول پاتھ اٹھانے سے احتیاط  
کاؤن کو اب ہو اسی فسانے سے احتیاط  
دنیا سے احتیاط زمانے سے احتیاط

کل تک تھی جس کی دیدہ و دل میں جگہ حفیظ  
پہلو میں آج اُس کو بٹھانے سے احتیاط

## رویت ظار مجہ

اٹھ گیا جی سے زندگی کا لحاظ	اس قدر حد ہے یکسی کا لحاظ
چھپر کر نرم میں یہ سنا تھا	سچ ہے کونین کسی کا لحاظ
غیر کی بات کا خیال اتنا	کچھ نہو میری عاجزی کا لحاظ
حور کا نام سن کے کانپ اٹھے	اس قدر بھی نہو کسی کا لحاظ
وقت پر سب کو آزما دیکھا	کون کرتا ہے دوستی کا لحاظ
چھپکے ملنے کا وعدہ اُسے کیا	اب تو کرنا پڑا بھی کا لحاظ
دور رکھتا ہوں شمع بالین سے	یہ شب غم ہے یکسی کا لحاظ
زاہدون سے چھپا کے پتیا ہوں	اب بھی اتنا ہے میکشی کا لحاظ
خواہش دید تھی جو اے مو سے	پہلے کرنا تھا بچو دی کا لحاظ
ایک عالم ہے اُن کی محفل میں	اب کہا تک ہو کرسی کا لحاظ
دیکھتے ہم رقیب کی آنکھیں	یہ بھی ہو صرف آپ ہی کا لحاظ

شعر تہذیب سے گرے نہ حفیظ  
ہے اگر پاک شاعری کا لحاظ

## رویت عین مہملہ

<p>آنا ہے دل کا جان سے جائیگی اطلاع          ناوک فگن کو ہوگی نشانے کی اطلاع          کیا دون کسی کو اپنے ٹھکانے کی اطلاع          حاکم کے پاس جائیگی تھائیگی اطلاع          ہوتی اگر نہ موت کے آنے کی اطلاع          دیتا ہوں تجھ کو آگ لگانے کی اطلاع          گلشن میں ہے بہار کے آئینی اطلاع          ہوتی ہے جس کو ایک زمانہ کی اطلاع</p>	<p>پھر دے رہا ہو دل کہین آئینی اطلاع          کس کس کا دل ہے تیر نظر سے چھدا ہوا          وحشت مجھے قرار سے رہتی بھی دی کہین          کل پیش ہو گا کاتب اعمال کا لکھا          غفلت کی نیند اور بھی سوتا یہ آدمی          دشوار تاب ضبط ہو بہار اے فلک          غنچے چٹک رہے ہیں جھپکتی ہو عنایب          افسوس میرے حال کی اُس کو خبر نہیں</p>
<p>تسکین اضطراب ہے، وعدہ کی شب حقیقت          دل کی تڑپ ہے یار کے آنے کی اطلاع</p>	
<p>سادگی میں بھی ہو انوکھی وضع          اُس سے ملتی نہیں کسی کی وضع          اس کو کیا کہیے اپنی اپنی وضع          ایک اپنی کبھی نہ بدلی وضع          کس غضب کی ہو تائی ترچھی وضع          اچھی صورت اور اُسے اچھی وضع          کسی نے یوں عمر بھر نہا ہی وضع          ان کی بروضع ہے بلا کی وضع</p>	<p>ہائو رے اسکی سادگی کی وضع          ایک عالم سو ہے نرالی وضع          چھوڑ کر ہم کو وہ عدو سے ملے          رنگ کیا کیا زمانے نے بدلے          دوش پر ہے کمان کمر میں تیغ          حُسن اور اُسپہ حُسن آرایش          تم سے ملکر نہ ہم کسی سے ملے          جامہ زیبی حسینوں پر ہے ختم</p>
<p>مٹ گئے اے حقیقت کیا کہنا</p>	

	خوب ہی آپ نے نباہی وضع	
	ردیف غین معجمہ	
<p>سمجھ لو چار ہی دن تک ہو چاندنی کو فروغ ہماری آنکھ کے ہوتے ہو آرسی کو فروغ کہیں ملک سے ہوا بڑھکے آدمی کو فروغ تمہارے سامنے ہوتا نہیں کسی کو فروغ کہ آجکل ہر زمانہ میں جھوٹ ہی کو فروغ زہے نصیب کہ ہوتا ہو عاشقی کو فروغ</p>		<p>غور کیا جو ہوا حسنِ عارضی کو فروغ نگاہ دیکھ چکے خوب حسنِ والون کی کیا ہو کون و مکان ایک اسکے جلو میں ہمارے سامنے جتنا نہیں کسی کا رنگ عجب نہیں کہ گھٹے قدر سچے موتی کی جہان میں ذکر رہا قیس کی محبت کا</p>
	<p>بھی ہوئی ہے طبیعت حقیظ کیا کیے نہیں ہے اپنے زمانے میں شاعری کو فروغ</p>	
	ردیف فاء	
<p>وہ لوگ ہونگے ہمارے خیال سے واقف مری زبان نہویا رب سوال سے واقف وہ کون ہو جو نہیں انکی چال سے واقف اُدھر وہ ہو گئے میرے خیال سے واقف کہ وہ ہوئے نہ محبت کے حال سے واقف نہ کیجیے ہمیں عیش وصال سے واقف</p>		<p>جو ہو چکے ہیں زمانے کے حال سے واقف کچھ اور دے کہ دے دولتِ قناعت دے دعا فریب ہیں مشہور ان حسنین کے ادھر جو ترکِ محبت کا وہم دل میں ہوا تجھی پہ کیا ہے بہت ایسے لوگ ہیں ناصح غمِ فراق کی ہم سے مصیبتیں سنئے</p>



<p>کسان کس وقت تجھ کو موت آئی عجبت میں فلک کتنوں پہ ٹوٹا تجھے تو ذبح کرنا بھی نہ آیا</p>	<p>تری ناکامیاں فریاد صد حیف پڑی کس کس پہ یہ افتاد صد حیف مرے قاتل مرے جلا صد حیف</p>
<p>حقیقت اُن سے ہوا قطع تعلق چھٹا ہم سے عظیم آباد صد حیف</p>	
<p>رویت قاف</p>	
<p>کوئی جہان میں نہ یارب ہو مبتلا سے فراق ہزار طرح کے صدمے اسے گوارا ہیں لبوں پہ جان ہوا ب صد مہم دوری سے زبان بند ہے یہ جوشِ غم کا عالم ہے کرین جو ضبط کلیجہ اسے اُن کا</p>	<p>کسی کی جان کی دشمن نہ ہو بلا سے فراق مگر اٹھا نہیں سکتا ہوں حباب سے فراق نہر وصال کی دیتی ہوا تہا سے فراق بیان ہو نہیں سکتا ہوں ماجرا سے فراق کہ آسمان کو بلاتی ہیں ناہا سے فراق</p>
<p>جدِ احفیظ ہوا کون تیرے پہلو سے لبوں پر آٹھ پہرہ جو ہا سے فراق</p>	
<p>دل کو ہے اُس رہنڈر کا اشتیاق قصرِ جنت کی تنہا کیا کروں ایک پر اب ایک کو ترجیح ہے جھومتا ہوں سنگِ اسود چو کر صبح دم وہ بلب و گل کا ملاپ</p>	<p>ہو گیا حج کے سفر کا اشتیاق رہنے دیکھا اسکے گھر کا اشتیاق کم نہیں دل سو نظر کا اشتیاق دیکھنا اُس سنگِ دکا اشتیاق وونو جانبِ رات بھر کا اشتیاق</p>

پڑ گیا لپکا کسی کی دید کا      کم نہو گا اب نظر کا اشتیاق

خشک اگر ہو گا او یونہیں حفیظ  
جان لے گا شعر تر کا اشتیاق

## رویت کاف تازی

تو ساتھ مراد یگی اسے شمع سحر کبتک  
اپنا کسی مغل میں ہو گا نہ گزر کبتک  
چو کھٹ بہتری آخر چٹک کوئی نہ کبتک  
آئے گا سہارے گدوہ شک مگر کبتک  
پھر راہ کوئی دیکھتے ہر شام و سحر کبتک  
انجام ہی ہونا چاہتی یہ خبر کبتک  
اب دیکھتے رہتا ہے اس کا بھی اثر کبتک  
غیروں کی خوشی ان کو بوند نظر کبتک  
کچھ باتیں کرو صاحب یہ حقی نظر کبتک  
اب دیکھتے بھڑنا ہے نا سو جگر کبتک  
دل کہ کبھی چھوٹ نہ پڑے گا نہ اثر کبتک  
بیکس کسینج یہ راست دیدہ تر کبتک  
اس شام کی بے چین ہوئی تیرے کبتک  
بیٹھا کر بیٹھنے لے اب آجھ ہر کبتک

ہر چند پیچھے رونا ہر شب ہے مگر کبتک  
اللہ تک انسان کی ممکن ہو سائی جب  
در تک بھی نہ تو آئے اللہ سے استغنا  
مل جائے منجم تو دریافت کروں اُس سے  
جب یاد نہیں رہتی وعدے کی گھڑی ملو  
غم کیا جو ہوے رسوا آغاز محبت میں  
ناصح کی نصیحت سے ٹھہر تو ہو دل لیکن  
کچھین تو کہا ننگ ہو غم اپنے نصیب نہیں  
آنکھیں نہ ملاؤ گے کیا سر نہ اٹھاؤ گے  
رو دھوکے کیا تو کچھ آنکھوں کو علاج اسکا  
تنگ آکے کبھی کہتا فریاد فغان تاکے  
وہن سے کسی نے بھی آنسو نہ کبھی پوچھے  
جس رات کی ہر ساعت الکن ہو قیامت کا  
آخر کو یہ تنگ آکر غموار بھی کہ اُسے



لله حفيظ اٹھ کر اب سوے وطن چلے  
بیکار بھی اسے حضرت یہ عزم منفرکت تک

<p>کیا ہو گا حال جوش جنون کا بہارتک رخصت ہیں گو کہ ہجر میں صبر و قرار تک ہم کب کب مر چکے تھے جدائی میں لے چل وحشت میں خاک اڑائیں گے میانائی بھی جان سیج ہے کہ ایک دم ہی ہو سوطح کی خوشی ٹوٹی اگر امید تو اٹھ کرے گا دم مرا اڑتی ہے خاک جب سے مٹا قبر کا نشان ہم خود ہیں تو بہ کرنے کو زائد مصر نہو وہ کیا کہ پوچھتی نہیں کجست کو اجل اُس کے کرم سے پھر یوں کہیں کم مری گناہ</p>	<p>باقی نہیں ابھی سو گریان میں تار تک کرنا ہے پھر بھی ضبط ہمیں اختیار تک جینا پڑا کچھ اور ترے انتظار تک پہونچے نہ ہاتھ جب تری گردن کی ہار تک ساری چل چل پیل ہو چمن میں بہار تک ٹھہرا ہے زندگی کا مدار انتظار تک رونق تھی یکسی کی ہمارے مزار تک پینے دے چکو اور بھی ابکہ بہار تک ساری مصیبتیں ہیں دل ہی قرار تک اب سے کروں شمار جو روز شمار تک</p>
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اُن کا نظارہ دور سے ہو یا نہو حفيظ  
جانا ہمیں ضرور ہے اُس رنگزار تک

<p>عیادت کو میری وہ آئے نہ اب تک ستار مجھے وہ مرا ضبط دیکھیں ہمیں بھی خدا اس بات کی آگئی اب کبھی وصل پر کیا وہ راضی نہو نگے یہ پہلے ہی دن کیوں کچھ مجھ سے لپٹی</p>	<p>اجل اب دکھائی گئی تو راہ کب تک زبان کاٹ ڈالوں جو لہجائیں لب تک نہ جائینگے ہم وہ نہ آئینگے جب تک یہ انکار دیکھیں تو رہتا ہو کب تک دل میں بات کرتی نہیں ایک شب تک</p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

مری جان آنکھوں میں اٹکی رہی گی	مجھے دیکھنے تم نہ آؤ گے جب تک
حفظ اب یہ ہے دھوم تیرے سخن کی	کہ شہرہ تراہند سے ہے عرب تک
غش ہوئے موسے پہونچے طور تک لاکھ باتوں کی ہے واضح ایک بات تھے ہمیں ہم بزم و خلوت میں جہان دیکھنے والے کہ ان پہونچے نہیں حسن میں تیرا کوئی ثانی نہیں شیخ پر ہے میکشی کا اتمام	سوچئے اس بات کہ اب دور تک کم ہی بولے آدمی مفت دور تک اب وہاں اپنا نہیں مذکور تک رہ گئے موسے تو کوہ طور تک ہم گئی زابہ کی اس میں جو تک آپ تو کھاتے نہیں انگور تک
سامنے کے یہ نہیں مضمون حفظ	اب نظر جاتی ہے اپنی دور تک
تراپاس نزاکت ہے یہاں تک رہا قسمت جو ہے پہونچے گا اک دن نہ ہوگا گالیوں کا سلسلہ ختم کسی کے رعب نے بکروں سے بند سمجھ لے آدمی انجام اپنا پہا ہے میکدے میں جشن نوروز سہارا تھا اک آواز جس کا ترے کو چے میں یہ ہنگامہ یہ بھیر	افغان آتی نہیں دل سے زبان تک ہمارا کسی کے آستان تک وہاں دے کوئی سہا کسان تک کبھی دل کی نہ آئے گی زبان تک امید زندگی آخر کسان تک مزے ہیں آج سب پر افغان تک خدا ہے اب جو پہونچاں کاروان تک زمین کا شور پہونچا آسمان تک

نہ ٹھہرا نجد میں ناقہ نہ ٹھہرا ترے کشتوں کی حوریں بھی ہیں مشتاق شبِ قدر اپنی تھی شامِ شبِ وصل	ہو مجنون کا دشمن ساربان تک کہان کی بات پہونچی ہے کہان تک وہ عالم تھا زمین سے آسمان تک
-----------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------

مناسب ہے حفیظ اب مے سے توبہ  
پیو گے قرض کی آخ کہان تک

## ردیف کا فارسی

پاک طینت ہیں میکدے کے لوگ چھپ کے کچھ اور ہوتے ہیں ظاہر تیرے پھینڈوں میں آئیں جو وعظ حضرتِ شیخ جو کہ سین سن لو منہ دکھائے قضا تو دیکھیں ہم میرے ساتی کے دور سے پہلے حسن والوں کے وعدے کیا کہنا کل جو اوروں کے ذکر کرتے تھے پہلے ہوگی حرام اے زاہد تم رقیبون میں خوبیاں ڈھونڈو	ڈھونڈنے سے ملین گے ایسے لوگ اچھی صورت کی طرح اچھے لوگ کچھ وہ مسجد ہی کے ہیں کچے لوگ ان کی کیا بات - ہیں یہ لگے لوگ کس ادا پر ہیں اس کی مرتے لوگ بے پئے بھی بہگ گئے تھے لوگ ایسے ہوتے کہان ہیں سچے لوگ آج کرتے ہیں اُن کے چرچے لوگ اب تو بیڑ ہیں اچھے اسبھے لوگ ہم کو بچتے ہیں ایسے ویسے لوگ
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اٹھ گئے اے حفیظ دنیا سے  
اپنی صحبت کے کیسے کیسے لوگ

# رویت لام

<p>سرنگون کھتا ہوا تک اس امت کا خیال کون کرتا ہی محبت میں نصیحت کا خیال جب وطن میں آگیا وراثت مصیبت کا خیال طالبانہوں اس طرح اسکی شکایت کا خیال ہو تسلی وہ کچھ ایسا اس کی حرمت کا خیال عیش میں قائم نہیں رہتا مصیبت کا خیال جگو ووزخ کو لیے جاتا ہر جنت کا خیال آدمی کو چاہیے صاحب امت کا خیال دل سے جاتا ہی نہیں اس مروت کا خیال بننے دل میں کھلے لیا اک چھبی مروت کا خیال</p>	<p>آگیا تھا ایک دن ترک محبت کا خیال یہ سمجھ کر مجھ سے بیدل ناصح مشفق نہو رہ گئے قصہ سفر پر اپنے اٹھ اٹھ کر قدم دل سے پروں ہی کیا کرتا ہوں قسمت کا گلہ مُنفعِل ہوئے نہیں دیتا لگتا ہوں پر مجھے بھول جاتی وصل میں ممکن ہو صدمہ ہجر کا آگئی بوئے ریا پھر اجو طاعت میں لگاؤ ایک دن جس سے مل اس سے نباہو رسم و راہ میں کچھ اپنی جان کا دشمن تو ہونا صح نہیں لوگ رکھتے ہیں مرقع میں جبینوں کی شبیہ</p>
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اور بھی سو طرح کے صدمے ہیں لیکن اور حقیقت  
دشمن جان ہے محبت میں بقاوت کا خیال

<p>ایسا خراب ہو نہ آئی کسی کا حال دیکھا گیا نہ اس سے مری تکیسی کا حال دم بھر جو کان لکھتا سنو میرے جی کا حال لازم نہیں تجیل سے کہنا سخی کا حال دنیا میں آجکل ہے یہی دوستی کا حال</p>	<p>دشمن بھی یہ کہے ہو سنو میرے جی کا حال فرقت میں آ کے موت بھی بالین سے بھر گئی پروں ہو دل پہ ہاتھ نہ ہو اختلاج قلب حاکم کا ذکر خیر ہو قارون کے سامنے جو ہیں وہ گون کے یار غرض کہ ہیں آشنا</p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

<p>شہرہ جمال دوست کا شکر ہوا ہون غش رہتی ہے کار خیر کی شہرت ہوئے بغیر پوچھے مزاج جب کوئی پہلو میں بیٹھکر</p>	<p>موسیٰ سے کچھ الگ ہے مری بخودی کا حال آئز کو چھپ سکا نہ مری تنگدستی کا حال اُس وقت پوچھیے نہ ہماری خوشی کا حال</p>
<p>ٹھہری حقیظ پر کش اعمال حشر پر کننا پڑے گا چار میں ناچار جی کا حال</p>	
<p>سنور کر ہوئی لاش تربت میں داخل انھیں چاہ کر پائے الزام لاکھوں حسینوں کی ہٹ دھرمیاں کچھ نہ پوچھو جہاں حسینوں کے حصے میں آئی یہاں ہم ستم کو کرم جانتے ہیں گزر محتسب کا ہوا میکدے میں</p>	<p>دلہن ہو گئی آج خلوت میں داخل محبت ہوئی ہی عداوت میں داخل مگر ناتوہی اُن کی عادت میں داخل وفا ہو گئی اپنی طینت میں داخل وہاں شکر بھی ہو شکایت میں داخل مگر دوزخی ہو گئے جنت میں داخل</p>
<p>حقیظ اپنے اشعار میں معرفت میں مری شاعری ہے عبادت میں داخل</p>	
<p>نہ پوچھو مرے جی کا حال آجکل جیسا ہے یہ گردن جھکنا ناہسین بُھلایا تھا برسوں میں ہم نے جسے ہوا یوسفائی کا بازار گرم کہوں تجھ سے کیا حال اے چارہ گر محبت میں کیسا صبر ہوتا نہیں</p>	<p>سراپا ہوں رنج و ملال آجکل انھیں بھی ہے کچھ انفعال آجکل بندھا ہے وہی پھر خیال آجکل وفا کا ہے دنیا میں کال آجکل طبیعت بہت ہے ٹڈھال آجکل مجھے ہے یہ حال کمال آجکل</p>

وہ جھگڑے شب و روز کے مٹ گئے ہوئے خواب اگلے خیال آجکل

چلو حیدر آباد تم بھی حفیظ  
وہیں کچھ ہے قدر کمال آجکل

ہوا کیا خون ہو کر بے گیس دل	بہین سے پوچھتے ہو کیا ہوا دل
تولا دیکھو سرد و محکوم دل	نہیں ہے جب تمہارے کام کا دل
ہجوم یاس سے بیٹھا ہوا دل	اُبھارے کوئی امید اب تو ابھیرے
غضب ہے اُس نے تلوؤں سے ملا دل	ہمارے سامنے ہم کو دکھا کر
خدا جانے کوئی کاٹا ہے یا دل	کھٹکتی ہے مرے پہلو میں اک شے
ادھر دیکھو تڑپتا ہے مراد دل	چمک بجلی کی تم کیا دیکھتے ہو
جدا ہم دل سے ہیں ہم جدا دل	پڑا یہ تفرقہ فرقت میں اُس کی
بہین سے پوچھتے ہیں کیا ہوا دل	وہ کس شوخی سے ٹھہی میں چھپا کر
ادھر ہے جان کا دشمن مراد دل	ادھر ہے جان کی خواہان وہ چتون
پڑے ہیں اُس گلی میں جا بجا دل	پتا قاصد یہ ہے اُس رکھڑ کا

حفیظ اس کا ادا شکریہ کر تو  
حسینوں کو پسند آیا ترا دل

ہوئے تو زینت پروردگار کے قابل	گناہ اپنی کمان اب شمار کے قابل
ملی ہے آج تو پر ہیزگار کے قابل	یہ شوخ رنگ یہ بوباس دیکھ اسے زاہد
خطاب تھا کہ کسی جان نثار کے قابل	عدو کو اپنے شہید کہا غضب ہی کیا
یہ پھول ہیں زمین روزگار کے قابل	لانا خاک میں اسے آسمان حسینوں کو

<p>ہم اور اس ستم جیسا ب کے لایق کسی کا نقش قدم دیکھ کر یہ دل نے کہا نہ کر شمار کہ بخشش ہے بیشمار تری مرے شباب کی تو بہ یہ جانہ اسے زاہد</p>	<p>رقیب اور کرم بیشمار کے قابل یہی جگہ ہے ہمارے ہزار کے قابل مرے گناہ ہیں بابر شمار کے قابل کہ نقشے کی نہیں بات اعتبار کے قابل</p>
<p>یہ کیوں حقیقت کی تم نے کی تہی آؤ بھگت یہ آدمی تو نہ تھا اس وقار کے قابل</p>	
<p>تھیں جب کہ وہ لگانے سے حاصل کڑا امتحان دیا ہے یہ کتنا نہ آئیں کو کافی تھا عذر نزاکت اُسے جانچئے عہد و پیمان ہے جس سے آخر جس کو کہتے ہیں معدوم شے ہے پتنگوں کی اتنی شتاب زمین کیوں بگڑ بیٹھے کا جو باعث ہو کیئے نہ دے اے فلک رنج ہم غمزدوں کو کہ آدمی بن کے آہستہ باتین چلے آتے ہیں یونہی مشتاق گھر پر</p>	<p>ہمیں پھر محبت جتانے سے حاصل کسی کو ہمیں آزمانے سے حاصل شب و روز دھندلی لگانے سے حاصل مرا بھوٹ سیخ آزمانے سے حاصل دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے سے حاصل کسی دل چلے کہ جلائے سے حاصل یہ نہیں ہنسکے باتیں بنانے سے حاصل ستارے ہوؤں کو ستانے سے حاصل ابھی سر پہ دنیا اٹھانے سے حاصل کہیں آپ کو جانے آنے سے حاصل</p>
<p>حقیقت اس فنِ سخن کی ہم کو عزت ہوئی مصحفی کے گھرانے سے حاصل</p>	
<p>جان ہی جانے تو جائے درود دل</p>	<p>اک ہی ہے اب دو آ درود دل</p>

اب تڑپنے میں مزا ملتا نہیں  
امتحان ضبط ہے منظور آج  
بھاگتی ہو دو جس سے موت بھی  
رحم کب آیا کسی بے درد کو  
کھا کے کچھ سو رہے ہیں حرام نصیب  
ہم مریضوں کا نہیں ممکن علاج  
رہتی ہر سینے ہی پر تصویرِ دوست

ہو چلی جان پہ شنائے درد دل  
جس قدر چاہے ستائے درد دل  
وہ بلا ہے یہ بلائے درد دل  
ہو چکی جب انتہائے درد دل  
ایک یہ بھی ہے دوائے درد دل  
لا دو اہین ثبت لائے درد دل  
ہے یہ تعویذ اک برائے درد دل

روتے روتے بندھ گئی، چکی حقیقت  
جب کہا کچھ ماجرائے درد دل

## رولیت میم

بیٹھے ہیں آج ہاتھ اٹھا کر دعا سے ہم  
جاؤ بھی اب نہ وہ ہیں جھوٹی تسلیاں  
کہتے ہیں ہم کچھ آپسے اپنا سوال ہے  
محشر میں لوگ پائین گے اپنی مراد جب  
ہر روز کی جفا سے جگر خون ہو گیا  
عمر ابد تھیں کو مبارک جنابِ خضر  
تم کو ہماری لاش پر آنا ہی شرط ہے  
مجنون ہیں کرین جو حسینوں سے دوستی

بگڑی تبون سے روٹھ گئی ہیں خدا سے ہم  
مرجاؤنگے تڑپ کے تمہاری بلا سے ہم  
کہتے ہیں وہ کہ بات کریں کیا دعا سے ہم  
کیا آپ کو بھی مانگ لیں گے خدا سے ہم  
تنگ آگئے ترے ستم ناروا سے ہم  
ایسے نہیں کہ جان پڑاؤں قضا سے ہم  
یہ کیا کہا کہ رونہ سکین گے حیا سے ہم  
دیوانے ہیں میں ملین جو کسی بیوفا سے ہم



مدت ہوئی حقیقت کہ وہ ہم سے پھر گئے  
اب تک مگر پھر نہ ہیں عہد و ناسے ہم

کرم ہو غیر یہ خوش ہیں ترے ستم سے ہم  
پڑے ہیں صورت نقش قدم گلی میں تری  
نگاہ لطف نے دیوانہ کر دیا جب سے  
کچھ آج یونہی سا نکلا ہوا اپنے دل کا بخار  
سما گیا ہے یہ کس کا غرور آنکھوں میں  
نہ کھائیے دم وعدہ ہمارے سر کی قسم

ہزار عیش نہ بدلیں اس ایک غم سے ہم  
سے ہیں خاک میں چھٹکرتے قدم سے ہم  
پناہ مانگتے ہیں آپ کے کرم سے ہم  
جو پھوٹ چھوٹے رو کو نور غم سے ہم  
کہ دیکھتے ہیں فلک کو نگاہ کم سے ہم  
یہی قسم ہے تو باز آئے اس قسم سے ہم

کسی کے ہجر میں جی سے گزرتا آج حقیقت  
کرین گے شاد وعدہ کو نوید غم سے ہم

یہ ہوئے بیتاب دردِ دل سے ہم  
ہو تمہیں ملنا مبارک غیر سے  
وردِ فرقت کی اذیت جھیل لی  
ثوب بھڑکی آتشِ رشکِ عدو  
جان اپنی کچھ ہمیں دو بھر نہیں  
غیر بھی کھا لیگا اک دن یہ فریب

اُسے گھبرا کر تری محفل سے ہم  
جو کہا تم نے کہیں کس دل سے ہم  
اب نہیں بڑے کسی مشکل سے ہم  
جہل کے اُسے ہیں تجھی محفل سے ہم  
کیون لڑائی مول لین قاتل سے ہم  
خوش ہیں اُس کے وعدہ اعلیٰ سے ہم

بھرا اس بیوقوف سے اے حقیقت  
ہو گئے مجبور اپنے دل سے ہم

روایت نون

رکھا ہی پاؤں جبکہ محبت کی راہ میں  
کیا ہو یہ خوبیاں جو ترے خال و زلف کی  
وہ فتنہ فتنہ اور وہی حشر حشر ہے  
ہم سے وہ کیا چھپائیں گے الفت و قیاب کی  
آئینہ دیکھتے ہو بڑے شوق و ذوق سے  
زاہد و زہد خشک میں تیرے مزہ کمان  
شوخی ترے خیام کی کیا گل کتر گئی  
کیون کر دل رقیب سے مل جائے دل مرا

پست و بلند ایک ہے اپنی نگاہ میں  
آجائیں ایک دن مرے بخت سیاہ میں  
اٹھے جو اُس گلی میں رہے اُس نگاہ میں  
جو اُن کے دل میں ہے وہ ہماری نگاہ میں  
کیا آپ ہی سہاؤ گے اپنی نگاہ میں  
جو لذتیں ہیں بادہ کشوں کے گناہ میں  
نقش قدم کے پھول بچائے ہیں راہ میں  
ہوتا بہت ہے فرق سفید و سیاہ میں

مشاق جس کے جلوے کی آنکھیں ہیں جو حقیقت  
جب وہ نہیں تو بیچ ہے عالم نگاہ میں

وہ کیسے لول میں جو عہد و پیمان سو کرتے ہیں  
پشیمان ظلم سے ہو کر تلافی روز کرتے ہیں  
حسین سننے میں جب یہ بات کیا کیا ناز کرتے ہیں  
محبت اور پھر شکوہ شکایت اس کے کیا سنے  
ڈرواں سو جو اپنے ولین لڑتے ہیں لڑتے ہیں  
براہم کو کہیں وہ اسے خوش طالع نہ ہوتا  
نہ جانے ناصحوں کو کیا ملے گا کہنے سننے سے  
صفت محشر میں مجھ کو کیجئے گنہگارے جا رہے ہیں  
شب وصل اور یہ انکار یہ نہ رہا ہے کیا کیجئے

ایساں تو جو زبان تو کہہ دیا وہ زکر کرتے ہیں  
کیا ایسے بیوقوف وہ ہیں انا کو جتنی کہتے ہیں  
عجب جاوید و ہر اتنا شہد کو کہہ دیا کہہ دیتے ہیں  
سمجھ لو جان پر سو طرح کے صدمے گزرتے ہیں  
جو نہایت کچھ نہیں کہتے وہ سب کہا کرتے ہیں  
شہادت اپنی سکر نہایت کچھ نہ کرتے ہیں  
جہاں مغرورانہ کی کچھ اب انہوں نے کرتے ہیں  
یہ ان کے اندر ہے وہ مجھ سے آج ڈرتے ہیں  
ہماری آنکھ کو آج بھی وہ فرج کرتے ہیں

<p>نہیں معلوم کس سے رانگو ملنے کا وعدہ ہے          سرک ضد اپنی ارکھ لینا لگے میں ڈاکر ہا میں          نظر کس کی پیری اپنی جو قسمت بھر گئی ایسی          اجل آنے کی اک مدت مقرر ہو تو کیوں غم ہو          مبارک بخیرہ کو چارہ ساز دل کو ہو خوش          کہا تھا کچھ کہ وقت نزع وہ کہتے ہوئے اٹھے</p>	<p>کہ وہ کچھ دن رہے آج مٹی میں بنو رہے ہیں          اگر سیج پوچھے تو ہم انھیں جالوں چرتے ہیں          کہ وہ الٹی ہی پڑتی ہے جو ہم نہ میر کہتے ہیں          بڑا ماتم تو ان کا ہے کہ جو ہی وقت مرتے ہیں          غلش ناخن کی کہتی ہے بگڑ کر زخم بھرتے ہیں          جو ایسے ہوتے ہیں وہ یکسی کی موت مرتے ہیں</p>
<p>حقیقۃً ایسا جو ہونا دان خوش ہوا کی باتوں سے          حسینوں سے وفا ہوتا نہیں وعدہ ہو کرتے ہیں</p>	
<p>محبت کیا بڑھی ہو ہم باہم بڑھتے جاتے ہیں          یہ گھٹتی شان محشوقی جو آجاتے عبادت کو          جو ہم کہتے نہیں مجھ سے تو یہ اپنی ہر دست          سماں اس بزم کے برون ہی گزار ہو گا ہوتا          کہ ان تک امتحان کب تک محبت آزماؤ گے          لٹا رہا آنکھوں میں باقی ہے ابھی تک بزم شمع کا          دل اک حبس گرا نہایا ہے لیکن آنکھ والو نہیں          کسی کے سر کی آفت ہو ہمارا ہی سر آتی ہے</p>	<p>ہم اُن کو آزماتے ہیں وہ ہم کو آزماتے ہیں          بُرے و قویٰ نہیں اچھے لوگ اکثر کام آتے ہیں          چڑا ناول کا ظاہر ہے کہ وہ آنکھیں چراتے ہیں          کب ایسے ویسے جلسے اپنی آنکھوں میں سماتے ہیں          انھیں باتوں سے دل ہلنا کچھ چٹ جاتے ہیں          تصدق اس ٹہنائی کے نظر ہم سے ملاتے ہیں          یہ دیکھیں جن والے اسکی قیمت کیا لگاتے ہیں          کسی کا دل کوئی تاکے مگر ہم چوٹ کھاتے ہیں</p>
<p>گئے وہ دن کہ نامے چاک ہوئے تھے حقیقۃً اپنے          حسین ابومری تحریر آنکھوں سے لگاتے ہیں</p>	
<p>اُسٹے پیکٹون الزام لگادیتے ہیں</p>	<p>جھوٹے شکوے بھی حسینوں کے فرا دیتے ہیں</p>

وصل میں مجھ کو زور دے بنا دیتے ہیں  
اے خوشا بخت وہ زانو پہ ماسر رکھ کر  
کہنے سننے سے بھر گئی ہر سوا آتش عشق  
تم جو کہتے ہو کسی پر سین مر تا کوئی  
یہ کہا کیا تری حسرت کا ہوا انجام بخیر

کر کے خدا اپنے بھی حصے کی بلا دیتے ہیں  
عش جو آیا ہے تو دامن کی ہوا دیتے ہیں  
دل میں ناصح کے سخن آگ لگا دیتے ہیں  
یہ تماشا بھی تھیں آج دکھا دیتے ہیں  
مجھ کو کس طرح کی آج آپ دعا دیتے ہیں

چھپر کر ان کو عبت گالیان کھانے ہو حقیقت  
ایک تم کہتے ہو وہ چار سنا دیتے ہیں

نازمین جن کے کچھ نیا زمین  
غیر کا بھید کیوں نہ کھل جائے  
اک تری ذات کے سوا زاہد  
اس میں باتا ہوں کچھ تری خوبو  
ہوتے ہیں اہل در وہی پھڑ  
کہہ رہی ہے یہ ساوگی کی ادا

ان جبینوں سے دل کو ساز نہیں  
آپ کے دل کا تو وہ را نہیں  
کوئی نیا میں پاکباز نہیں  
مجر کو بیوجہ دل پہ ناز نہیں  
دل وہ چھہرے جو گداز نہیں  
نیک و بد میں کچھ تیار نہیں

جہ سائی بتوں کے در کی حقیقت  
زبا خشک کی ساز نہیں

ملا تھا میکشی کا لطف کچھ کچھ پہلو اول میں  
چھکا پوش کی چل پہ پہلو پہلو کا جام میں  
وہ کان پہ برفان کی یا کان پہ کوئی عالم کا  
کسین ایسا تھا اس بھیر سے گھبراہٹ نہ مل

بسہ ہو جاؤ تھے وہ دون فرزدی ایک بول میں  
کہہ دیا کہ یہ سب کو اتنی سب کا لے بول میں  
پر می ہے بند شیش میں کہ درخت پہ بول میں  
منا میں تھا اسے ساتھ کیوں آئی میں قتل میں

<p>جو ہاتھ آتے یہ جگنو باندھ لیتے اپنے آنکھ میں ہماری حسرتوں کے ٹھٹ لگے ہیں آج توفیق میں</p>	<p>اڑے جب نالہ دل کے شر شوقی سو وہ بولے چلے کیا راستہ ہاتھ انہیں شمشیر قاتل کو</p>
<p>حقیقت اپنی تو معشوقوں کو بھی نازک طبیعت ہے زرا میں ہوتی ہے برہم بگڑ جاتی ہر اک پل میں</p>	
<p>جو دل ہو مزے کا تو کیا کچھ نہیں موس تری کمیہ کچھ نہیں خطا تھی جو کتنا خطا کچھ نہیں مگر اس مرض کی دوا کچھ نہیں</p>	<p>محبت میں یوں تو مزا کچھ نہیں غنی ہو دل اپنا تو سب کچھ ہی پاس مری چپ ہوئی باعث عفو جرم علاج اور بیماری دل کا ہے</p>
<p>حقیقت اپنی ہے بس خدا پر نظر کسی کا ہمیں آسرا کچھ نہیں</p>	
<p>وہ تاک بھاگت نہیں اب وہ دیکھ بھال نہیں ہمیں کو شہر کا ان کو کچھ انفعال نہیں بتوں کا وصل تو مشکل میں محال نہیں ہمارے حال سے ملتا کسی کا حال نہیں وہ سرفراز نہو گا جو پائمال نہیں کبھی کلیم سے گھٹ کر مر اسوال نہیں</p>	<p>کہ ہر وہ آئے گئے کچھ ہمیں خیال نہیں کیا جو شکوہ تو اُلٹا اثر ہو اظہار خدا ملے اگر انسان دل سے طالب ہو الگ ہمارے زمانے سے سرگزشت اپنی غبار کو چہ جانان یہ اٹھکے کہتا ہے کوئی سنے نہ سنے اب جواب دے کہ نہ دے</p>
<p>کیا کرے کوئی اب احتلاط کی باتیں حقیقت دل سے نکلنے کا یہ ملال نہیں</p>	
<p>دور سا غر کا نہ ٹوٹے سلسلہ برسات میں</p>	<p>ہے غضب پیٹنے پلانے کا مزہ برسات میں</p>

صد مہ فرقت اٹھانا قہر اس موسم میں ہے  
روبرو اک چاندی صورت ہو ہم ہر گھڑی  
یاد آتی ہیں کسی کی کالی کالی کالین  
جوش پر ہے اُس کی جھٹ کر نہ ترک میکشی  
لطف ہر جب سامنے ہو گوری گوری کوئی شکل

موت ہے ہستی سے ہونا ہر سات میں  
سامنے ہو شیشہ سا غر و ہر ابرسات میں  
کالی کالی دیکھتا ہوں جب گھٹا ابرسات میں  
پنی سے پی سے زاہد نادان زرا ابرسات میں  
اور کالی کالی چھائی ہو گھٹا ابرسات میں

اے برب اٹھا تو روئے ہر ساقی میں حقیظا  
کیا کہیں اس سال کیا قصہ ہو ابرسات میں

دشمن کا ذکر آپ نہ چھیڑیں وصال میں  
ٹھہری ہے اتنی آپ کے وعدے پر زندگی  
وہ خواہش وصال پہ کہتے ہیں ہنسکے یوں  
ٹھہرنا ہیں وہ جامِ حجم جو تکلف پسند ہیں  
ہم داستانِ غم تو بہت کچھ سنا چکے  
ہم کیا کہیں کہ تم بھی ہوا گاہ ہے جو فرق  
دیتا ہے یہ خبر۔ ہمیں بوقت کا سکوت  
جلستے ہوئے کسی کو کن آنکھوں سے دیکھتے

یہ حدیث کی گتہ ہی گتہ سے ملا ہیں  
وہ زندگی کہ جان ہو جس سے وبال میں  
کیوں کوششیں کرے کوئی امر محال میں  
ساقی شراب دے ہمیں جامِ سفال میں  
آئی بھی کوئی بات تمہارے خیال میں  
اپنی طلب میں اور عدو کے سوال میں  
بیٹھے ہوئے ہیں آپ کسی کے خیال میں  
اچھا ہوا کہ ہم نہ رہے اپنے حال میں

صد شکر جو نہ پورست ہم آئے نفعو  
بیٹھے حقیظا صحبت اہل کمال میں

ہاں دوائے درد دل تو صبر سے بہتر نہیں  
ہم صرف تیرے جلوہ دیدار کا شوق ہوں

ہائے تانے پیکاروں تو رہی پتہ دہر نہیں  
اور کہ خواہش مجھے اسے داور شہر نہیں

<p>دیکھ مٹی ہم کو ہنستے کھیلے وہ گھر چلے کیوں نہ روکے ہر قدم پر چٹو کو دوست میں بھر گئیں اُس شوخ کی ہیرا دین شوخیان سن لو اس کو کان رکھ کر مختصر ہو حال دل</p>	<p>خاک میں ہم مل گئے میلے زرا تیر نہیں آہلہ ہے پاؤں کا گردون پہ سر پر نہیں شرم کو ملتی اب آنکھوں میں جگہ تل بھر نہیں یہ کوئی جھگڑا نہیں قصہ میں دفتر نہیں</p>
<p>ہر گھڑی ذرہ عدد پر کیوں ملائے مان میں مان کچھ حقیقت اسے بندہ پرور آپ کا ذکر نہیں</p>	
<p>دل کی طالب زلفیں نکھیں شبنم جان ہو گئیں اب کہاں باقی ہو دین صل جاننا کمال تم گئے تو کیا سمجھتے ہو کہ میں تنہا رہا آج کیا تھا دیکھ کر حسرت بھری میری نگاہ جب الجھ کر دست محبت نے گلا گھونٹا مرا جب تصویر بندہ گیا اک چاند سی تصویر کا</p>	<p>یہ بلائیں ملے میرے جی کی خواہاں ہو گئیں حسرتیں صورت بدل کر یاس فرمان ہو گئیں سو بلائیں میرے گھر میں آ کے مہمان ہو گئیں بزم شبنم میں تری آنکھیں شہسپاں ہو گئیں جو رنگین گردن میں تھیں تار گریبان ہو گئیں ستیاں ساری شب بے وقت کی آسان ہو گئیں</p>
<p>حسرت آنسو دیکھنا زین تا زین اس نے حقیقت آرزوئیں دل کی آنکھوں سے نہ نمایاں ہو گئیں</p>	
<p>ہمارے ساتھ غیر دن ہو جائیں آفتاب برون ملا کر خاک میں جھکو کہاں گردون کو حسرت کہ تلون طبع ایسے بھی حسین کم ہوئے عالم میں اثر ان کو کہیں کیا زار ہر بے مغز کی باتیں</p>	<p>بے ظلم و ستم ان کے نصیب شمنان برون مٹا دینا ایسی تو میری تربت کا نشان برون ہوئے ہم مہربان ہم بھر ہر نامہ زبان برون اٹھائے ہو جو فیض صحبت پر مہمان برون</p>
<p>حقیقت اچھٹی گھٹا جب آ کے بری میری تربت پر</p>	

وہ بیکس ہوں کہ رویا میرے غم میں آسمان پر ہوں

اپنا یہ شکر بھی تہ شکایت سے کم نہیں  
سچی قسم سے کم تری بھوٹی قسم نہیں  
تیری گلی میں غیہ کا نقش قدم نہیں  
ہاتھوں میں کس نہیں ہے کہ خنجر میں دم نہیں  
تیرا ستم فلک سے زیادہ ہے کم نہیں  
خوش واللہ یہ چیز ہے کجوت تم نہیں  
کتنا ہے منسلک یہ کوئی ایسی قسم نہیں  
ایسے تو زلف یار میں بھی چچ و خم نہیں  
تم لاکھ یہ کہو کہ ترے دل میں ہم نہیں  
بچھی نہ کا توڑ بھی برہمی سے کم نہیں

احسان ہے کسی کا جو ہم پر کرم نہیں  
سچا بنا میں ہم نہ تھے ایسے ہم نہیں  
تصویر میرے دیدہ حیرت نگر کی ہے  
قاتل ہمیں جو چھوڑ کے تو نبھان چلا  
وہ جو عدوے عیش تو ہے عدوے جان  
زاد شراب ناب سے یہ اجتناب کیوں  
ہم کہہ رہے ہیں نذر ہے دل اور وہ حسین  
جو بل پڑے ہوئے ہیں ہمارے نصیب میں  
ہم دیکھتے ہیں اس میں کوئی مشکل و لغز  
دل پر لگی وہ جوٹ جگر تھر تھرا گیا

غبت میں فکر شعر دان بن کر اسے حقیقہ

کاغذ اگر ملا تو میرے تہ نہیں

تجھ میں جو بات ہے وہ کسی میں کین نہیں  
وہ کون سا جو دم و دم واپس نہیں  
اچھا ہوں حسین تھی تم حسین نہیں  
تھنا زین ہو تیغ تو کچھ ناز نہیں  
پتھر مہ بان ہو سبھی تو کیا سبب نہیں  
اب پانی بات کا ہیں خود بھی لہجہ نہیں

دنیا میں حسن ہے گرا یہ حسین نہیں  
زندہ ہوا ہوں جب میں مر کر ہزار بار  
ناحق بھی بڑے جلتے ہو تعریف حسن پر  
کاٹو مرا گلا بھی عبت ہار سے ہو جی  
آئے ہمارے بعد وہ رونے تو ہم کو کیا  
اک بدگمان سے ملے یہ کھو بیٹے اعتبار



<p>جب دیکھئے حقیقت کو پھرتے ہیں در بدر نکلے جو تیرے گھر سے ٹھکانا کہیں نہیں</p>	<p>اس بھری محفل میں بھی وہ آنکھ شرماتی نہیں اک مروت تیری آنکھوں میں جگہ پائی نہیں اب کسی کی بھی وہاں اُمید براتی نہیں دیکھ کر تم کو نظر کس کس کی للچاتی نہیں اب تو اُن کی یاد بھی دل کے بہلاتی نہیں کیا طبیعت اُن کی تنہائی میں گھبراتی نہیں ڈھال کر خود اپنے ہاتھوں سے تو پی جاتی نہیں اُس طرف کی اتو برسوں سے ہوا آتی نہیں</p>	<p>تاک جھانک اُنکی صفت میں بھی جاتی نہیں شرم شوخی ناز ادا غمزہ کرشمہ سب تو ہے ساتھ میرے غیر کے سر پر بھی آفت آگئی میری آنکھیں دیکھنا کیا اُرسی پر ختم ہے ایک دن وہ تھا وہ دیر تھے تسلی خود مجھے بیقراری کے مجھے دیتے ہیں طعنے بھر میں تھوڑی پی لیتے ہیں جب ضد کر کو تیا ہو کوئی رات دن تھے نام نہ و پیغام وہ دن اور تھے</p>
<p>اپنی ناکامی پر رونا کیون آئے اے حقیقت ہجر میں چاہا جو مرنا موت بھی آتی نہیں</p>	<p>یہ نہ نالے تو وہ ہیں جو آسمان کا منہ جھلستے ہیں وہی ہم ہیں کہ تم کو دیکھنے کو اب ترستے ہیں سنجھلا کر ارادے پر کمر وہ آج کسے ہیں گر جتے ہیں جو بادل وہ بہت ہی کم پرستے ہیں کسی سے پوچھ لینا کس طرف جلا دبتے ہیں بھری برسات میں اک چلو بانی کو ترستے ہیں جنھیں پرانہ بھاتا ہوا یہاں وہ لوگ بستے ہیں</p>	<p>مرے ضبطِ افغان پر غیر کیا آوازے کستے ہیں وہی تم ہو کہ رہتے تھے شب و روز اپنی پہلو میں مدد کر اے جل رہ جاؤ شرم اُنکی نزاکت کی پھسلتے ہو عجب بھی غیر کی تم چکنی باتوں پر بتاؤں کیا پتا قاصدِ حسنین کے محلے کا گھٹائیں دیکھا آنکھیں بھر آئیں ہجر ساقی میں صد آتی ہے سنائے سے یہ گور غریبان کے</p>

مرے بچانے سے ہو کر چلا جا کعبہ کو زامہ

بظاہر فرق ہو باطن میں دونو ایک کستے ہیں

حسنات و تقصیر کلام اپنا حقیقہ از باب دانش کو  
پر کھنے کے لئے سونا کسوٹی ہی پستے ہیں

جو ہستی کو اپنی مٹائے ہوئے ہیں  
یہ کافر حسین آزمائے ہوئے ہیں  
محبت سے اپنے پرانے ہوئے ہیں  
کہ وہ بھی جنازہ اٹھائے ہوئے ہیں  
کسی دوست کے ہم ستائے ہوئے ہیں  
حسین ایک ایک آزمائے ہوئے ہیں  
ابھی تک وہ تیوری چڑھائے ہوئے ہیں  
فغان کامری رنگ اڑائے ہوئے ہیں

وہی کچھ ترا بھید پائے ہوئے ہیں  
انھیں دیکے دل زک اٹھائے ہوئے ہیں  
محبت کی تاثیر کیا پوچھتے ہو  
مری موت پر لاکھ جانیں تصدیق  
عدو آسمان ہے نہ دشمن زمانہ  
یہ جھوٹے قسم جھوٹی پیمان جھوٹے  
چڑھائے زینین پھول میری لحد پر  
کہان بلبلون کے یہ نغمے تھے دلکش

حقیقہ آنکھ اٹھا کر میں کون دیکھے  
وہی جب نظر سے گرائے ہوئے ہیں

جب تک اٹھائے ہاتھ کوئی کوستانہ میں  
اپنے طریق میں تو شکایت روانہ میں  
میں نے کہا نہیں ہے کہ نہ دوسرا نہیں  
کہتے ہیں انکی آنکھوں میں مطلق حیا نہیں  
جس طرح کوئی آپ کو چپا نہا نہیں  
اب یہ بھی تو بتا کہ سینوں میں کیا نہیں

خوگر یہ چھیر کا ہون کہ آتما زانہ میں  
بنائے روزگار کے برتاؤ کیا کہوں  
اب سُنکے کیا کرو گے مرا قصہ فراق  
تصویر ساتھ لیلی و مجنون کی دکھ کر  
کتر کے منہ چھپا کے چلے ہیں ادھر تو یوں  
واعظ صفات حور بہت کچھ سنا چکا

<p>کیون اس واسے آئے کہ پیارا گیا مجھے جاؤ بھی کیا بناؤ گے بگڑی کسی کی تم ہر چہر چاہتا ہوں کہا تیرا مان لون وا عطر زرا سمجھکے بت نایابہ سئلہ انسان ہیں کیون ڈرین نہ ہونکے خواب</p>	<p>یہ آپ کا تصور ہے میری خطا نہیں بگڑا ہوا مزاج تو تم سے بنا نہیں ناصح میں کیا کروں کہ یہ دل مٹا نہیں برسات کے دن میں بھی پیارا نہیں یہ ایسے لوگ ہیں جنہیں خوف خدا نہیں</p>
<p>تم کیا پھرے حقیقت سے دنیا ہی پھر گئی کوئی بھی اُس غریب کو اب پوچھتا نہیں</p>	
<p>شکوہ کرتے ہیں زبان سے نہ گلزار تہین پھر مے دل کے پھنسا نیکی ہوئی ہر تدبیر تم مجھے ہاتھ اٹھا کر اس ادا سے کوسو ان سینوں کا ہے دنیا سے نرالا انداز حشر کا ذکر نہ کر اُس کی گلی میں واعظ لاگ ہے ہم سے عدو کو تو عدو میں شک</p>	<p>تم سلامت رہو ہم تو یہ دعا کرتے ہیں پھر نئے سرے وہ پیمان وفا کرتے ہیں دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ دعا کرتے ہیں شوخیان بزم میں خلوت میں جیا کرتے ہیں ایسے ہنگامے یہاں وزیر ہوا کرتے ہیں ایک ہی آگ میں ہم دونوں جلا کرتے ہیں</p>
<p>اُن کا شکوہ نہ رقیبوں کی شکایت ہے حقیقت صرف ہم اپنے مقدر کا گلہ کرتے ہیں</p>	
<p>ہم ان کو بانی تجور و جفا سمجھتے ہیں کسی سے شکوہ کریں کیا جو وہ ستاتے ہیں ستم کی آنکھ یہ ہر لطف کی نگاہ یہ ہے جہان پہ شغل نہ دو دورے کا اسے زاہد</p>	<p>وہ اور ہیں جو بتوں کو خدا سمجھتے ہیں اسے ہم اپنے کیے کی سزا سمجھتے ہیں اداشناس تری ہر ادا سمجھتے ہیں ہم ایسے بزم کو بزم عزا سمجھتے ہیں</p>

<p>یہ اپنی اپنی سمجھ اپنی اپنی قسمت ہے  یہ بے سبب نہیں رہ رہ کے ذکر دشمن کا  یہ اپنی اُلٹی سمجھ ہو گئی محبت میں  ہماری گریہ وزاری وہ خاک سمجھینگے  عجیب اُلٹی سمجھ ہوتی ہے حسینوں کی</p>		<p>بھلا ہم ان کو ہمیں وہ بُرا سمجھتے ہیں  حضور آپ کا ہم مدعا سمجھتے ہیں  وہ کوستے ہیں ہمیں ہم مدعا سمجھتے ہیں  جو آہ سرد کو ٹھنڈی ہوا سمجھتے ہیں  اگر وجہ شکر جفا تو گلا سمجھتے ہیں</p>
	<p>جو پارسا ہیں ہمیں نہ جانتے ہیں حقیقت  ہو رہے ہیں وہ ہمیں پارسا سمجھتے ہیں</p>	
<p>دل ہے تو ترے وصل کو ارمان بہت ہیں  میں داد کا خواہاں نہیں اے دا اور محشر  دل لیکے کھلونے کی طرح توڑنے ڈالیں  وہ پھول چڑھاتے ہیں نبی جاتی ہی تربت  تم کو نہ پسند آئے لو پھیر دو مجھ کو  ڈانٹا کبھی غم نے کبھی ناز نے ٹوکا  خالی بھی کوئی دل ہو مان عشق صنم سے  شاید یہ اثر ہو مری آہ سحری کا</p>		<p>یہ گھر جو سلامت ہے تو مہمان بہت ہیں  آج اپنے کے پر وہ پشیمان بہت ہیں  ڈر مجھ کو یہی ہے کہ وہ نادان بہت ہیں  معتشوق کو ٹھوڑی سی بھی حسان بہت ہیں  اس دل کے خریدار مہربان بہت ہیں  خلوت میں بھی ساتھ انگو گسبان بہت ہیں  کہنے کو تو کعبے میں مسلمان بہت ہیں  کچھ صبح سے دلچسپ پریشان بہت ہیں</p>
	<p>کیا شب کو حقیقت اُن سے ہیں وصل کی ٹھہری  آج آپ کے گھر عیش کے سامان بہت ہیں</p>	
<p>وہ تر پتے ہیں عدو کی یاد میں  ہائے پھر تم نے تسلی کے عوض</p>		<p>ہے اثر اللٹامری فریاد میں  چٹکیاں لے لیں لانا شاد میں</p>

<p>مجھ گد کو نعمت دینا سے کام          برق کا کھٹکانہ صرصر کا گذر          بات اپنی کان رکھ کر وہ سنیں          ذبح کرنا اور پچھتا نا بھی ہاے</p>	<p>سو مزے ہیں ایک تیری یاد میں          آشیان ہے خانہ صیا د میں          یہ اثر پائے نہیں فریاد میں          ایک ہی ہو شیوہ بیداد میں</p>
<p>چھوڑے طرز کمن اب اسے حقیقت          شاعری کا ہے مژدایہ باد میں</p>	
<p>یون تو کیا کوئی کسی پر مہربان ہوتا نہیں          دشت و جنگست میں یہ نہ رنگ جہان ہوتا نہیں          یونین جب اس کو زمین پر گرٹو نکا شوق ہے          جھکو تو قید نفس میں اس قدر راحت ملی          کشتہ کس کے حسن کا یون ذرہ میری خاک کا          ہو بہت دیر آشنا بعد فنا ہوتا ہو دوست          آگ ہو عشق بیان کی یا یہ کوئی لاگ ہے          عجب تیرا روکتا ہو پاس آنے سے ترے          بزم زندان میں تو کیفیت سحر ہے جو شطرب          ساتھ اپنا گروٹو نہیں ہے نہیں سکتا فلک          لب کو جنبش تک نہیں گوہن گئی ہو جان پر</p>	<p>ہاں جینوں پر مجھے ایسا لگان ہوتا نہیں          یہ زمین ہوتی نہیں یہ آسمان ہوتا نہیں          کیوں مری باؤ نکا چھالا آسمان ہوتا نہیں          خواب میں بھی اب خیال آشیان ہوتا نہیں          ماہ ہوتا ہے جو مہر آسمان ہوتا نہیں          جیتے جی تو وہ کسی پر مہربان ہوتا نہیں          پھنک رہا ہوں لگا ہر دھواں ہوتا نہیں          پاسبان ہوتا ہو یہ جب پاسبان ہوتا نہیں          وعظ کی مجلس میں وعظ یہ سماں ہوتا نہیں          سچ تو یہ ہے جو پر سے کار جوان ہوتا نہیں          آپکی باتوں سے واقف راز دان ہوتا نہیں</p>
<p>جانتے ہیں ہم حقیقت جو پوری کا مذاق          لطف تو خالی بھی اس کا بیان ہوتا نہیں</p>	

<p>چھپر کر اُن کو پشیمان ہمیں ہوتے ہیں          بہت ایسے بھی خرابات نشین ہوتے ہیں          شامت اُنکی ہو کہ جو تیر و قرین ہوتے ہیں          جو اُدھر جاتے ہیں جو یزدین ہوتے ہیں          جب اکٹھا کہیں دو چار حسین ہوتے ہیں          حسن کہتا ہو کہ ایسے بھی حسین ہوتے ہیں          خاک ہم چھان کر یونہی زمین ہوتے ہیں          اوگ شہرت کو لیے گونہ نشین ہوتے ہیں</p>	<p>ذکر دشمن پر جو وہ چین بچیں ہوتے ہیں          کعبے والے بھی جو پائین تو قدم لین آگے          جو الگ رہتے ہیں تجھ سے وہی ابھو ہیں غیب          جا کے زندہ نہ پھر اکو چہ جانان سے کوئی          پہلے ہوتا ہے وہاں میری وفا کا چرچا          آئندہ دیکھ کے ششدر جو ہوا ہے کوئی          ہو مبارک ترے کوچے کا عدو کو پھیرا          یوں بھی عنقا کی طرح نام نکل جاتا ہے</p>
	<p>مجلو ملجائیں تو میں چوم لوں منہ اُن کا حقیقتاً          نام سن کر جو مرا چین بچیں ہوتے ہیں</p>
<p>بہت میرے ارمان اتر رہے ہیں          قسم ہے ہمیں بھی مزے آ رہے ہیں          مرا مغز ناصح عبت کھا رہے ہیں          اجل آ رہی ہے کہ وہ آ رہے ہیں          بھرا آتا ہے جی وہ سمجھا رہے ہیں          ملائے نہیں آنکھ شہر آ رہے ہیں</p>	<p>کسی کو جو کچھ مہربان پار ہے ہیں          دیے جاؤ گا لی نہ خاموش ہونا          یہ ہو تا نہیں اُن کو سمجھا کے لائیں          دھڑکتا ہے دل آمد آمد ہے کس کی          تسلی سے بڑھتی ہے کچھ بقیاری          پشیمان ہیں وہ ہمیں آ زما کر</p>
	<p>مقدر میں ہے وصل تو ہو رہے گا          عبت اے حقیقتاً آپ گھبرا رہے ہیں</p>
<p>اُن کی فریاد کریں یا تری فریاد کریں</p>	<p>ظلم کس کس کا بیان او دل ناشاد کریں</p>

اپنی وہ اگلی کھائی تو زرا یاد کریں  
راز کھلتا ہے محبت کا جو فریاد کریں  
تو سہی عمر گزشتہ کی طرح یاد کریں  
آپ گو اپنی زبان سے نہ کچھ ارشاد کریں  
کاش دشمن ہی سمجھ کر وہ ہمیں یاد کریں  
ہوش تو اپنے بجا مانی و بہزاد کریں  
آپ اس امر میں آگے نہ کچھ ارشاد کریں

اب الگا وٹ سے طبیعت نہ مری شاد کریں  
ضبط کرتے ہیں تو ہوتا ہے جگر خرم سے لہو  
زندہ دل وہ ہوں پس مرگ بھی اجباب مجھو  
خفگی دلی کہے دیتی ہے ماتھے کی شکن  
دوستی کا نہ رہا پاس تو اچھا نہ سہی  
آپ میں ہیں جو تری کھینچے بیٹھے ہیں شبلیہ  
ہم کریں ترک وفا حضرت ناصح خاموش

ہم کو یہ ضبط کا دعویٰ ہے محبت میں حفیظ  
آسمان ٹوٹ پڑے تو بھی نہ فریاد کریں

دیکھ کر نامہ اعمال پشیمان ہوں میں  
منہ سے کس طرح کہہ دوں کہ مسلمان ہوں میں  
ایک ہنگامہ میں گو بڑے مسلمان ہوں میں  
ہاں دعا عظیم سمجھتا نہیں انسان ہوں میں  
ابھی اسی موت ٹھہر جائے پر ایمان ہوں میں  
گھر تر کیا ہو جو منت کش دربان ہوں میں  
کیا یہی چاہتے ہو تم کہ پشیمان ہوں میں  
ورنہ اے صبح مشفق کوئی نادان ہوں میں

کیا کروں عذر گنہ گشتہ میں حیران ہوں میں  
دل میں تو آٹھ پہر یا دھنم رہتی ہے  
جس جگہ بیٹھ گیا آپ ہوں اپنی رونق  
آکے دنیا میں فرشتوں کا بھی تقویٰ نہ رہا  
بعد مرنے کے گرا بنا رہو لاش مری  
خدا ملتا ہو تو رضوان کی خوشامد نہ کروں  
کیا کہوں داؤد محشر سے کہ وہ کہتے ہیں  
کچھ تو ہے ترک نبوت سے جو دل ترک کرتا ہو

کیا تنیب کچھ غلطی ہو مرے دیوان میں حفیظ  
مجھ کو اس بات کا اقرار ہے انسان ہوں میں

مجت کی بلا میں گھر گئے ناچار بیٹھے ہیں  
 بھرو کو سے وہ جھانکیں اور ہم آنکو دعائیں دیں  
 جہاں یہ رنگ ہو موقع ملے کیا عرض طلب کا  
 تمھاری بخش سجا سے بڑھکر اپنا قصہ ہے  
 اشارہ چشم ساقی کو کہے دیتی ہیں مستوں کے  
 جب آیا وقت نظارہ ہو خوش حضرت موسیٰ  
 پھری ہیں اپنی آنکھیں نزع کی سختی سے شکل ہے  
 مسیحا آسمان بطور پر ہیں حضرت موسیٰ  
 فراغت پا چکے آرائشوں سے ہیں ملکین زلفین  
 گھلایہ بھید جب یہ و حرم کی سیر کی میں نے

ادھر سر کھانیکو ناصح اُدھر غنوار بیٹھے ہیں  
 اسی اُمید میں آکر پس دیوار بیٹھے ہیں  
 کہ جب دیکھو انھیں گھیری ہو دیوار بیٹھے ہیں  
 خفا تم ہم سے ہو ہم جان سے بیزار بیٹھے ہیں  
 بڑی غافل ہیں جو ان میں بشار بیٹھے ہیں  
 کہاں چھوٹی ہی ہمت کج گاہی ہار بیٹھے ہیں  
 سمجھکر اور کچھ بالین پہ وہ بیزار بیٹھے ہیں  
 جہاں دیکھو باری طالب یدار بیٹھے ہیں  
 اٹھیندے اب کہیں جائے ہی کو تیار بیٹھے ہیں  
 تجھی سے ولو لگائے کافر دیندار بیٹھے ہیں

حقیقت اپنی غزل ہے مرثیہ ہے یا محبت کا  
 اٹھی ہیں رو کے سب پڑھنی جو ہم شعرا بیٹھے ہیں

میں نے پوچھا کیا مری آہ و فغان کچھ بھی نہیں  
 دوست تم جسکے ہو دشمن ہوا اُس کا جہاں  
 جی لگا رہے جسے جس کو کہانی ہے وہی  
 پھیرے خنجر لگے پر روز کا جھگڑا چمکے  
 رنگ بوہو عاضی تو پھول پھل ہوئے ثبات  
 زندگی اچھی دہی گزرے جو ہنستے بولتے  
 یاد ہو جس میں نیتیری بڑھتی ہے وہ دل

تو یہ جھنجھلا کر کہا اُس نے کہ ہاں کچھ بھی نہیں  
 مہربانی آپ کی اس مہربان کچھ بھی نہیں  
 ناپسند اُسکو جو ہو وہ داستان کچھ بھی نہیں  
 ہر گھڑی ہر وقت کا یہ امتحان کچھ بھی نہیں  
 چار دن کی یہ بہار ہی بانجھان کچھ بھی نہیں  
 جان دو بھر ہو تو عمر جاودان کچھ بھی نہیں  
 ذکر ہو چسپ نہ تیرا وہ زبان کچھ بھی نہیں



<p>کل جو باتیں تھیں عدو آج طشت از باطن ختم میرے آتے ہی تو نے کیا جو دورے</p>	<p>میں کہتا تھا اتھاڑ اڑوان کچھ بھی نہیں کیا مری حصے کی ای پر مغال کچھ بھی نہیں</p>
<p>شاعری سے کیوں نہ دل پر خاستہ ہو لے حقیقت جب نہیں اس فن کا کوئی قدردان کچھ بھی نہیں</p>	
<p>وصل اگر آپ کو منظور نہیں تیری جنت میں ہے پھر کیا زاہد پوش آیا تو کہا موسیٰ نے بخش ہے وہ تو عجب کیا زاہد میری تقدیر بدل دے یارب تجھ سے میں جذبہ دل درگزر</p>	<p>مرنے والوں میں اہل درد نہیں جب وہاں بادہ انگور نہیں سیر کرنے کی جگہ طور نہیں ہم گنہگار ہیں خسرو نہیں تو کسی کام میں محبور نہیں کوئی رسوا ہو یہ منظور نہیں</p>
<p>ہم میں بہ نام محبت میں حقیقت وہ عداوت میں بھی مشہور نہیں</p>	
<p>ہم سے ترک دوستی اچھی نہیں لیلیٰ محل نشین رسوا نہ ہو مجھ سے اور اس دشمن جان کا گلہ وہ مزہ اس میں نہ وہ بوباس ہے وصل کی نسبت ملی ہے مع پھر دشمنی کا سوچے پہنے مال اسکی دھن کیا جب نہ اپنی خبر</p>	<p>دیکھتے ہٹ آپ کی اچھی نہیں قیس یہ دیوانگی اچھی نہیں دوستو یہ دوستی اچھی نہیں میکشواب کے کھنچی اچھی نہیں رات بھر کی بیہوشی اچھی نہیں پھر یہ کہنے دوستی اچھی نہیں انتہا کی بے خودی اچھی نہیں</p>

اور سب باتیں تو اچھی ہیں حقیقت آپ کی تقدیر ہی اچھی نہیں	
ہر گھڑی چرچا عہد کا کچھ نہیں حاضی ہے باغ عالم کی بہار چھوڑاے نادان دنیا کی طلب آپ روٹھے میرے جی پر بن گئی باز آئے کجب نہ اپنی ضد سے آپ مست ساقی کی نگاہوں نے کیا	یہ سرقہ گفتگو کا کچھ نہیں اعتبار اس ننگ بو کا کچھ نہیں حاصل ایسی آرزو کا کچھ نہیں دیکھئے بڑا عرصہ کا کچھ نہیں پھر نتیجہ گفتگو کا کچھ نہیں کام اب جام و سبو کا کچھ نہیں
دیدہ و دل کو محبت میں حقیقت پاس میری آبرو کا کچھ نہیں	
تم ایسے خود غرض سو محبت جتاؤ کون بیٹھے بٹھلے مفت کے صدے اٹھاؤ کون تا کہیں وہ سوئے غیر تڑپ جائے دل مرا دل تو ابھارتا ہے چلو بزم یا زمین سننے میں جب کسی سے ہماری فنا کا حال کرتا ہے کون کس کے برے حال پر نظر جب مجرموں ہی کیلئے جنت خدا کی ہو نازک مزاجیوں کی بھی آخر ہے کوئی حد جس نے لگائی آگ وہی بجھ رہے جب	دل لینے جو کہو کہ اب نکھین ملے کون دل آپسے لگا کرے ہائے کون کس کے جاگ رہے تیر لگے لوٹ جائے کون کہتی ہو وضع جاو کمین بے بلائے کون کہتے ہیں ہوگا یونہی سہی آزمائے کون محفل میں مجھ غریب آنکھیں ملے کون زاہد یہ پھر بتا کہ جہنم میں جائے کون روٹھے جو بات بات پر اسکو منائے کون کس کو غرض ہو دلکی لگی کو بھجائے کون

مرنا جب ایک دن ہو محبت سو کیا پھرین آتش کدہ خلیل کو گلزار ہو گیا زاہد وہ ڈھب بتا کہ میں مل رہے خدا دیکھیں کسی کو خاک اب آنکھیں اٹھا کے ہم	اتنی سی بات کیلئے اب جی چرائے کون تو جس پہ مہربان ہو اُس کو ستائے کون اب بتکدے کو چھوڑ کر کہے کو جائے کون تم تو بسے ہو دل میں نظر میں سمائے کون
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

چھوڑا ہے جس کے واسطے ہم ذوق جن جفیظ  
سب جانتے ہیں نام اب اُس کا بتائے کون

نہ میں سناؤں نہ کوئی سنے زمانے میں بٹھائے رہتے تھے آنکھوں کے سامنے جوہین تمام خلق ہے وابستہ زلف والوں کی ستم کا ایک بھی پہلو نہ چھوٹنے پائے وہ ایک تو ہو کہ جس کی ہر سبک دل میں جگہ مصلح خیر خیر ہے مشورے ہیں دربان سے جو آتی موت جیت میں ہو گئی معراج یہ اشک و آہ بھی آفت کے دوپٹے ہیں تری جفاؤں کے انداز اُس کو کیا معلوم سنا کسی نے کہ آنکھوں سے گر پڑے آنسو ہمارے جیسے چمن جو خدا وہ دن نہ نکھائے انہر وقت ہے کس نہت جاؤں سجد کو ادائیں دیکھ لین غنچوں کے بھی تبسم کی	غضب یہ قید لگائی مرے فسانے میں آنکھیں کو عار ہے اب تو نظر ملانے میں مچا ہوا عجب اندھ ہے زمانے میں جفا میں اٹھ نہ رہیں کچھ مرے ستانے میں پڑے ہیں یوں تو ہزاروں حسین زمانے میں یہ اہتمام مجھے بزم سے اٹھانے میں شریک وہ ہوئے تابوت کے اٹھانے میں اک انہیں فرد لگانہ میں اک بچانے میں فلک ہوا کرے مشاق دل دکھانے میں کہان کا درد بھرا ہوا مرے فسانے میں ابھی سے آگ لگا دوں نہ آشیانے میں تمام عمر تو گری شراب خانے میں کچھ اور بات کسی کو ہے مسکرانے میں
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

<p>خمش خدمت پیرغان میں ہے وعظ کچھ اُس سے صبح کو پوچھو ہارگل کا سماں یہہ تجرے ہیں خراباتیوں کے اسے زاہد</p>	<p>کمال آپ کو ہے آدمی بنانے میں ہوئی ہورات لبس جسکی آشیانے میں ضرر ضرر ہے مکتوف کے پلانے میں</p>
<p>نگاہ کم سے نہ دیکھو وہی حقیقت ہے یہہ تمہیں بھی قدر تھی جسکی کسی زمانے میں</p>	
<p>پیار اور آ رہا ہو جسدن سو وہ لڑے ہیں دلکی طرح خوشی سے اکثر اچھل پڑے ہیں میری طرف سے فقر کی کچھ غیر نے بڑے ہیں کن غفلتوں کے پڑے آنکھوں پر آ پڑے ہیں وہ اُسکو بھی گزریں جسی بات پڑے ہیں اللہ کون ہیں یہہ جب دیکھیے کھڑے ہیں کچھ سوچ کر ابھی تو ہم شہر میں پڑے ہیں اللہ رکھے دلیں ارمان بڑے بڑے ہیں دولت جہان گڑھی تھی مڑو ہاں گڑے ہیں یہہ سنتے ہی وہ مجھ پر کیسا برس پڑے ہیں</p>	<p>رنجش بھی عشق میں ہو تو بھی مزے بڑی ہیں جب یہ خیال آیا اُس نے ہمیں مٹایا بیوہ مجھ سے یوں ہو اُن کا مزاج برہم اپنا بھلا بڑا بھی کچھ سوچتا نہیں اب ضد ہی سما گئی ہے تو پھر لحاظ کس کا جاتے ہیں اُنکے گھر جب کہتے ہیں یوں سنا کر تھم اے جنوں کہ ہوگی پھر سیر کوہ و صحرا تلوار باندھنے کے کچھ جو صلے نہ پوچھو دنیا کا کارخانہ ہے اک طلسم عبرت انصاف بھی ہو لازم تڑپائیگا کبتک</p>
<p>پہلے حقیقت کیا کیا شیخی بگھارتے تھے سنتے ہیں اُنکے در کے ٹکڑوں پر اب پڑے ہیں</p>	
<p>وہی کر گزرتے ہیں جو ٹھانتے ہیں وہ یہہ کہہ کے اکثر ہمیں تانتے ہیں</p>	<p>کہیں مرنے والے کہہ مانتے ہیں کوئی کھیل ہے جان پھر کھیل جانا</p>

جو مانے ہمیں اُس کو ہم مانتے ہیں  
 اُدھر آپ دامن ہی گردانتے ہیں  
 جو دل پر گزرتی ہے ہم جانتے ہیں  
 جو کھوٹا کھرا خوب چچانتے ہیں  
 تجھے اودغا باز ہم جانتے ہیں  
 جواب تک نہ مانی تھی اب مانتے ہیں

ملا یہ جواب آج رشکِ عدو پر  
 تڑپ کر ادھر ہو گیا کوئی ٹھنڈا  
 کہیں کیا شب ہجر کٹتی ہے کیونکر  
 مرے دل کی کچھ درد ہوگی اُنھیں کو  
 یہ فقرے یہ چالیں یہ گھاتیں یہ باتیں  
 عدو سے بھی ہے صلح منظور اچھا

حفیظ اُس کی جس پر ہوئی مہربانی  
 اُسی کو زمانے میں سب مانتے ہیں

کہ یوں سرگوشیاں ہو لگتی تیار دارون میں  
 وہ میکش ہوں کہ چچا ہو مرا پر گارون میں  
 زبان کھلتی نہیں باتیں کہاں تک اُنشارون میں  
 جسے دیکھو وہ ایسا ہی سخی ہو باغوارون میں  
 غنیمت ہے ہمارا دم تہا رہ جاننارون میں  
 کبھی اپنی بھی گنتی کھی کہیں امیدارون میں  
 کوئی مجھ سا نہوگا بے نصیب وارون میں  
 خدا جانے کہ اُنپر کیا گزرتی ہو مزارون میں  
 کہ آتی ہیں زیارت کیلئے حوریں مزارون میں  
 نشیمن تھا ہمارا بھی کہیں اگلے بارون میں

اُٹھے بالین سو کیا جانے وہ کیا لکھنا شروع  
 رہی محدود کیا تو قیر اپنی بزمِ ساقی تک  
 کچھ ایسے وقت میں آتا ہوا ہوا نکالین پر  
 پالیتا ہے جب وچار کو خود منہ لگاتا ہے  
 نہ اُٹھے گا کسی سے ناز بھی یہ سمجھ رکھو  
 کبھی کچھ جھوٹ سچ پہون تسلی کوئی دیتا تھا  
 تمنائی ہو کوئی دھیان اُسو اب تک نہیں یہ بھی  
 کسی کے صدر نہ دوری سوچو بزموت مرقیہ میں  
 ترے کشتوں نے دیکر جان یہ کچھ نہرت پائی  
 چمن میں بلبلوں کو دیکھ کر یہ بات یاد آئی

حفیظ اپنے سہر و آج ایک میخانگی خدمت ہے

کسی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ بادہ خوار نہیں

یعنی خزان رسیدہ کچھ پھل میں چمن میں  
یاد وطن نے رکھا اکثر ہمیں وطن میں  
کبت تک جے گی آخر یہ شمع انجمن میں  
اب بھی رہے نہ دگر ہم ان سے بالکل نہیں  
پھولا نہیں سماتا قاصد جو بیرہن میں  
ہم ننگ جانتے ہیں خطا بھی غاوطن میں  
خاک اُس گلی کی لا کر ملنا مرے کفن میں  
آلودہ دست شیریں ہو خون کو کھن میں  
رعشہ پڑا ہوا ہے ایک ایک عضو میں  
اُجڑا ہوا جو دیکھا اک آشیان چمن میں  
مسجد سے اُٹھکے پھونچے ہم دیر بہن میں  
خلوت میں انجمن ہو خلوت ہو انجمن میں

افسردگی دل سے یہ رنگ ہو سخن میں  
خوبت میں بھی رہے ہم یاروں کی انجمن میں  
کیا سانس کا بھر دسا پھر آئے یا نہ آئے  
لاکھ نہیں ایک نکلی وضع جنوں بھی اپنی  
کیا جانے کیا وہاں سے لایا خوشی کا مژدہ  
جو چاہتے ہیں رحت لکھیں وہ حال غربت  
شاید کچھ امن پاؤں ہاتھوں سے آسمان کے  
گو بیرزن ہے مخبر باعث تو ہے یہ آخر  
ہم میکشون کو پی کر یہ انفعال آیا  
خانہ خرابی اپنی یاد آئی جی بھر آیا  
واعظا تری زبان سے غیبت بتوں کی سنکر  
وہ دل میں اور دل ہو سو حسرتوں کا مسکن

شاعر حقیقت سے کامل بہت ہیں لیکن  
کہتے ہیں درد ایسا پسند آگیا کہ ان میں

بڑھاجب عیش و سرور تو خرابی آئی انسان میں  
تم آئے کیا پلنگہ جان آئی جسم سجان میں  
فرشتے رشک کرتے خوبیاں ہو تین انسان میں  
کھٹکتا ہوں ابھی کاٹکی صورت چشم بان میں

جو آنکھیں نہیں نظر کر رہے ہوا حاکم سامان میں  
ہمیں ہو پٹیکر مصروف ہو لوگ اور سامان میں  
ہزار افسوس ہے آیا نہ ہمو آدمی بننا  
کرونگا رستہ بند اُس گلی کا خاک تو ہو لون

سنارہ چاہیئے دیر و حرم کر رہی والوں سے  
 بھری مجلس میں اٹھ کر اک اداسی ہم بغل ہونا  
 نہ دیکھا جائے گا آئے کا پیش نظر رہنا  
 مآں زندگی کو سوچ کر پہرون ہی روتا ہوں  
 وہ کچھ ایسی ہی صورت تھی ہوئی و جھل جو نظر نہ  
 گرفت اچھی مگر یہ کاتب اعمال کو سوچھی  
 تیز نیک و بد ہوتی نہیں جوش جوانی تک  
 کسی پردہ نشین کے راز کو افشا کرنا تھا  
 ہمارے سامنے بیٹھے ہو تم ذکر و فاکر نے  
 شب غم کیا کہوں آنکھوں میں آن زلفوں کا لہرانا  
 لگایا اُس کو چھاتی سے سمجھ کر ربت مجنون  
 شرف حاصل ہوا یہ تیرے در پر جہہ سا ہو کر  
 ہجوم یاس میں قاصد کی صورت کیا نظر آئی

انہیں لوگوں کا ڈالا فقرہ ہر کفر و ایمان میں  
 پھنسا لینا ہو گیا ہر سیکو دم احسان میں  
 حیا ہو تو سما جا تو بھی نزل خیمہ چانان میں  
 گزریہ اکبھی ہوتا ہے جب گوہر بیان میں  
 سما یا اُس کا جلوہ نور بن کر چشم حیران میں  
 گنگار محبت مجھ کو لکھا فرد عصیان میں  
 اس آندھی میں سفینہ لگا آجاتا ہر طوفان میں  
 بڑا و صبار یا یہ حضرت یوسف دلمان میں  
 کہیں ایسا نہو شریک مجھ ڈالو گریبان میں  
 بسر ہوتی ہو ساری رات اک خواب نشان میں  
 کوئی جب صیرم نہ خاک کا دیکھا بیابان میں  
 شمار اپنا بھی اب ہونی لگا ہو اہل ایمان میں  
 امیدیں جی اٹھیں پھر تارہ جان آئی ہون میں

حسینوں میں حقیقت ایک ایک خوب آزما دیکھا  
 کوئی بھی آج تک پورا نہ اُترا حمد و سپمان میں

پردہ داری ہے محبت کی تو ماتم نہ کریں  
 دل درازوں سے زباں کو بھی محرم نہ کریں  
 بے ثباتی کا گلہ کچھ گل و شبنم نہ کریں  
 برق چمکے جو سطور نظر ہم نہ کریں

کالمین فطرت کھل کر وہ مرا غم نکرین  
 دم بھی گھٹ گھٹ کھلجائی تو اُن ہم نکرین  
 نیستی ہی پر مدار چمن ہستی سے  
 اپنی آنکھوں میں سما یا ہے کچھ ایسا جلوہ

<p>حسرت وصل کی ٹٹنے کی نہیں دل سحر خراش کوئی دم کے لئے دنیا کا ہے ہنسنا رونا مار رکھنے کی یہ چالیں ہیں لگاؤ کیسی بولنا آپ کے آگے ہے اگر بے ادبی سبب رنجش دشمن کا بیان بھنے دین شاعری پائے تہذیب گرنے ہی کو تھی کوئی نعمت ہو زبان کیلئے اس سو بڑھکر بیکسو نکا نہیں ہوتا کوئی رونے والا دین دویا سے الگ ہو رہیں دیوانہ ترے</p>	<p>آپ اس زخم کو منت کش مہم نہ کریں وہ جو غافل ہیں خیال گل و شبنم نہ کریں دم ہی دیو کی کہیں وہ مجھے بیدم نہ کریں سامنے خیر کے بھی ذکر وفا ہم نہ کریں اور بھی خاطر برہم کو وہ ہر دم نہ کریں اک زرا اور تو جہم جو ادھر ہر دم نہ کریں ور کس طرح ترے نام کو ہر دم نہ کریں ہم خود اپنے دل مرحوم کا ماتم نہ کریں اور عالم میں رہیں فکر دو عالم نہ کریں</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

تم کو امید کرم کی ہے جنت اُن سے حقیقتاً  
یہی کیا کم ہے کہ وہ ظلم و ستم کم نہ کریں

## روایت واؤ

<p>کوئی جہان میں ایسا بھی نامراؤ نہ ہو بنی ہو جی یہ کہاں جا کے اسکو بہلاؤ نہ کبھی کسی کا کرم تھا ہمارے حال پہ بھی ہوس بڑھی کہ حجت میں پڑ گئے رخنہ مٹا ہوا ہوں کسی کے ایک ایسے وعدہ پر کسی کے غم میں یہ ہو مجکو خود فراموشی</p>	<p>کہ جسکی موت کا دن بھی قضا کو یاد نہ ہو یہ دل تو وہ ہے کہ جنت ملے تو شاد نہ ہو وہ بات ایسی نہ تھی کچھ کہ آج یاد نہ ہو غرض نہ بیچ میں آئے تو کچھ فساد نہ ہو جو مجکو سہو نہوا اور اس کو یاد نہ ہو مصیبت آئے تو عیش گہشتہ یاد نہ ہو</p>
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------



فلک ہمیشہ اسی کی اُدھیڑ بن میں رہا

کسی غریب کی پوری کوئی مراد نہو

حقیقت کفر محبت اگر بتوں کی ہے

خدا کرے کہ درست اپنا اعتقاد نہو

تو جو کہتا تو بڑا خسر تھا اس کا مجکو  
تیری امید نے رکھا تھا کہ میں کا مجکو  
غیر کی یاد میں بچیں جو پاتا ہوں تھیں  
تم اُسی منہ سے کرو میری بُرائی صد حیف  
غیر جب بزم سے اُٹھا تو ادھر منہ پھیرا  
اعتبار آپ کے وعدے پہ کیے بیٹھا ہوں  
ساتھ اک بھیر سی ہوتی ہر جدھر جاتا ہوں  
جب تری یاد میں تڑپا ہر طور شک آہی گیا  
خاص اک طرح کا اسمین بھی نکلتا ہر سوخ  
اب تو وہ حال ہے دشمن بھی ترس کھا تو بین  
ٹوٹنا بندھ کے اُمیدوں کا ستم ہوتا ہے  
آپ بدنام ہو میرے سبب سے بیچ ہے  
کیا دعاؤں میں اثر آہ میں تاثیر نہیں  
کیا جنازے ہی پر آنے کا ارادہ اب ہے  
نہ سہی عہد شکن وعدہ فراموش سہی  
نامہ بر شکوہ اغیار کا دفتر لایا

لوگ کہتے ہیں ترا چاہنے والا مجکو  
نا اُمید کی کا نہو تا جو سہارا مجکو  
اور تڑپاتی ہے حوروں کی تمنا مجکو  
بار بار جس سے کہا کرتے تھے چھا مجکو  
شکر صد شکر کہ اب آپ نے دیکھا مجکو  
مل گیا خوب ہی جینے کا سہارا مجکو  
اے جنوں تو نے بنایا ہے تاشا مجکو  
اپنے ہی دل پہ ہوا خیر کا دھوکا مجکو  
کیا ہوا اُس نے جو محفل میں پوچھا مجکو  
اب تو کچھ درد بھی دیتا نہیں ایذا مجکو  
دلغ دے جائیگی مٹ کر بھی تمنا مجکو  
یہ تو فرمائے کس نے کیا رسوا مجکو  
تم پریشان ہو کیوں ہے گوارا مجکو  
چھوڑ کر آپ جو جاتے ہیں تڑپتا مجکو  
یہ شکایت تو نہیں آپ سے بیجا مجکو  
اُس نے نامہ بھی جو لکھا تو نہ لکھا مجکو

کفر و اسلام میں ہوتا ہے کہیں بڑا حقیقت  
شرکت غیر ہو کس طرح گوارا مجھ کو

کرنا ہنچھل کے بات کہ وہ بدگمان نہو  
ڈرتے نہیں کہ ایک زمین آسمان نہو  
شکوہ وں کا لطف کیا جو کوئی دسیان نہو  
گم کردہ راہ کوئی پس کا روان نہو  
اُس سے کہیے آپ کہ جس کے زبان نہو  
بس بس ہمارے حال پر تو مہربان نہو  
جنت ہے وہ جہان ستم آسمان نہو  
اس کا علاج کیا ہے جو ضبط فغان نہو  
صرف اس خیال سے کہ کوئی بدگمان نہو  
اب مہربان ہوئے ہو تو نامہربان نہو  
سوا امتحان میں اور یہ ایک امتحان نہو  
اتنا تو ہو قفس میں غم ہر شیان نہو  
انسان وہ ہے کہیں جو کسی پر گراں نہو  
برسون سنو تو نصف یہہ قضیہ ان نہو

قاصد خلاف خط کہیں تیرا بیان نہو  
نالون کا میرے آٹھ پہر امتحان نہو  
تہمت ہو بھول چوک کی پیغامبر کے سر  
نالون سے لڑ رہی ہو صدائے جرس جو آج  
سو سُنکے ایک بھی نہ کہیں ہم بجا درست  
اب تک وہ یاد ہیں تری اگلی عنایتیں  
چھوٹی تری گلی تو یہ مجھ کو یقین ہوا  
اخفائے راز عشق کی تدبیر بھی سہی  
کرتے ہیں ایک ایک میری شکایتیں  
یہ کیا کہ سر چڑھا کے نظر سے گرا دیا  
دل کو کہاں ہو صدائے رشک عدو کی تاب  
مرنا پھر ٹک پھر ٹک کے گوارا سہی مگر  
کعبے میں بتکدے میں خرابات میں ہے  
اپنی بھی سرگذشت ہواک طرفہ داستان

دل سے ہے دل کو راہ یہ سچ ہے اگر حقیقت  
ممکن نہیں خیال یہاں ہو وہاں نہو

اب جو ہو وصل کروں اُنکے حوالے دل کو

کون ہاتھوں سے جلائی میں سنبھالے دل کو

<p>اُس کی محفل میں جو بیٹھے تو پھر اٹھا معلوم  اُن نگاہوں سے بھی گریز کی غنیمت، افتاد  ہائے تلون سے جو ملتا ہے اُسے کیا کیے  اُس کے بیٹھا ہے تسلی کوئی دینے کے لیے  کیا سنون نغمہ بلبل کہ ہنس دیتے ہیں گل  اب تو سینے پہ کوئی دست تسلی بھی نہیں  کھوٹے داموں بھی اگر کوئی خریدار ملے</p>	<p>جس کا ہر ناز ہر انداز بھالے دل کو  پھر نہ سنبھلے گا کوئی لاکھ سنبھالے دل کو  آنکھ والا ہو تو آنکھوں سے لگا لے دل کو  اضطراب اور کچھ افسوس اُچھالے دل کو  دل دکھے جس سے وہ مغربین نا لے دل کو  بیکسی تیرے سوا کون سنبھالے دل کو  کون کب جنت نہ اب سچ ہی ڈالے دل کو</p>
<p>ایک ہم ہیں کہ محبت میں ہیں سچین جفیظ  ایک وہ ہیں کہ جو بیٹھے ہیں سنبھالے دل کو</p>	
<p>ملی ہے ہمت عالی وہ بادہ نوشون کو  زہے نصیب کہ آدم مرے حضور کی ہے  جہان ہے حسن ہاں دل کی قدر و قیمت کیا  ہمارے سامنے اکُن یہ ہو گئے بے پروہ  چلا جو بزم میں ساغر کہا یہ ساتی نے  پھر سے ہیں دو رجزا زہ کسی کا پہونچا کر  کسی کے نقش قدم ذریعہ گل کھلائی ہیں  خطر ہے راہ کا اُن کو نہ خوف منزل کا  چمن میں دیکھ کے پودوں کو جی نہال ہوا  چمن نثار ہے وہ گل جسے ہیں ڈالی میں</p>	<p>ملے بہشت تو دیدن یہ ہو فروشون کو  فرشتے تاک رہے ہیں لمحہ کے گوشون کو  ملین گے ہاتھ ملے گا یہ دل فروشون کو  اکوئی ابھی سو جتا دے نقاب پوشون کو  انھیں کا ظرف ہے روکین جو اپنی پوشون کو  کہ لوگ ہاتھوں سے تھامی ہو ہیں پوشون کو  بٹھا دیا ہے سر راہ گل فروشون کو  جو لیکے ساتھ چلی ہیں گل فروشون کو  بہار آئے مسرت ہو سبز پوشون کو  سکھا دیا یہ ہنر کس نے گل فروشون کو</p>

پکار دیکھیے مقتل میں سر فروشون کو	ابھی ہزاروں گلے تیغ پر دھرے ہونگے
	کسی کی اتنی نصیحت حقیقت یاد رہے سنائیے نہ غزل اپنی عیب پوشون کو
لاکھوں طحلی فکرین گھیرے ہیں ایک جی کو یار ب قبول کرنا عاجز کی بندگی کو دنیا میں تو دکھا دے دو چار جنتی کو میں نے بہت نباہا آئین دوستی کو کوئی بھی پوچھتا ہے سوکھی ہوئی کلی کو یہ روز بد دکھانا یارب نہ تو کسی کو	سومان روح ٹھہرا یہ روگ آدمی کو چو کھٹ پر ایک بت کے سجدے کیوں ہیں زاہد تیز ہم کو اچھے بُرے کی جب ہو مانے نہ مانے اس کو اب کوئی بعد میرے کیا کیجیے گالے کرافسردہ دل ہمارا جس طرح جیتے بھی ہم معشوق سر جدا ہیں
	دم لو حقیقت ایسی اب کیا ہے جان دو بھر لینے کو یہ امانت بھیجیں گے وہ کسی کو
فرشتہ ہو تو بھیجوں خط یہ معشوق مہذب کو یہ سنکر رو فو لے فوت کر دیتا ہیں مطلب کو ادھر یہ عالم حیرت کہ جنبش تک نہیں لب کو کمان کوئی پہنچتا ہی تری چھک کر تو ڈھب کو یہ کیوں وہ نا سمجھ ہی غیر سمجھا تو ہیں مطلب کو ابھی کیوں ساتھ میرے تم بڑا کنو لگے سب کو	بچا کر کتنے پہلو کھرا ہوں حزن مطلب کو اگر پھڑے یہاں تو پھر کمان ملنے کی ٹھہرنی ادھر قہقہی کی صورت چل ہی ہو وہ زبان فر فر حسین خوش وضع خوش لہر شاہ عالم میں بہت لکھو بھی خواہی مری تعبیر بد خواہی سے ہوتی ہے کئی دن سو تو کیا کیا خوبیاں غیر وکی سُنتا تھا
	حقیقت اک ہٹ دھرم معشوق اکثر ہے کہتا ہے اگر ملنا ہو مجھ سے تو بدلے اپنے مذہب کو

<p>کچھ خطا ہو جو مری ترک ملاقات کرو  شام سو دل کا تقاضا ہے کہ نالے کھینچو  غیر سے ربط بڑھانا ہو تو ہم سے نہ ملو  قید مسجد کی نہ کچھ شرط ہے بچانے کی  شاخ ہر وقت نکالو نہ مری باتوں میں  بھڑھنٹ جائیگی کچھ بات گزر جانے دو</p>	<p>جی کے دشمن نہ بنو سوچ کے یہ بات کرو  ہنکھ کھنتی ہے کہ رو رو کے بسر رات کرو  بات رکھنا ہے ہماری تو یہی بات کرو  بیٹھ کر جا ہو جہان دل سے مناجات کرو  ہر گھڑی حرج کے مجھ سے نہ سوالات کرو  شیخ صاحب نہ ابھی قصد خرابات کرو</p>
<p>آج یہ علم کی ترقی کے ہیں اسباب حفیظ  گزری باتوں کو نہ تم صرف خیالات کرو</p>	
<p>خدا ہو آپ ہوں ہم ہوں عدد ہو  بشر تو کیا فرشتے اُس کو چاہیں  کسی کو منہ دکھانے میں بھی غنہ  ہمیں بھی اُس گھڑی تم یاد کرنا  جفا کا شکوہ سُکر جلکے بولے  رہے کچھ سلسلہ وحشت کا جاری  بتا کیے کی پھر کیا قید زائد  پیو تم غیر کے ہاتھوں سو ساغر  خوشی میں بھی تیری اک ادا ہے</p>	<p>کھلے عقدہ جو باہم گفتگو ہو  اگر معشوق تجھ سا خوب رو ہو  کسی سے بے محابا گفتگو ہو  اگر پوری کسی کی آرزو ہو  اُسے ڈھونڈھو وفا کی جہین خو ہو  گریبان چاک ہو دامن رفو ہو  خدا فی میں خدا جب چار سو ہو  تھیں کیا دل مرا غم سے لہو ہو  اشاروں ہی میں ہم سے گفتگو ہو</p>
<p>جہان اچھے بُرے کی ہو نہ تمیز  حفیظ اپنی وہاں کیا آبرو ہو</p>	

حسینو نہیں جو پایا پیار کے قابل ہزاروں کو  
 تو اپنے زہد کی باتیں سنا پرہیز گاروں کو  
 ہوے رسوا و عالم راز دل ایک ایک سو کھر  
 کمی کیا آجکل کچھ بڑ گئی ہے مرنے والوں کی  
 خبر اپنی نہیں کرتے ہیں لیکن غیب کی باتیں  
 رُولا تے ہیں انھیں میری وفائیں یاد دلا کر  
 اُدھر تاکید ہوا راجت کے چھپائی کی  
 کوئی اسکے سوا بھی انکے جینے کا سہارا ہے  
 جو ہم زندوں پہنچا آئی ہیں اس سے تو بیٹھا ہوا  
 نہ قسمتی ہو نظر ان کی نہ میرا دل ٹھہرتا ہے  
 صفتِ مشرین تم اپنی نگاہوں میں بخین کھنا  
 کوئی رونے سے جی اٹھو تو ہم بھی ٹھیکہ روئیں  
 بھلا ناز و کرشمہ۔ حور کا یہ خاک سمجھینگے  
 فلک نے کیا سلوک ان سے کیا جو مڑی پتھر

حفیظ انہیں سوچ کر ہم نے چاہا و صعدا رو کو  
 ترے جھگڑوں سے زار و غرضی ہم باوہ خوار و کو  
 بنایا بدگمان خود ہم نے اپنے راز دار و کو  
 جواب گور غریبان میں نہ گنتے ہیں مزار و کو  
 زرا سی پی کے کیا کیا سوچتی ہو باوہ خوار و کو  
 مری ماتم میں یہ کیا دل لگی سوچھی ہو یار و کو  
 ادھر تفتیشِ وجہ غم کی میرے غلسار و کو  
 سمجھ کر کیجئے گا نا اُمید امیدوار و کو  
 قبلے ملکہ جنت کے ان پرہیز گار و کو  
 تر پنے سے کبھی فرصت نہیں ان پر یار و کو  
 کہیں حورین نہ بھاگیں تمہاری جان نثار و کو  
 یہ سمجھاتے ہیں نہیں سنسکر وہ میری سوگوار و کو  
 سلیقہ بات کرنے کا نہیں پرہیز گار و کو  
 ابھی تکیوں میں آکر دیکھ لو ان کے مزار و کو

حفیظ ان شاہانِ ناز پیشہ کی محبت میں  
 ہزاروں مشکون کے سامنے ہیں و صعدا رو کو

مری حسرت مرے ارمان ہو میری تنہا ہو  
 یہ سب کچھ ہو کوئی پردہ نہیں لیکن نہ رسوا ہو  
 اسے پوچھو مری دل سے کہ تم کیا چیز ہو کیا ہو

بتاؤں کیا کسی کو میں کہ تم کیا چیز ہو کیا ہو  
 محبت میں قلیق ہو رنج ہو صدمہ ہو ایذا ہو  
 تم اپنے حسن کی کیا بو الوس سے داد پاؤ گے

<p>میری دل کو نہ مل تو اون سواپے میں یہ بڑا تباہیوں  نہ دیکھوں کس طرح حسن خدا داد ان حسدینوں کا  ترسی تصویر بھی ہے باعث لبستگی لیکن</p>	<p>کہیں ایسا نہواس میں کوئی خاتون سا ہو  بھلا ان زاہد و نکلی طرح کون آنکھوں کا نہا ہو  اُسے تسکین کیا ہو جو تری باتوں مرتا ہو</p>
<p>حفظ آنا ہوا ہے عظیم آباد میں اپنا  پھر گلے دلو لے پیدا ہو یاب دیکھئے کیا ہو</p>	
<p>مفت دیدوں تھیں ایسا نہیں دو بھر مجکو  پیٹھ پیچھے مجھے جو کچھ نہ کہو تھوڑا ہے  دست نازک سے گلا بھی تو مرا کٹ نہ سکا  منہ لگائے کبھی وہ مست یہ امید کسے  آنکھ ہر روز درجہ میں دکھلاتا ہے  اس سوہتر ہے اٹھا دیجئے محفل ہی سے  یہ سناتے ہو وہ صبح شب وصل چلے  عشوہ غمزدہ و شوخی داد اسے فریاد</p>	<p>یہ وہ دل ہے کہ بڑا ناز ہے اس پر مجکو  گالیان دیتے ہو جب تم مرے منہ پر مجکو  دیجئے دیجئے اب دیجئے خجہ مجکو  اپنا جھوٹا بھی جو دیتا نہیں ساغر مجکو  کاٹے کھاتا ہے جدائی میں مرا گھر مجکو  کیون جگہ دیجئے دشمن کے برابر مجکو  آج سے پھر نہ خدا لائے ترے گھر مجکو  مار ڈالا انھیں جلادوں نے ملکر مجکو</p>
<p>بجھ گیا دل ہی کروں فکر سخن خاک حفیظ  وہ طبیعت نہ رہی ناز تھا جس پر مجکو</p>	
<p>ملنے والوں سے ملو حسن پہ غم نہ کرو  پاس جو کچھ ہے ہمارے وہ تمھارا ہی تو ہے  ہم کے دیتے ہیں باتوں کی ہمیں تاب نہیں  اب تو ہم ترک تمنا کی دعا مانگیں گے</p>	<p>جانے والی ہے جوانی کا بھر و سنا نہ کرو  لو دیئے دیتے ہیں دل اپنا پرایا نہ کرو  تم ہمیں چھڑکے ہر وقت ستایا نہ کرو  کہہ چکے وہ مرے ملنے کی تمنا نہ کرو</p>

دیکھنے والوں سے پردہ ہی اگر ہے منظور اُن کا یہ شغل کہ ہر دم ہے حد و کاپر چا	اپنی شکل آپ بھی آئینے میں دیکھانہ کرو مجھ کو یہ حکم کہ تم ذکر کسی کانہ کرو
کس لگاؤ سے شب وصل وہ کہتے ہیں حفیظ اُم و بلجاء و گئے ہجر کا شکوانہ کرو	
سکے میرے عشق کی روداد کو اے نگاہ یاس ہو تیرا بُرا بعد میرے اٹھ گئی تدریسم اک ذرا بھوٹی تسلی ہی سہی ہائے یہ درد جگر کس سے کہوں چلیں گے دنیا سے سب کچھ چھوڑ کر	لوگ بھولے قیس کو فریاد کو تو نے تڑپا ہی دیا جلا د کو اب ترستے ہیں حسین بیداد کو کچھ تو سمجھا دو دل ناشاد کو کون سنتا ہے مری فریاد کو ہاں گرے کر کسی کی یاد کو
اب مجھے مانین نہ مانین اے حفیظ مانتے ہیں سب مرے استاد کو	
وہ آئے میرے گھر میں بخت یا ور ہو تو ایسا ہو جہین پر بل نظر خوریز چتون قرآلودہ عجبت میں تری نالے تو کیا اُن تک نہ کی میں نے وہی آج اے خدا مجھ کو ملے جو میرا قاتل ہے مقرر دیکھئے کس اوچ پر ہے سنگ سود کا تری جہین جہین اور ابرو پر خم کا کیا کہنا	جو قسمت ہو تو ایسی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو اداسے بائیں ٹپکے سنگ ہو تو ایسا ہو اگر قابو کسی کو اپنے دل پر ہو تو ایسا ہو اگر انصاف میرا روز محشر ہو تو ایسا ہو جگہ پانی خدا کے گھر میں تھکے ہو تو ایسا ہو جو چھریان ہوں تو ایسی ہوں جو خیر ہو تو ایسا ہو
حفیظ خوش بیان کی بات تیری خوش بیانی کی	



سخن کو ناز ہے تجھ پر سخنور ہو تو ایسا ہو

<p>مناؤں کیوں تجھیں یہ تو بتاؤ ایسی کیا تم ہو خدا کو درمیان دیکر کرو جو عہد کرنا ہے بنارکھا ہواک جان دو قالب اس محبت نے خیر لیتے نہیں جب اپنے بیمار محبت کی مری آنکھوں میں پھرتے ہو مگر نہ پاؤں نظر وں حسین ہو کر تمھاری ٹپکئی ہو جان جھگوڑی میں مزا دیتا ہے میری لاش پر ان کا یہ فرمانا کسی کو دیکے دل بچھ ظلم کا شکوہ ہی بچا ہے</p>	<p>بگڑ کے کیا کرو گے اسے تو میری خدا تم ہو یہاں شاہد نہیں کوئی فقط اک ہم ہیں یا تم ہو تمھاری آرزو ہم ہیں ہمارے دعا تم ہو مجھے یہ تو بتاؤ کس مرض کی پھر وا تم ہو مرے ہی دل میں رہتے ہو مگر مجھے جدا تم ہو کسی کی آرزو تم ہو کسی کا دعا تم ہو پڑے ہو منہ لپیٹے کیوں کسی کو کیا خدا تم ہو جفا پر صبر کرنا تمھایہ فرماتے بجا تم ہو</p>
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

حفیظ اتنا ہے و عشق سے پرہیز کیا کہنا  
بڑے ہی پاک طہیت ہو بڑے ہی پار ساتھ ہو

<p>ہمارے سامنے ہر دن ہماری ہی شکایت ہو برائی آسمان کی ہو مہفتہ کی شکایت ہو جہاں بلبل کا ڈر آتا ہے چرچا گل کا ہوتا ہو پرستش ہو مری مٹی کی سجدے سب کرین آکر مرے لاش کے ٹکڑے جا جا کو چو نہیں بھیکہ آؤ نہ میری نیکی کی کافر مجھ سے بد چھ ایڑا ہو جڑی آنکھیں کسی میں تو ہوں تعریف کیا کسی مرے ساتھی کی مستانہ ادائیں دیکھ کر زبا ہو</p>	<p>سنیں چپکے تو ملزم ہوں جو کچھ دل میں تھمت ہو مگر نام ان کا آجائے زبان پر تو قیامت ہو اگر عاشق نہو عشق کی ہرگز نہ شہرت ہو تری دہلیز کا پتھر جو میرا سنگ تربت ہو مجھے تشہیر یوں کر دیکھنے والاں کو عبرت ہو اڑا دوں اس کو دو دہنیں اگر قارون کی دولت ہو شناہم انکی کرتے ہیں جن آنکھوں میں مروت ہو مرا ذمہ اگر تیری نہ ڈالو اڈول نیست ہو</p>
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

وہ کہتے ہیں کہ یہ چوری نہیں تو پھر کو کیا ہو  
عیادت کو کبھی آئے نہ بعد مرگ مٹی دی  
پڑے یارب ہماری بکسی کا صبرِ ناصح پر  
ملاؤ خاک میں مجھ کو مگر تم صاف ہو جاؤ  
تسلی دیکے جاتے ہو تو یہ بھی کہتے جاؤ تم  
عیادت کو مری آئے مگر کس وقت تم آئے  
یہ عیش جاو انکا و صیبا انکھ میں ارفانی میں

عجب ہو ترا دل اور اس میں میری حسرت ہو  
گھڑی بھر کیلئے اب میری کھولو نہیں تو شکر ت ہو  
کہ اسکی بھی کسی بیدر پر مائل طبیعت ہو  
انکا لوہہ جو دلمین میری جانب کہ درت ہو  
تر پر کر جان دینا درد دل کی بھر چو نہرت ہو  
مری دنیا سے رخصت ہو اٹھو جا بڑ رخصت ہو  
طلبگار مصیبت ہو طلبگار مصیبت ہو

زبان کا لطم بندش حسرت مضمون پاکیزہ  
حقیقت ایسا سخن جس کا ہو اسکی کیون نہ شہرت ہو

قیمون سے سچھین ملن اگر ہو  
ہمارے یا عذو کے ہو رہو تم  
چھکا دے مجھ کو اساقی چھکا دے  
نہ ہکو دیکھ کر دیکھو عذو کو  
ہوئی تاثیر نالوان میں تو پھر کیا  
پشیمان وہ نواج شہر میں یارب  
اکسی کی پھر خبر پوچھنے لگے قاسد  
کسے دیتی ہیں خواب آلودہ آنکھیں  
وہ کہتے ہیں دعائے وصل سنکر  
مقرر کا کھکا تھا بیہ بھی ورنہ

کرم اب سے ہمارے حال یہ ہو  
یہ جھکا کر کیا ادھر ہو یا ادھر ہو  
پلاوے آج خم میں جس قدر ہو  
نہ کیساں دوست دشمن پر نظر ہو  
مزدہ جب ہو کہ باتوں میں اثر ہو  
ہر اک الزام انکا میرے سر ہو  
ہمیں پہلے کچھ اپنی تو خبر ہو  
کبیں تم آج جا گے رات بھر ہو  
مزدہ آئے اگر اٹھا اثر ہو  
مراد دشمن مرا ہی نامہ بر ہو

حقیقاً اٹھو کہین اب بتکدے سے  
چلو اے یار کہے کا سفر ہو

اُنکو سمجھائیے آتے ہیں جو سمجھانے کو  
بس یہی رٹ ہو کہ بھروسے مری پیمانے کو  
دھیان سے جاتی نہیں زلف تری آنکھ تری  
مختسب ہونہ کہیں یہ کسی تنیوش کا دل  
منہجے چنتے ہیں جب شیشہ کو طاقو پیر  
ایک عالم سے جو وحشت میں الگ ہو بیٹھیا  
ہنس پڑو ناز سے وہ ہو گیا غصہ ٹھنڈھا  
چھیرنے بیٹھے ہو کیا اگلی ملاقات کا ذکر  
دل جلانا کسی بیکس کا برا ہوتا ہے  
جشن نوروز کا سامان ہی بہار آئی ہے  
آپکی نرم سے ہم دولت دل کھوکھلے  
بات پر حضرت ناصح کی منسی آتی ہے  
جنگو گستاخ سمجھ کر وہ اُٹھے محفل سے  
شام غربت میں ہمیں صبح طن یاد آئی  
کیا کہوں اُن سے ہوا قطع تعلق کیونکر  
بیخودی اتو زرا آپ میں آنسو سے ہمیں  
بھوٹا راسخ ہے یہ انصاف تو کچھ کچھ لگا

یونستانا نہیں اچھا کسی دیوانے کو  
سست ہیں سر اُٹھادی ہوئے میخانے کو  
گھیر دی رہتی پر بیان تری دیوانے کو  
توڑ بخت زرا دیکھ کے پیمانے کو  
اک پری خانہ بنا دیو تیریں میخانے کو  
ملگیا دوسرا عالم ترے دیوانے کو  
مستعدین ہو ہوا جی سو گزر جانے کو  
یاد دلو او نہ بھولے ہوئے افسانے کو  
عمر بھر شمع جلی پھونک کے پروانے کو  
منہجے بھرتی ہیں خم سجتے ہیں میخانے کو  
ہائے تقدیر کہاں لائی تھی لٹوانے کو  
سمجھ اور ہمیں آئے ہیں سمجھانے کو  
شمع پر دیکھ کر گرتے ہو پروانے کو  
باغ کی قدر ہوئی دیکھ کر ویرانے کو  
پوچھ ہمدم نہ مقدر کے بگڑ جانے کو  
آج سنئے ہیں وہ خود آئینگی سمجھانے کو  
سنئے سنئے ابھی سنئے مرے افسانے کو

نہیںد کار نہ بمانا تری آنکھوں کے نشان  
رات بھر وصل میں گردش رہی چلنے کو

ہو گیا معتقد پر خیرا بات حقیقت  
اب وہ جانا ہو کہاں چھوڑ کے میخانے کو

یہ نفس ہو - خیرے صیاد ہو  
یہ نگاہ شوق ہے جدت پسند  
مجھ کو تو سب یاد ہیں وعدے ترے  
اڑکھڑا کر پائے ساقی پر گرون  
آؤمی کے ساتھ ہو قید حیات  
خاک حسرت خانہ دل میں اڑے  
ہو گئے کیوں چپ سوال وصل پر  
تم کو اور اُلفت مری اچھی کمی

آشیان اُڑے چین برباد ہو  
ہر اداس میں کچھ نہ کچھ ایسا ہو  
بھولنا بھی تجھ کو شاید یاد ہو  
اپنی لغزش کی نئی آئینا ہو  
جیتے جی کیونکر کوئی آزاد ہو  
آپ کا گھر اور یوں برباد ہو  
ہاں نہیں کچھ تو بھلا ارشاد ہو  
وہ کہ جس بات کی بنیاد ہو

اگلے لوگوں کا تو کیا کہنا حقیقت  
تم بھی اپنے وقت کے استاد ہو

پنی ہم نے بہت شراب تو بہ  
حالم کا یہ افتاب تو بہ  
جس وقت تسلیاں کوئی نہ  
آنکھیں جنھیں دیکھ کر ہوں بیمار

اے گرمی آفتاب تو بہ  
وڑے ہوئے آفتاب تو بہ  
اُس وقت کا اضطراب تو بہ  
وہ زگرے نہ چھو اب تو بہ

<p>کس جوش پہ ہے شہاب تو بہ          باتون کا مری جواب تو بہ          ہر وقت ہے اک عتاب تو بہ          ہوتی بھی ہے مستجاب تو بہ          خلوت میں بھی یہ حجاب تو بہ          یہ بھی ہے کوئی ثواب تو بہ</p>	<p>کس استانہ ہر او اس ہے          کروں گا ہزار میں اُنھیں بند          ہر روز ہی اک نیا ستم ہے          ساقی ترے دور میں کسی کی          اُنکھیں شب وصل بھی چھکی ہیں          کرتا ہے شراب محسب بند</p>
<p>پیری میں حفیظ۔ مے پرستی          اب کیجئے اسے جناب تو بہ</p>	
<p>عارضی حسن پہ کیوں ناز ہو یہ          جہہ سائی ہے ترے در کی نصیب          کون نرگس کو چمن میں دیکھے          شمع کا نام نہ کیوں ہو روشن          محمد زمین اس کو جگہ ملتی ہے          چھپ سکے گی نہ محبت تیری</p>	<p>نہ رہے گا کہ عشا باز ہے یہ          اپنی قسمت پہ مجھے ناز ہے یہ          کیا تری چشم فسون ساز ہے یہ          تیری محفل میں سرفراز ہے یہ          اب وہاں غیر کا اعزاز ہے یہ          دل میں کھنے کا نہیں راز ہے یہ</p>
<p>زندہ ہے نام سخن تجھ سے حفیظ          شاعری کا ہیکل اعجاز ہے یہ</p>	
<p>بتائیں کیا چمن میں آرشیا نہ          یہ باتیں اور مجھ سا کہنے والا          مری تشہیر کا دیکھنا نتیجہ</p>	<p>گھر میں بھر میں بدلتا ہے زمانہ          فسانہ اور پھر تیرا فسانہ          ہوا اب کون کسواے زمانہ</p>

<p>ہماری بندگی کبھی کوڑا ہد کرے گا خود رہا صیاد ہم کو جیسی پرگرتی ہے ہر پھر کے بجلی اگر سوئے لحد میں چین سے ہم تیری مسجد میں بھی ہوتی ہے زاہد مرے بیخانے میں ہر دم ہر یہ ذکر تفاوت دوسرا یہ ہے کہ ہوتی</p>	<p>نہ چھوٹے گاتون کا آستانہ اٹھے گا جب قفس سیا آب و دانہ مرا جس نخل پر ہے آشیانہ تو کیا کیا کر دین لے گا زمانہ مگر بعد نماز پنجگانہ نہیں اس کے لیے کوئی زمانہ وہ ملا یا نہ ہے یہ عارفانہ</p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

حقیقت اُس شخص کا شاگرد ہون میں  
جو ہے اس وقت یکتائے زمانہ

<p>کس قدر ہے صاف دل پاکیزہ طہیت آئینہ لو چکے دل ہاتھ میں جب وہ تو میں فریہ کہا ہوں وہ بس لکھتا ہوں سین بھی شکل مال شکل وحشت کی مری مج کو دکھانیکے لیے دیکھتا ہے پیار سے اسکو جو وہ آئینہ رو دیکھتی ہے کس سراپا ناکی تصویر حسن</p>	<p>اک زرا دل میں نہیں رکھتا کدورت آئینہ اس میں منہ دیکھو یہ کہ کیا خوبصورت آئینہ تسخ و کھلاتی ہے ہنگام شہادت آئینہ بن گیا ہر ذرہ صحرائے وحشت آئینہ آئینے میں دیکھتا ہے اپنی صورت آئینہ ہو گیا ہے جو سراپا چشم حیرت آئینہ</p>
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

دیکھیے قسمت نے سواپنے گھر بیٹھے حقیقت  
لوٹتا ہے اُس کے نظارے کی دولت آئینہ



دیکھیں کیونکر شبِ فرقت کی سحر ہوتی ہے  
اپنی کچھ اور خرابی سے بسر ہوتی ہے  
دل کی دل کو یہ عشا ہو کہ خبر ہوتی ہے  
اچھی صورت جو کمین پیش نظر ہوتی ہے  
بے اثر یہ نہیں مان دیر اثر ہوتی ہے  
کچھ بھی تاثیر محبت میں اگر ہوتی ہے  
کس کو انجام کی دنیا میں خبر ہوتی ہے  
عمر جب ہو کسی کو چے میں بسر ہوتی ہے  
شام ہوتی ہو اب ایسی نہ سحر ہوتی ہے  
کسین چھپتی ہے جو مشورہ خبر ہوتی ہے

جان جاتی ہے کہ یہ رات بسر ہوتی ہے  
شع کی رات تو رورو کے سحر ہوتی ہے  
آج تک کیون وہ مہر حال سحر واقف نہ ہو  
یاد بیساختہ آتی ہیں ادائیں تیری  
رائیگان ہونہیں سکتی کبھی آہِ مظلوم  
ہم بھی اک روز ترے دلمیں جگہ کر لیں گے  
تجھ کو ناصح ہے محبت میں عجب فکرِ مال  
ریشک کرتے ہیں مرے حال پہ جنتِ ولے  
وصلِ جدتک تھا شبِ روز کا عالم تھا کچھ اور  
کھل چکا راز محبت کا تو پردہ کیسا

جب انھیں کو نہ پسند آئی غزلِ اپنی حفیظ  
کچھ نہیں خلقِ مین تعریف اگر ہوتی ہے

یہ بھی اک طرح کی ناوانی ہے  
تم نے کب بات مری مانی ہے  
ہم نے اب اور ہی کچھ ٹھانی ہے  
اپنے مطلب کی یہ ناوانی ہے  
کیا سبک میری گراں جانی ہے  
یہ نئی طرح کی ہمسائی ہے  
ہم نے بھی خاکِ بت چھانی ہے

اُن کو دلِ دو کے پشیمانی ہے  
وصل سے آج نیا ہے انکار  
آپ دیتے ہیں تسلی کس کو  
حال بے پوچھے کہے جاتا ہوں  
کس قدر بارہوں غنوارِ ون پر  
گھر بلا کر وہ مجھے لوٹتے ہیں  
ہم سے وحشت کی نہ لے اور مجنون

<p>خاک اڑتی ہے جدہر جاتا ہوں گھر بھی ویرانہ نظر آتا ہے آئی کیوں انکی شکایت لب تک</p>	<p>کیا ممت را کی پریشانی ہے ہائے کیا ہے سرو سامانی ہے ہم کو خود اس کی پریشانی ہے</p>
<p>اکہین دو دن نہ رہا کچھ حفیظ ایک آوارہ ہے سیلابی ہے</p>	
<p>بعد تو یہ بھی وہی یاد ہے میخانے کی اُن کو کیا ایسی پڑی ہو مگر آنے کی اس کو وعدہ یہ وعدہ ہیں کہ چین ہوں برسون دیکھا ہوں آنکھوں کو تو نگہ دہین دن رہے آج جو بیٹھے ہو سنو نے کیلئے دین و دنیا ہو فراموش ابھی زہد کو ہائے رے موت جوانی کی کوئی میت پر آدمی سے جو محبت میں نہو تھوڑا ہے شام ہوتے ہی تری یاد نے چین کیا ہر گھر ہی حضرت ناصح فیہ صحت کیسی مخسب آئے جو آتا ہے پلا او ساقی حال دل روز نے ڈھنگ سو کتنا ہم کو پاس امید میں دن جس کے بسر ہوتے ہوں شیخ جی اور ملا لیجئے تھوڑا پانی</p>	<p>گردش آنکھوں میں پھر کرتی ہو پیمانے کی خوب سوچھی ہو غنوار کو سمجھانے کی ایک ترکیب ہو یہ بھی مرے تڑپانے کی مدتوں سیر ہوئی کعبے میں تجلانے کی کیا سر شام ہی ٹھہری ہو کہین جانے کی ایک دو گھنٹ جو پی دمری پیمانے کی روکے کتنا ہے کہ یہ عمر بھی جانے کی اتنی سی جان پہ بہت ہو یہ پروانے کی رات بھر آج چین نیند نہیں آنے کی یوں سمجھے کوئی حد ہوتی ہو سمجھانے کی بہت اونچی نہیں دیوار بھی میخانے کی انکی فرمائشیں ہر شب نوا فسانے کی پوچھیے اس کی حقیقت ہو گھر آنے کی ہلکی ہو جائے کڑی ہو مرے پیمانے کی</p>



کتنی آباد زمین ہے مرے ویرانے کی  
لے گیا لوٹ کے رونق کوئی بچانے کی  
کتنی یحیٰ بن ادا ہے ترے شرمانے کی  
زندگی سے کمین موت اچھی ہو پڑانے کی

ایک عالم نظر آتا ہو ہر اک ذرے میں  
محتسب کے قدم آتے ہی یہ دیکھا ہم نے  
دلوں لے تازہ ہوے جاتی ہیں صبح شربل  
شمع سروستی ہر روتی ہو کھڑی بالین پر

آبرو ہاتھ سے جائے نہ محبت میں جھینٹ  
آدمی کے لیے یہ بات ہے مرجانے کی

یہ تیر کم نہیں ہے بھاری نگاہ سے  
کامل ثبوت عشق کا ہے اس گواہ سے  
اب دیکھتے ہیں مجھے کڑوی نگاہ سے  
رحمت تری بڑی ہے ہمارے گناہ سے  
وہ لڑ رہے ہیں حشر میں ہر داؤ خواہ سے  
ملتی نہیں نگاہ جو میری نگاہ سے  
نکلے ہیں جھومتے جو ابھی خانقاہ سے  
میت زمین میں گڑ گئی شرم گناہ سے  
بیڑی اتر گئی مرے پاسے نگاہ سے  
سب کچھ سہی حضور مگر راہ راہ سے  
کیا کچھ ملانے ہوسم کو تری بارگاہ سے  
پھر عذر کیوں کریں وہ کسی داؤ خواہ سے  
مطلب فقیر سے نہ غرض بادشاہ سے

ٹکڑے جگر کے ہو گئے مرے دل کی آہ سے  
حسرت ہمارے دل کی عیان ہو نگاہ سے  
بے شبہ ڈر گئے وہ جلے دل کی آہ سے  
کیوں نا امید غموں کیا جانتے نہیں  
پلے پر اپنے داؤد محشر کو جان کر  
کیا بروصل تم نے عدو کو زبان دی  
رہتی ہے شیخ نے کہ یہ نشہ ہے زہد کا  
محتاج خلق میں نہوا بعد مرگ بھی  
زلفین ٹھین تو رہے نظر دوڑنے لگی  
ہر دم پر تم بھی کیے غصہ بھی کیجیے  
ہر مومے تن زبان ہو تو کچھ شکر ہوا  
اچھون کا سن چکے ہیں طر فدا ہے خدا  
مستو کچھ ہے تو خدمت پر مغان سے کام

حصّہ انھیں ملے گا ہمارے گناہ سے  
 طلّے نہ حشر تک وہ تری جلوہ گاہ سے  
 دیکھو یہ ساز باز ہمارے گواہ سے  
 کیا دل کی بات تاڑ گئے تم نگاہ سے  
 کیوں پھیرتا ہے مجھ کو محبت کی راہ سے  
 کچھ بھی نہو سکا مرے بختِ سیاہ سے  
 یہ راہ بھی ملی نہو کعبے کی راہ سے

ہر نیک و بدین کا تب اعمال ہیں شریک  
 بیخود بنا کے حضرت موسے کو کھودیا  
 کرتا ہے حشر میں کوئی دل سے لگاؤ میں  
 ملے ہی آنکھ جان گئے آرزو مری  
 ناصح خدا کے واسطے تو اپنی راہ لے  
 دن بھر کا گھٹانا بڑھی رات وصل کی  
 کوچے میں ان تو نکلے مجھے ہے خدا کی یاد

تھوڑی سی داد اہل سخن کی ہے بس حقیقت  
 نفرت ہے نا سمجھ کی تہین واہ واہ سے

اب آسمان بنے گی زمین کو بے یار کی  
 سیلاب ہے زمین ہمارے مزار کی  
 دوئی ہے روشنی مری شمع مزار کی  
 اُمید دیکھیے دل اُمید واری کی  
 بدلی ہے کیا ہوا چمن روزگار کی  
 کرتے ہیں ہم سرور میں باتیں خمار کی  
 جو شام ہی سے تم کو پڑی ہو سنگار کی  
 پاؤں جو اُس گلی میں جگہ اک مزار کی  
 ریش دراز یہ ہے کہ ٹٹی شکار کی  
 تاثیر تھی یہ گریہ بے اختیار کی

رفعت یہ کہہ رہی ہے ہمارے غبار کی  
 مگر کبھی یہ تڑپ ہے دل بقرار کی  
 پر چھائیں پڑ گئی ہے جو رخسار یار کی  
 کبھت اُنکے وصل کے وعدے پہ شاد ہو  
 احباب میں بھی نام کو بوسے وفا نہیں  
 چھڑا ہے اُنسے وصل میں فرقت کا تذکرہ  
 یہ کس بلا نصیب کے وعدے کی رات ہے  
 جانوں کہ جان دیکے مجھے سلطنت ملی  
 وام فریب یہ ہے کہ پگڑی ہے شیخ کی  
 بیچن ہو کے وہ جو گلے سے لپٹ گئے

<p>ساغر گرا جو چھوٹ کے ساقی کے ہاتھ سے چُپ دکھو لگ گئی ہے وہ پریشان حال ہیں میرا ہی دل ہے مجھ سے محبت میں بدگمان وعدہ کیا جو مجھ سے رقیبوں سے یہ کہا پھو لو نہیں میرے آؤ تو سوچھی اُنھیں یہ حال</p>	<p>شاید نظر لگی کسی پر یہ سزا گار کی کھلتی نہیں زبان مرے راز دار کی کیا ساکھ اُٹھ گئی ہے مرے اعتبار کی کیون آس توڑیے کسی اُمیدوار کی صورت بنا کے بیٹھ گئے سو گوار کی</p>
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

تو بہ کرو شراب سے نادار ہو حقیقت  
آخر پیو گے یار کسان تک اُدھار کی

<p>ان لوگوں کے مشرب ہیں زمانہ سے زلے تاثر دکھا دین یہ کسی دن مرے نالے تجھ پر جو نظر ڈالتے ہی ہوتے ہیں بخود چنچا کروں میں اور کسی کو نہ خبر ہو وہ یاد وطن کی ہے یہ غربت کی نشانی بہ خود کیے دیتا ہے مزہ تیری طلب کا لیکھوں شام سے ہو فکر صبوحی مرے ساقی ہنسنے سے زیادہ مرے روز میں مزہ ہے شانے سے کوئی بیچ جو اُس زلف کا کھلا آغاز سے بدتر ہوا انجام محبت پھیکا نہیں ایسا بھی مرا خون متنا زندوں کو ہے یار بتری حمت کا بھر سا</p>	<p>دنیا میں ہیں دنیا سوا لگ میکدہ والے خود دوڑ کے محلو کوئی سینے سے لگا لے کیا جانے کیا دیکھتے ہیں دیکھنے والے ایسے گئے گزرے بھی نہیں ہیں مری نالے کچھ داغ کلیجے میں ہیں کچھ پائوں میں چھالے خود گم ہو جاتے ہیں تجھے دھونڈھنڈ والے تھوڑی سی پلا دے تجھے تھوڑی سی بچالے دل جب سے پڑا ہو کسی بیدار کے پالے اُسکو بھی کیا میرے مقدر کے حوالے ہم دل ہی کو رو تو تھے پڑے جان کو لالے جب چاہے اسے اپنی حنا سے وہ ملا لے واغظ تو کیے دیتا ہو دوغ کے حوالے</p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

کہتے ہیں حقیظ اب وہ گلہ رشک کا سنکر  
کیا ایک ہو دنیا میں تھیں چاہنے والے

دشمن سے تو کو مری جتوں بلا کی ہے  
ہر دم جو نہ کر پش و زجر کی ہے  
شراب کے بن گئی ہو وطن ملتے ہی نگاہ  
ادنی سا ہے یہ محبت پر مغان کا فیض  
روتا ہے وہ حسین جو مری بزم سوگ میں  
دشمن ترے چرانے لگے کیوں عدو کا دل  
پھر مجھ سے داد چاہو یہ قدرت خدا کی ہے  
واعظ مجھے بتا یہ سزا کس خطا کی ہے  
آنکھ اس حسین کی ہو کہ پستی جہاں ہے  
دل بادشاہ کا ہے تو صورت گدا کی ہے  
پھولوں میں میری پھیلی ہوئی بو و فانی ہے  
ہم جانتے ہیں چال یہ دزد و حنائی ہے

دورنگ کا کلام جو دیوان میں ہے حقیظ  
کچھ ابتر کی فکر ہے کچھ انتہا کی ہے

یہ جتوں یہ ادایہ آنکھ یہ سچ و صبح زالی ہے  
دوا سے درد دل پیٹھ ٹھونڈا کھینچا کالی ہے  
بسر ہوتی ہو کیونکر دیکھیں اب کے موسم گل میں  
محبت کی نظر جتوں غضب کی چھپنیں بستی  
شرارت چھپے ضد شوخی بھری ہوائی لگ لگ میں  
یہ بدلی دیکھ کر کیا کیا مری نیت بدلتی ہے  
چھپا کر رات رکھ آؤ تھے مزاد کے حجرے میں  
پڑی ہر دیکھ کر میں آج کل تھی خانقا ہونین  
ہوا نقصان کیا پر مغان کا یہ جو کھینچ بیٹھے  
ترے آگے کسی کی شکل صورت پتھر والی ہے  
منگا کر سنگھیا تھوڑی سی تہنہ آج کھالی ہے  
بھر کر ہین دلو دلو میں ہزاروں ہاتھ خالی ہے  
تھماری جو ادایہ وہ ہماری کبھی بھالی ہے  
بظاہر دیکھ لے تو کیا ہی صورت بھولی بھالی ہے  
مری توبہ ترا برسات میں اللہ والی ہے  
جو دیکھا صبح کو جا کر صراحی نصفت ثانی ہے  
بڑی آوارہ توبہ ہے بڑی ہی لالہ بالی ہے  
جگہ کیا حضرت زاہد کی میخانہ میں نالہ ہے

<p>ایمان و اعتقاد جہان تک کر گیا ہو حال جنت کا          لکھٹا سر ہاتھ میں بیچ ڈار بھی نافرمانی سے بچی          زبان شمع ہے ہم دل جلو کا ایک اک مصرع</p>	<p>وہ ہم سے بخود و کا ایک مضمون خیالی ہے          جناب شیخ کی بھی وضع دنیا سوزی ہے          یہاں جو بیت ہو وہ نور کو سا بچو مین ڈھالی ہے</p>
<p>گل مضمون حقیقت اس میں بھی استاد نے چن کر          یہ صفحہ دامن گنجین کا ہو پھولوں کی ڈالی ہے</p>	
<p>کچھ گلہ اُس کا نہ سن سکا اچا ہے          موسم گل میں مجھے کیا چاہیے          کچھ شش تجھ میں جو ہوا جذب عشق          آج تک تو آن بان اپنی رہی          حال دل ہم سے چھپانا کیا ضرور          خود بخود ہو گی خریداروں کی بھیر          کیا مزہ ہے لذت بیدار میں          دیکھئے محب کو تسلی وقت نزع          بیکسی میں کیا ترپنے کا مزہ          کچھ عیب دولت ہی ترک آرزو</p>	<p>جو کچھے اُس سے نہ ملنا چاہیے          کوئی ساغر کوئی مینا چاہیے          دامن ل اُس کا کھینچا چاہیے          آگے کیا ہوتا ہے دیکھا چاہیے          راز داروں سے نہ پردا چاہیے          نزع ستا مال اچھا چاہیے          یہ ہمارے دل کو پچھا چاہیے          ڈوبتے کو کچھ سہارا چاہیے          کوئی گرم تاشا چاہیے          دل پہ قابو ہو تو پھر کیا چاہیے</p>
<p>کیا لکھٹا چھانی ہوئی ہوا ہے حقیقت          آج تو تھوڑی سی پینا چاہیے</p>	
<p>نہو نامراد مجھ سا کہ حیون تو کل نہ آئے          مجھے یاد کر نہ ظالم کہ بہت ہوں غم رسیدہ</p>	<p>کروں آرزو اہل کی تو کبھی اہل نہ آئے          تری بزم عیش میں بھی مین کچھ مل نہ آئے</p>

<p>وہ نہال سوختہ ہوں اگر بروز برس مری جذب دلیں یارب شب ہجر سہمہ اترے اسی روز پر ابھی تو وہ دکھا چکے ہیں آنکھیں دم نزع یوں ہلک کر فقط اس لٹو ہے رونا</p>	<p>مری شاخ آرزو میں کوئی پھول پھل نہ آئے کہ ادھر ہو بیقاری تو ادھر بھی کل نہ آئے مری چشم تر سے آنسو کہیں پھر کل نہ آئے کہ بحد میں بھی کوئی دم مری جی کو کل نہ آئے</p>
<p>بہت اے حقیقت اُن سے نہ کر ستم کا شکوہ وہ خفا میں تیوروں پر کہیں اُنکے بن آئے</p>	
<p>یا ذُوہ دن جب سرور وصل حاصل تھا مجھے بار ہا نفرت سیر میں نے اپنے دل پر کی نگاہ دل جب افسردہ ہوا پھر ایک ہجر و وصال کس کی رسوائی ہے در پردہ سمجھ لو سوچ لو کیجیے قطع تعلق جائیے یونہی سہی وہ بھلا ہی یا بُرا جو کچھ ہے لیکن ایک ہے غیر کا نقش دم اُس کی گلی میں دیکھ کر اب جو کہیے یوفادینا ہے اسکا کیا جواب</p>	<p>بے پیہ رہتا تھا نشہ ایک بوتل کا مجھے وصل میں وصلِ عدو کا دہیان جب آیا مجھے آپ ملے یا نہ ملے اب نہیں پروا مجھے بعد اس کے جتنا جی چاہو کرو رسوا مجھے ہاں بدل منظور ہے اب آپ کا کہنا مجھے دوسرا ڈھونڈھے سو بھی ملتا نہیں ایسا مجھے بدگمانی کا بُرا ہو وہم میں کیا کیا مجھے بارہا تو آزما کر آپ نے دیکھا مجھے</p>
<p>اے حقیقت اُن سے کرو ترک تعلق یا ملو یہ پسند آتا نہیں ہر روز کا جھگڑا مجھے</p>	
<p>اد پر یونکی صورت حور کی آنکھیں غزالو کی بجائے قص مجھانے میں ہو گردش پایو کی نشان جب مٹ گیا تربت کا آئے فاتحہ پڑھنے</p>	<p>غرض مانگے کی ہر اک چیز ہو ان جس والو کی تکلف برطرف یہہ بزم ہے اللہ والو کی آنکھیں کب یاد آئی ہیں فائیں مرنیو والو کی</p>

<p>ہو ادو گز کفن منعم کو حاصل مال دنیا سے          دکھا کر دل مرا پھر آپ ہی عذر جفا کرنا          ابھی تکو بہت کچھ ناز ہے ترجیحی نگاہوں پر          تری ہو تو ہو سے یہ بات غیر تکی ہو او ظالم          بھلے ہیں یا بڑی جو کچھ ہیں بند تو خدا کے ہیں          ہوئی بوچھاڑ مجھ پر شکوہ بیجا کی پھر کیا کیا          گنہگار محبت ہیں جدھر گزینے محشر میں</p>	<p>بندھی رکھی ہی آخر رہی گھڑی دو شاوکی          ارے کا فرتی اک چال ہے یہ لاکھ چالوکی          مگر دیکھی نہیں تاثیر تم نے میرے نالو کی          اڑائے آسمان یوں خاک تیری باٹھالو کی          مذمت اس قدر واعظ نہ کر سجانے والو کی          جہان چھڑا ٹھنیں بس کھل گئی گھڑی ملاو کی          ہماری ساتھ ساتھ اک بھیڑیو کی خوش حالو کی</p>
<p>بگڑ جاتے تھے سنکر یاد ہے کچھ وہ زمانہ بھی          وہ جس پر مہربان ہو تو میں دنیا اُسکی ہوتی ہے          سنا کرتا ہوں طعنہ بھیر میں کیا کیا قیوبے          یہاں بھی فرض ہے زاہد ادب سے سر جھکا لینا          فریب دام میں لائی ہو کچھ صیاد کی خاطر          جلا کر دل مرا صیاد کا ٹھنڈھا کلیجہ کر          بگڑتے دیر ہوتی ہے نہ بنتے دیر ہوتی ہو          حسین پڑھ کر غزل میری میری مشتاق ہو تو ہیں</p>	<p>کوئی کرتا تھا جب میری شکایت غائبانہ بھی          نظران کی پلٹتے ہی پلٹتا ہے زمانہ بھی          بنا ہوں اس محبت میں بلامت کا نشانہ بھی          مرے نزدیک کعبہ ہو کسی کا آستانہ بھی          قفس میں کھینچ لایا یہ میں کچھ آب و دانہ بھی          کہیں اب برق جلدی پھونک میرا آشیانہ بھی          مزاج یار سے کچھ ملتا جلتا ہے زمانہ بھی          مسخر دل کو کرتا ہے کلام عاشقانہ بھی</p>
<p>نہ بھولیگی حقیقت اجباب کو یہ سرگزشت اپنی          جہان میں یاد رہ جائے گا کچھ اپنا فسانہ بھی</p>	

<p>شوخ ہے چتون نظر چالاک ہے          آدمی کیا ایک مشت خاک ہے          ہر کس و ناکس سے ملتی ہے نگاہ          فصل گل میں دیکھے کیا رنگ ہو          اپنے ہاتھوں سے پنہا دین وہ کفن          دور محبوں کا کمان اب اسے جنوں          آسمان پر یوں نہیں اپنا دماغ          زاہدون کا میکشون میں کام کیا          کوئی آنکھوں میں سماتا ہی نہیں          باغ میں جس پھول کا دیکھا لباس          مجمع زندان میں واعظ، جوعے          میری وحشت نے دکھایا بہ اثر</p>	<p>ہر گھڑی دو نو کو دل کی تاک ہے          جان بکلی - اور قصہ پاک ہے          آنکھ تیری ڈھیمٹ ہے بیباک ہے          جیب ناوا میں ابھی سے چاک ہے          یہ ہماری آخری پوشاک ہے          ہم ہیں اور صحرا کی وحشت ناک ہے          اس جبین پر کس کے در کی خاک ہے          ایسے لوگوں سے یہ صحبت پاک ہے          اس دل خود بین کو کسکی تاک ہے          وہ تری اتری ہوئی پوشاک ہے          کیا سمجھ تیری ہے کیا اور پاک ہے          آج ناصح کا گریبان چاک ہے</p>
<p>غم قیامت کا اے کیا اے حقیقت          جو غلام صاحب لولاک ہے</p>	
<p>غیر اچھے ہم بُرے یونہیں سہی          آپ برہم ہوں نہ ذکر غنیر پر          وہ نباہیں گے عدو سے دوستی          تم سے ملکر ہم کو یہ عزت ملی          یا عدو سے یا رہے ہم سے ملاپ</p>	<p>آپ اب تو خوش ہوے یونہیں سہی          جھوٹ ہیں میرے گلے یونہیں سہی          چار دن کے ولولے یونہیں سہی          اس سے پہلے کچھ نہ تھے یونہیں سہی          اب ہمارے آپ کے یونہیں سہی</p>



بے فرہ یمن یہ فرے یونین سی

تجکوزا ہرے سے نفرت ہے تو ہو

خوبیاں اُن میں یمن دنیا کی حقیقت

ہم یمن دنیا سے بُرے یونین سی

نہ وہم یمن نہ وہ تم ہو نہ وہ حسرت نہ وہ دل ہو  
کوئی کا فرحین ہے یہ کہ پہلو میں مر دل ہو  
یہ دیوانہ یمن ناہو یہ شیاروں میں غافل ہو  
یہ میری خونیں شامل ہو وہ تیرے میں داخل ہو  
یہ اپنے فن میں کامل ہو وہ اپنے فن میں کامل ہو  
یہاں اک رخ ہو دل پر ہاں نسا پر تک ہو  
جو اپنے جان دیتا ہے مے پہلو میں وہ دل ہو  
خدا جانے پٹے کیسی غضب مد مقابل ہو  
سنو تم یہ ہماری داستان سننے کے قابل ہو  
اُٹھیک گا نا ز بھی اسکا بڑا نازک مراد دل ہو  
خدا شاہ وہ صلوٰۃ پیار ہی کر کے قابل ہو  
ادھر بسمل تر پتا ہے ادھر تباب قاتل ہو  
متماری آرزو رہتی جو جبین یہ وہی دل ہو  
ہمیں جینا بھی مشکل ہو یمن مرا بھی مشکل ہو  
جگہ جو خاص خلوت کی تھی اب عام محل ہو  
مجھے مانا ہے مجنون نے مرا فرما دقاتل ہو

اب گانے کر کے جانے بھی دو کیا اس سے حاصل ہو  
اداسکی قیامت اس کا ہر انداز قاتل ہو  
جہاں جس بزم میں کھیوا لگ سب مراد دل ہو  
جفاؤں پر وفا کرنا وفاؤں پر جفا کرنا  
نظر ہو خاقان نے یمن بان چلنے میں ہو شاطر  
ازل ہی سے ہو ملتی جاہلی عشق و حسن کی صورت  
یہ انکو پیار کرتا ہے یمن اسکو پیار کرتا ہوں  
نہ تم آنکھیں لڑاؤ اسے یمن عکس سے دیکھو  
کل و بیل کا افسانہ یمن یہ سرگزشت اپنی  
جو لیتے ہو تو لیجاؤ مگر یہ سوچ لو پہلے  
مے تو دیکھ لے پہلے نصیحت کو پھر لے ناصح  
کیا آخر نگاہ یاس نے بھی کام خنجر کا  
ملو ملوؤں سے اسکو یا کلیجے سے لگا رکھو  
نہ رضی جہل پر یمن نہ صاف انکار کرتے یمن  
اجو یاس و غم اُس ل میں ہو تم جبین تھے  
محبت کرنے والوں سے کوئی پوچھے فامیری

اٹھا جسم قدم اپنا تو پھر اتنی مسافت کیا  
 نئی صورت کے قیدی قیدی دام محبت ہیں  
 یہ گھبرانے ہوئے تھے پھر یسے نہ محشر میں  
 بڑا احسان ہے مجھ پر مری چشم تصور کا  
 عبث قیسمین کھاتے ہو عبث یہ عدل کرتے ہو  
 یہ توڑاے محبت بلند تو دنیا و ساغر کو  
 تری باکی ادایہ تر بھی جتوں چھپ نہیں سکتی  
 زبان دیکر عدو کو قول سے وہ پھر نہیں سکتے

نہ ہم ہیں دو در منزل سے نہ تھے دو منزل ہو  
 گلے میں طوق ہو انکے نہ بانو نہیں سلاسل ہو  
 کہیں ایسا نہ کوئی بچار اٹھے یہ قاتل ہو  
 مزے سے اپنے گھر بیٹھ تراویدا راجل ہو  
 تمہارا قول جھوٹا ہے تمہارا عبد طال ہو  
 اسے بیدار دیکھو میرا جگر ہے یہ مرادل ہو  
 جیسے دیکھو گا وہ فوراً آٹھائے گا یہ قاتل ہو  
 براہواس نزاکت کا شکست عمدہ شکل ہو

برانا فہم کتاب ہے تو کہنے دے جھپٹا اُس نو  
 تجھے کامل سمجھتا ہے جو خود اس فن میں کامل ہو

کوئی پردہ نشین نیلے نہ گھر سے  
 نہ گھر چائینگے کچھ پہلے تر سے  
 نکلتا ہو کوئی دشمن کے گھر سے  
 خدا جانے ار اے اسکے کیا ہیں  
 ہمیں تو دیکھنا ہے آنکھ اُن کی  
 کہیں یہ بھی نہ دشمن سے ملا ہو  
 عبادت کا تو ہے صرف اک بہانا  
 کبھی تکنا شبِ غم موت کی راہ  
 دل ویران کا ایسا بھی ہے یہ عالم

پاس ہے حشرنا لون کے اثر سے  
 تر و دہے یہی پھیلے پر سے  
 ہمارا ہو گزرا اس رگزار سے  
 لیٹ کر رو رہا ہو دل جگر سے  
 وہ دیکھیں دیکھتے ہیں کس نظر سے  
 کھٹکتا ہے مرادل چارہ کر سے  
 وہ کہنے آئے ہیں کچھ چارہ کر سے  
 کبھی سر چھوڑنا دیا و در سے  
 بنیں سناور گھر اس جے گھر سے

بھلا یہ بوجھ اٹھے گا کس  
دعا کا بھر گیا دامن اتر سے  
گئے گزے میں کیا تھی نظر سے  
برستا ہو تو واعظ اور بر سے  
ہوئی ہے ابتدا اس کی کدھر سے  
تڑپتا ہے کوئی درو جگر سے  
فقط اک بوجھ اتار آیا ہون سر سے  
زبانی پوچھ لیں نامہ بر سے

پڑھی ہو صد سے زلفون کی رازی  
مرے آغوش میں آئے وہ کھجک  
یہ نالے نارسا ہر چند ہیں یہ  
چلا ہے تو چلے کچھ دیر ساغر  
عدو کا ذکر پہلے کس نے پھیرا  
کسی سے گرم ہے پہلو کسی کا  
کیا کیا میں نے کہے جا کے زاہر  
کہا تک خط میں لکھوں حالت غم

حقیقت آنکھوں میں اک صورت کبھی ہے  
حسین یوں تو بہت گزرے نظر سے

بے نقاب آج وہ میں دیکھے کیا ہوتا ہے  
دوستوں ہی سے مرجان کلا ہوتا ہے  
جب واہوتی ہے درواور سوا ہوتا ہے  
یہ بھی اگر نگھات ہے جو عذر جفا ہوتا ہے  
آنکھ پھپھیلین سو مرتبہ کیا ہوتا ہے  
کیون برا کیے انھیں مفت برا ہوتا ہے  
میرے نالوں سے مگر حشر بپا ہوتا ہے  
حال اب دیکھے انجام میں کیا ہوتا ہے

حشر ہے وعدہ دیدار وفا ہوتا ہے  
کیون گہڑتے ہو اگر میں نے کیا ذکر ستم  
راس آتی نہیں تدریج طبعوں کی مجھے  
یہ بھی اک چال ہو مجھ پر جو انھیں لحم آیا  
ان حسینوں کی نظر کچھ میری قیمت تو نہیں  
رند منوش بھی بندے میں خدا کے واعظ  
تیرے چالوں سے توفتنے ہی اٹھاتے ہیں  
دل کا آغاز محبت میں تو یہ عالم ہے

بیکسی پر تری رونا مجھے اتا ہے حقیقت

کس بڑے وقت میں دیکھتے تھے جد ہوتا ہے

لیکن کچھ اور ہے تو اذان بان والے  
تجھ کو کہاں پکاروں اولامکان والے  
کیسی یہ نیچی باتیں اونچی دکان والے  
اس پر نہ کریں غرہ اذان بان والے  
یونین ڈٹے رہیں گے اس آستان والے  
یہ تیرے کچھ بڑے گاہ بانکی کمان والے  
میں بھی ٹٹا ہوا ہوں اذان بان والے  
دو ہاتھ بس لگا دے اب امتحان والے  
کچھ ہیں یقین والے کچھ ہیں گمان والے  
مرتے ہیں بات ہی پر جتنے ہیں آن والے

یوں تو حسین اکثر ہوتے ہیں شان والے  
ناقوس پر پھونکوں کعبے میں یا اذان وں  
منبر پر بیٹھ کر تو اتنا بہکتے و عطا  
پہنچیں یہ جوانی مہمان ہے چند روز  
کعبے کو شیخ جائے تجھانے کو برہمن  
ابروپہ ڈال کر بل تر چھی نظر نہ کر تو  
غیروں پہ تو نظر ہے میری بھی کچھ خبر ہے  
تلوار کھینچ کر کیا بازو کو دیکھتا ہے  
قائل تراجمان ہواں فرق درمیان ہے  
فرادوقیں و نون دے بیٹھے جان آخر

وہ کس لیے بلا میں جائیں حقیقتاً ہم کیوں  
وہ بھی ہیں شان والے ہم بھی ہیں آن والے

ادھر بھی اک نظر اویسروت دیکھنے والے  
مگر دیکھا تو کم ہیں حسن میرت دیکھنے والے  
کہ رو دیتے ہیں اکثر میری صرحت دیکھنے والے  
عداوت دیکھتے ہیں کب محبت دیکھنے والے  
کہ تم تو ہیں ان آنکھوں کی مرث دیکھنے والے  
نہیں ہم غیر کے خطا کی عبارت دیکھنے والے

عدو کی شکل محض میں بر غبت دیکھنے والے  
زمانہ میں بہت ہیں شکل عدالت دیکھنے والے  
محبت نے سراپا در دکا بتلایا ہے  
حسینوں کی جفا کو بھی وقاف ہم تو سمجھتے ہیں  
دکھا تو اپنی نیلی نیلی آنکھیں غیر کو ظالم  
پڑھو تم اسکو آنکھوں پر دھرو تم سے کیا

<p>جو کچھ جان تن سے ات کھائے جلدی کی مری حیرت اسکے حسن کا اندازہ کرتے ہیں کمال ظاہری کو اک نہ اکین زوال آخر کہیں ہنگامہ محشر بپا ہوئے نالوں سے ہماری لاغری انکی نگاہوں میں کھٹکتی ہے</p>	<p>اجل کی راہ دکھیں شامِ فرقت دیکھنے والے کہان ہونچے کہاں سیری حالت دیکھنے والے ذرا پستی بھی دکھیں اوج و رفعت دیکھنے والے کہ دکھیں تیرے قامت کی قیامت دیکھنے والے ہیں کیا دیکھتے انکی نزاکت دیکھنے والے</p>
<p>حفظ اچھے سخن کا اک جہان ہو قہر و ان تبک بہت ہیں آج بھی رنگِ طبیعت دیکھنے والے</p>	
<p>حسینوں کے فقط صاحبِ سلامت و رکی چھی زمانہ فصل گل کا اور آغازِ شباب اپنا جفا و دستِ اسکو کتا ہو کوئی کوئی فائدہ تربی خاطر سے زاہد ہم نے تو برج کی ورنہ زیادہ لے فلک سے بچ و راحت ہو جو کچھ کبھی جب ہاتھ ملائے کتا ہوں کہ بے بس ہوں جو سچ پوچھو حسینوں کا حیلے نہ کہ لیا پرزہ ہم آئیں آپ ہیں آئیں یہ جسم آئیں بالین پر جستے مرنے سے نہیں ہے آشنا جسکل وہ میکش ہوں کہ دیکھو فی قیمت سبکی بے لی اُسے دنیا کی سو فکر میں ہیں اک رنج ناداری خوشی کے بعد غم کا سامنا ہونا قیامت ہے</p>	<p>نہ انکی دوستی اچھی نہ ان کی دشمنی اچھی ابھی سے تو نے تو بہ کی بھی لے زاہد کہی اچھی ہمارے ساتھ تو اُسے بنا ہی دوستی اچھی گھڑی بھر غم غلط کرنے کو بس خیر تھی اچھی نہ دو دن کا یہ غم اچھا نہ دو دن کی خوشی اچھی تو وہ ہنس کر کہتے ہیں تمہاری بے بسی اچھی کل چلتے گھروں یہ تو ہونی دل لگی اچھی اجرم رنج تنہائی سے ہے یہ بخود ہی اچھی نہ اُسکی زندگی اچھی نہ اُسکی موت ہی اچھی کسی سبب سنا میں نے کہ بھٹی میں کھنچ اچھی کہیں غم کی دولت سے ہمارے ہی اچھی جو غم کے بعد حاصل ہو وہ البتہ خوشی اچھی</p>

<p>نہ چھوٹکی محبت غیر کی ہم سے نہ چھوٹے گی ہمارے یہ دودلین ہزاروں عیب نکلیں گے تھے اس جہہ و دستار سے زرد و نگو کیا مطلب</p>	<p>اجی یہ بات سننے آج تو کھل کر کہی ابھی تمہارا آئسنہ اچھا تمہاری آہی ابھی جسے جو وضع ہو موعوب لے زار ہو ہی ابھی</p>
<p>کے سو شعر نے مست تو حال حیف ظاہر کا غزل ہو چیت چھوٹی سی تو بیتوں کی کمی ابھی</p>	
<p>آدمی مست خواب ہوتا ہے دل کو کرتی ہے چشم مست تباہ جب تسلی وہ مجھ کو دیتے ہیں پھر لے ہو ہمارے آنکھوں میں حشر پر کیا ہے تیرے گھر زار مے فروشوں سے یہ بڑھا بیوہار ہائے ان بھولی شکل و لون کا تم نے دیکھا ہے حضرت موسیٰ بیکسی رونہ میری تربت پر ساقیا مے پلا کہ پیاسوں کو حرمت مے کو سنکے وعظا سے اور کو کیا وہ منہ دکھائیں گے جتنی بڑھتی ہے عمر گھٹتی ہے میں براہون تو مجھ سے لے و عطا</p>	<p>خواب خفلیت شباب ہوتا ہے ہائے کیا گھر خراب ہوتا ہے اور بھی اضطراب ہوتا ہے پھر بھی ہم سے حجاب ہوتا ہے روز روز حساب ہوتا ہے سال بھر پر حساب ہوتا ہے اکتنا پیار شباب ہوتا ہے کیا وہ رخ بے نقاب ہوتا ہے دیکھ مجھ پر عذاب ہوتا ہے پانی دینا تو اب ہوتا ہے اور بھی دل کباب ہوتا ہے آنے سے حجاب ہوتا ہے خوب اُلٹا حساب ہوتا ہے تجھ کو صورت جتناب ہوتا ہے</p>

قطع  
شعرا

ایک عالم خراب ہوتا ہے

تو جو گمراہ ہے تو تیرے ساتھ

میکدے چل حقیقت مسیح دین

بیٹھ کر کیون خراب ہوتا ہے

فقط دو گز زمین ٹھہری میرے شریعت حشر کی  
کہاں یہ ناصح کجخت کو سوچ بھی نصیحت کی  
مٹا ہے یوں ہی ک عالم ضرورت سکونیت کی  
جہاں ہونچے ہیں تو جستجو تھی اچھی صورت کی  
اجی ہم سن چکے ہیں ملک و عادت ہو سکایت کی  
مے غم میں جھلکے تھوڑی بھڑکی ہی سہرت کی  
کہاں جی اریٹھے اور بھی تھوڑی نہ بہت کی  
اڑادی چٹکی چٹکی خاک لیکر میری تربت کی  
یہ رسوائی مری ہوگی منادی انکی شہرت کی  
اول سے کام لیتے بات رہجانی نزاکت کی  
کہ میں عادت نہ پڑتا اُنھیں ترک محبت کی  
بھلے کو پہلے ہی سے پیلا کر میں نے فرصت کی  
اُنھیں تو رفتہ رفتہ آگین باتیں قیامت کی  
تم اپنے بانوں سے مٹی دبا دو میری تربت کی  
جو تم بچیں رہتے ہو یہ شوخی ہے طبیعت کی  
تھے ہے زہد کا غرہ ہیں امید رحمت کی

جو دیوانوں نے سپائیش کی میدان قیامت کی  
نکالی بات اُنکے سامنے ترک محبت کی  
لبھا لیتی ہے دلوں ساوگی بھی اچھی صورت کی  
چمن میں پھول دیکھا بزم میں تاکا حسینہ کو  
غضب ہے غیر کے مذکور پر ان کا یہ کہدیا  
کبھی یاس اُنکے ملنے سے کبھی امید ہو کچھ کچھ  
بجلی تھی میان سے کوئی نہ کوئی وار کرنا تھا  
پس مردن حسینہ نے مٹایا یوں نشان میرا  
بڑھیکے جتنی دنیا می مری نام اُنکا نکالے گا  
لیا کیوں ہاتھ میں خنجر کہ موج آئی کلائی میں  
جو کبڑی غیر سے اسکی خوشی کیا جھکو یہ خم ہے  
جناب شیخ لیکر محبت کو آج آئے ہیں  
کیا کرتے ہیں وعدہ مدتوں سے ورفردا کا  
کہ ورت آسمان کو مڑٹوں کی خاک سے بھی ہے  
مہین بتیاب کر دین یا شر ہے میرے ناوون میں  
یہ دیکھیں حشر میں ہو کس طرف اسکا گرم زاہد

<p>دکھانا کہ جھلک پھر اُسپر اتنی دور کا وعدہ ابھی بٹھوڑا اٹھرو مراد م تو نہ نکلے دو کوئی کہے نہ وہ گور خیابان کی طرف آئیں</p>	<p>دل مشتاق اور امید فر لے قیامت کی مجھے رخصت تو کرو اتنی جلدی کیا ہر رخصت کی نہ دیکھی جائیگی اُن سے اُسی میری تربت کی</p>
<p>حقیقت اول تو کس کس طرح کھینچے ہیں جینوں سے جہان آنکھیں ملین نیت بدل جاتی ہر حضرت کی</p>	
<p>اب ایسے ویسے مے دل کے غم شکار ہے کبھی نہ تیرے کرم کے امیدوار ہے وہ دیکھے آپ کی صورت جو دل نہ رکھتا ہو وہ آرزو تری دل میں چھپائیں ہم کیونکر ہماری بزم عراسے اُٹھے وہ یہ کہ کر برائی ہوگی کسی کی امید دنیا میں</p>	<p>اے وہ مجھ سے جو معشوق و مضدار ہے یہ بے گناہ تو خاکے گناہگار ہے جو بے زبان ہو میرا وہ رازدار ہے جو یاس بنے نگاہوں کا آشکار ہے کسی کے غم میں بلا میری سوگوار ہے تمام عمر بیان تو امیدوار ہے</p>
<p>شراب پی کے حقیقت آبِ فاقہ مستی میں ہمیشہ بادہ فروشوں کے قرضدار ہے</p>	
<p>دنیا و دہنیں ٹال دو جو قول و قسم سے جب ہونہ سکی شیخ و برہمن کی مدارات انجان بنے بٹھے ہیں دل لے کے ہمارا واعظ نہ گرا ہو کہیں منبر سے لڑھک کر سے پیٹنے سے مطلب تو تکلف سے غرض کیا آبد دم نزع کہ امید نہ ٹوٹے</p>	<p>محشر میں کہو بچکے کہاں جاؤ گے ہم سے ہم کھج کے الگ بیٹھے ہیں دیرو حرم سے اب دیکھیے وہ آنکھ ملاتے نہیں ہم سے سب حرم میں کوئی چیز گری ہزار بھی دھم سے چلو مرا اچھا ہے کہیں سا غرج سے نازک ہے یہ رشتہ مے اٹھ سے ہودم سے</p>



وہ اور حقیقت آپ سے اقرار محبت  
بس بس نہ تعلیٰ کی بہت لیجیے ہم سے

عجب زمانے کی گردِ نشین میں خدا ہی بس یاد آ رہا ہے  
نظر نہ جس سے ملاتے تھے ہم وہی اب آنکھیں دکھا رہا ہے  
بڑھی ہے آپس میں بدگمانیِ مزہ محبت کا آ رہا ہے  
ہم اُس کے دل کو ٹٹولتے ہیں تو ہم کو وہ آزار رہا ہے  
گھر اپنا کرتی ہے ناامیدی ہمارے دلیں غضب ہو دیکھو  
یہ وہ مکان ہے کہ جہین برسوں امیدوں کا جگھڑا رہا ہے  
بدل گیا ہے مزاج اُن کا میں اپنے اس جذبِ ل کے صدقے  
وہی شکایت ہے اب دھرتی ادھر جو پہلے گلا رہا ہے  
کسی گئی جب آس ٹوٹ جائے تو خاک وہ آسرا لگا ہے  
شکستہ دل کر کے جھکو ظالم نگاہ اب کیا مل رہا ہے  
یہاں تو ترکِ شراب سے خود دل و جگر پھینک رہے ہیں اعظا  
سنا کے دوزخ کا ذکر ناحق جلے کو تو بھی جلا رہا ہے  
اگر وہ نہ کیوں حُسن کا نظارہ سنوں نہ کیوں عشق کا فضا  
اسی کا تو مشغلہ تھا برسوں اسی کا تو ولو لا رہا ہے  
امید جب حد سے بڑھ گئی ہو تو حاصل اُسکا ہے ناامیدی  
بھلا نہ کیوں یاسِ دفعۃً ہو کہ مدتوں آسرا رہا ہے  
مجھے توقع ہو کیا خبر کی زبان ہے قاصد کی ہاتھ بھر کی

<p>لگی ہو ایک نہیں اور کی ابھی سے باقیں بنا رہا ہے      ذرا یہاں جس نے سر اٹھایا کہ اس نے نیچا ہے دکھایا      کوئی بتائے تو یہ زمانہ کسی کا بھی آشنا رہا ہے      حقیقت اپنا کمال تھا یہ کہ جس کے ہاتھوں زوال ہو گیا      فلک نے جتنا ہمیں بڑھایا زیادہ اس سے گھٹا رہا ہے</p>	
<p>اس شکر رنجی میں لذت اور ہے      آپ سے ہٹاؤ سچایت اور ہے      رات بھر ان کی عنایت اور ہے      میکاٹو وا حلقہ کی نیت اور ہے      اب کوئی دم کی صحبت اور ہے      ان پر زیادہ و کلی صورت اور ہے</p>	<p>وصل میں آپس کی محبت اور ہے      کچھ نہیں وعدہ خستہ کا نگہ      صبح ہوئے تیار بل جانی آنکھ      وعظا کہتا ہے جو میخانے کی پاس      سانس اُکھڑی ہے ترے پیار کی      حورین نہیں ابھی میں نے زیادہ مار</p>
<p>عزم جو ہے حقیقت نشان کا      سچ ہے لیکن اومیت اور ہے</p>	
<p>جو تیرے ہاتھ میں بولیں دے اہل ماتم سے      لگاؤ ہے لگاؤ ہے لگاؤ ہے لگاؤ ہے دم سے      اور تیرے ہاتھ میں سترم کے پتے ہیں اس عزم سے      انہیں کہ رکھنا اثر مائیں جب اہل ماتم سے      شہداء ملک پیٹھے تو کوئی روٹھ کر ماتم سے      وضو کرنا تجھے لازم ہے پہلے اب ترزم سے</p>	<p>بلا اتنی کرے عزم کام کیا انکو مے عزم سے      اٹھیں میری بالیدہ ہے مجھے وسوساں تبت      اوھر قاتل ہمارا ہی سخت جانی سے شہبان ہے      دبا کر سینہ زانو سے ابھی جو فوج کرتے ہیں      سنالینے کے کھلو بھی ہزاروں ڈھنگاں آئیں      لگاتا ہو کوئی یوں غارت سے کو ہاتھ لے رہا ہے</p>

ہمارے سامنے محل میں غریب شاہ ہے ہون	میں نے انصاف سے کہہ دیا کیا جا سکتا ہے
خیر اس میں ہے واعظ کہ کبھی ہو کی خدمت	خیر اس میں ہے واعظ کہ کبھی ہو کی خدمت
مگر کان میں غضب ابرو خدا رکے آگے خیر اس میں ہے واعظ کہ کبھی ہو کی خدمت کہنا مری بالین پہ کہ آثار بُرے ہیں شکوہ تھے بہت اُنہی شکایت تھی بہت کچھ خلوت میں جو چوچھو تو کون کی حقیقت آئینہ ابھی دیکھ کے خود بین تو وہ ہولین قارون کا خزانہ ہو کہ حاتم کی سخاوت کیا بھگو ڈرا میٹھی تری تیسرے ننگا بین	یہ تیرا برسر پڑتے ہیں تلوار کے آگے کہنا نہ کسی زرخوش اطوار کے آگے کہنا ہے یہ باتیں کوئی بیمار کے آگے سب بھول گئے اصل کی شبیہ کے آگے مجھ سے نہ مرا حال سونچا رکے آگے خود آئین کے پھر طالب ویدار کے آگے سب کچھ ہے مگر کچھ نہیں میخوار کے آگے یہ آنکھ چھپ سکتی نہیں تلوار کے آگے
دیوانوں میں دیوانے حقیقت آپ بین ورنہ	ہیشار سے ہیشار بین ہیشار کے آگے
ذرا تھمتی نہیں چنچل نگا دیا کیسی ہے بتا تو صلح کی باتوں میں یہ تکرار کیسی ہے مے دل میں تلوار سا مری آنکھ میں تو اسکا مری بالین پہ کہتے ہو کوئی دم کے یہ زمان میں گنہ اور اسپہ یہ دو دو فرشتے بیرے کا تھوپر قیامت کا تو کیا کہنا مگر یہ تو بت ازاد	کوئی دیکھے تو یہ چلتی ہوئی تلوار کیسی ہے مری تقریر کیسی ہے تری گفتار کیسی ہے گڑبڑ نہیں یہ حسرت دیدار کیسی ہے شگون بد نہیں تو اول یہ گفتار کیسی ہے اکہی میرے سر پہ مفت کی بیکار کیسی ہے زمانے کا پہلے جس وہ رفتار کیسی ہے

وہ جی اٹھا ذرا بھی تنے جس کو پیار سے دیکھا مجھ ایسے سخت جان کا بیج کرنا کھیل ہو قاتل نہ آئے تھے عیادت کو تو میرے ہنشیوں سے	مسیحا ہے تمہاری آنکھ یہ بیمار کیسی ہے ذرا دیکھو تو کس بل میں تے می تو لڑکیسی ہے کبھی پوچھا تو ہو تا حالت بیمار کیسی ہے
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

حقیقت اک عمر گذری خاک اڑتے شتِ بخت میں  
خجر کس کو ہولے کو پیہ و لد لڑکیسی ہے

شب وصال یہ کہتے ہیں ہُنساکے مجھے پکا زانا نہیں کوئی لحد پر آ کے مجھے وہ بولے وصل کی شب آپ میں نہ پا کے مجھے گر ادا ہے کچھ اس طرح اُس نے آنکھوں سے پر میری تھی کوئی چھلاوا تھی یا جوانی تھی تمہاری بزم میں آئے تو جام بے مجھ تک اٹھا جو بزم سے اُنکی تو روک کر یہ کہا یہ تیرے ہجر کا غم تھا وہ تیرے عشق کا داغ جہاں پہ جاتے تھے میرے ہوش اڑتے ہیں مجھے ہے غش اُنھیں حیرت عجیب عالم ہے مری نگاہ میں پھرتی ہے میری موت کی شکل نہ دیکھو آئینہ نہ دیکھو مرا کسا مانو سڑپ نے دل کی یہ کہ لکے کوئی آتا ہے گلے لگا دے کروں پیار تیری تیغ کو میں	کسی نے لوٹ لیا اپنے گھر بلا کے مجھے میرے نصیب بھی کیا سولے ہ سلا کے مجھے چلے گئے ہیں کہاں اپنے گھر بلا کے مجھے کہ دیکھتا نہیں کوئی نظر اٹھا کے مجھے کہاں یہ ہو گئی حسرت جھلک کھلکے مجھے بلا سے دیر سے کوئی نہ رہی ملا کے مجھے کہ لیچے ہو کہاں دل میں تم پہنچا کے مجھے گیا جو کھا کے مجھے جو مٹا مٹا کے مجھے ترا خیال وہاں لے چلا لگا کے مجھے میں کھو گیا ہوں اُنھیں دیکھ کر وہ پا کے مجھے جب آپ دیکھتے ہیں تیو بیان چڑھا کے مجھے دکھاؤ غیر کو صورت منہ دکھا کے مجھے بٹھا دیا ہے لحد میں اٹھا اٹھا کے مجھے کہ یاد آئے کرشمے تری ادا کے مجھے
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

<p>یہ میرے رونے پہنستی ہو کیوں مری تقدیر جو مٹی دی ہے تو اب فاتحہ بھی پڑھتے جاؤ</p>	<p>وہ اپنے دلیں تو کھٹکتے نہیں رُلا کے مجھے کچھ اب ثواب بھی لو خاک میں ملا کے مجھے</p>
<p>حفیظ حشرین کر ہی چکا تھا میں فریاد کہ اُسے ڈانٹ دیا سانسے سے آ کے مجھے</p>	
<p>وہ بیٹھے آج جو سنے کو داستان میری اسی پر رہتی ہے ہر پھر کے باغبان کی نظر نیگا مجھ سا تم کش نہ کوئی میرے بعد میں کہ رہا ہوں کہ بیتاب و بیقرار ہے دل کہیں نہ آنکھوں سے یارب عیاں مجھ سرِ تل ترا مزاج نہیں یہ تری نگاہ نہیں وہ کج جا پنچنے والے ہیں جان نثاروں کو نہ تاب ضبط رہیگی اگر سنو گے اسے</p>	<p>بُرا ہر ضعف کا کھلتی نہیں زبان میری غضب پہ پھولی پھولی شاخ آشیان میری ابھی تو قدر نہیں بچو آسمان میری وہ کہ رہے ہیں اُڑائی ہیں شوخیان میری نگاہیں دیکھ رہا ہے وہ بدگمان میری گھڑی گھڑی جو بدلتی رہے زبان میری بدخدا ہی کرے وقتِ امتحان میری کہ مژپہ ہو محبت کا داستان میری</p>
<p>حفیظ خوابین باتیں ہوئیں جوانی رات سحر سے آج طبیعت سے شادمان میری</p>	
<p>تری یاد کو دل مسلتی رہی کبھی میرے پہلو میں بھی ہو گئے وہ نہ آیا اسے رحم کو ایک خلق شب وصل کیا شوخی و شرم میں نہ بدلا مراد دل نہ اُسکی نگاہ</p>	<p>مگر کچھ طبیعت بسلتی رہی جو وقت دیر کروٹ بدلتی رہی مرے حال پر ہاتھ ملتی رہی بہم رات بھر چوٹ چلتی رہی زمانے کی حالت بدلتی رہی</p>

<p>جو کل سیکد بین اچھلتی رہی مے ساتھ اک شمع جلتی رہی کھلجا تری یا دلتی رہی</p>	<p>یہ بگڑی وہی ہے سریشخ پر شب ہجر تھا کون دلسوز اور جُدائی میں کیا دل کو اتا قرار</p>
<p>کے دیتی ہیں تیری آنکھیں حفیظ کبیں رات بھر آج ڈھلتی رہی</p>	
<p>تو پچھتاے بہت ہم تو بہ کر کے کہ پھر جیتا نہیں ہے کوئی مر کے وہ تیر رہی نہیں اب نامہ بر کے تو رو دیتے ہیں ہم اک آہ بھر کے ارے یہ حوصلے اک مشت پر کے جو کہتے ہیں دکھا دیتے ہیں کر کے ترے انداز اس نجی نظر کے یہ سمجھو تو گداہن کسکے در کے کیا آزار اُس نے پر کتر کے مٹے جاتے ہیں جھگڑے عمر بھر کے</p>	<p>دیا جب جامے ساقی نے بھر کے پٹ جاؤ گکے سے وقت آخر وہاں سے آکے اسکی بھی پھری آنکھ کوئی جب پوچھتا ہے حال دل کا گلوں کے عشق میں دے جان بلبل خدا محفوظ رکھے اُن کی ضد سے رہیں گے خاک میں ہم کو ملا کر دماغ اپنا نہ کیوں کر عرش پر ہو ہوئی ہے قید سے بد تر رہائی اُٹھے جاتے ہیں لو دنیا سے ہم آج</p>
<p>حفیظ اب تامل و فیریا دچھوڑو کوئی دن یوں بھی دیکھو صبر کر کے</p>	
<p>عشر میں بھی نہیں یہ ہمارائی نگاہ ہے یہ دوستی نہیں ہو فقط اک بناہ ہے</p>	<p>جنت کی آرزو سے نہ حارون کی چاہ ہے اب اُن سے دور دور کی کچھ رسم و راہ ہے</p>

تر بھی نگاہ ہے کبھی پنچی نگاہ ہے  
 مجنون پہ جو لگے گئی صحرانواہ ہے  
 میرا غلط گمان غلط اشتباہ ہے  
 یہ کیوں نہ کہدیا کہ محبت کی راہ ہے  
 جب دیکھتا ہوں کوئی کیو تر تباہ ہے  
 دوشد یوں کہ سچ میں مشکل نباہ ہے  
 خاصا یہ مدعی ہے کہ میرا گواہ ہے  
 رحمت پکارا اٹھی یہ کوئی بیگناہ ہے  
 نکو پکارتا کوئی گم کردہ راہ ہے

صبح شرب صال ہے غصہ بھی شرم بھی  
 عاشق کی بیکسی کا تو عالم تو پوچھیے  
 تو بہ خدا خواستہ وہ اور عشق غیر  
 واعظ اگر صراط کا کرنا تھا تذکرہ  
 آتا ہے جگوا دہشت نامہ ہر مرا  
 ہم اپنی آن میں ہیں تو وہ اپنی شان میں  
 لودل بھی کہ رہا ہے انھیں کی سی حشر میں  
 میں نے کیا جو جرم کا اقرار حشر میں  
 اسے رہروان کو چہ جانان جواب دو

بلوایں وہ تو گھٹتی ہے شان انکی لئے حقیقت  
 جاتے ہیں خود تو وضع یہاں سداہ ہے

اپنی یہ ہٹ کہ مجھے خود ہی بلائے کوئی  
 ہاتھ ٹوٹیں جو ہمیں ہاتھ لگائے کوئی  
 کہتے ہیں طنز سے اب انکو منائے کوئی  
 تیری تصویر جو یوسف سے ملائے کوئی  
 غمزدون کو نہ محبت کے شائے کوئی  
 بھولی صورت چھینوں کی نہ جائے کوئی  
 فیند آتی ہے ہمیں اب نہ جگائے کوئی  
 شیخ کعبہ میں ہر کیا ہے کہ جائے کوئی

انکی یہ ضد کہ مئے گھر میں نہ آئے کوئی  
 وصل میں ہائے بگڑ کر یہ کسی کا کہنا  
 حشر میں دیکھ کے آمادہ فرماؤ مجھے  
 اصل اور نقل میں کیا فرق ہو گھل جائے بھی  
 کیوں فلک ہموٹا سے جو تم اتنا کہو  
 انکی رگ رگ میں نہ مانے کی بھری ہن گھاتین  
 ہائے جھنجھلا کے شب وصل کسی کا کہنا  
 بتکدے میں تو یہ شکنیں بھی نظر آتی ہیں

پارسانی مین بھی نفرت ہے رکھائی سے حقیقت  
تھوڑی پی لین جو محبت سے پلائے کوئی

صبح کو آئے ہونکے شام کے باتھا پانی سے یہی مطلب بھی تھا تم اگر چاہو تو کچھ مشکل نہیں چھپر و اعظا ہر گھڑی چھی نہیں تہڑو ہائیگی اسیرون کی تڑپ محتسب چن لینے دے اکا ک مجھے لاکھوں دھڑکے ابتداء عشق میں مے کا فتویٰ توسعی قاضی سے لون دور دور محتسب ہے آج کل نام جب اُس کا زبان پر آگیا دور سے نالے مرے سنکر کہا ہاے وہ اب پیار کی یاتین کہاں	جاؤ بھی اب تم مے کس کام کے کوئی منہ چومے کلائی تھام کے ڈھنگ سوہن نامہ و پیغام کے رند بھی ہیں ایک اپنے نام کے اور بھی کچھین گے حلقے دام کے دل کے ٹکرے ہیں تکرے جام کے دھیان میں غازیمن انجام کے ٹوک کرستے میں امن تھام کے اب کہاں وہ وردوئے جام کے رہ گیا تاج کلیجہ تھام کے آگے دشمن مرے آرام کے ابتولائے ہیں مجھے دشنام کے
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

وہ لگائیں قہقہے سن کر حقیقت  
آپ نالے کیجیے دل تھام کے

زبان کا بھروسہ کیا ابھی کچھ ہو ابھی کچھ ہے جوانی کی ہے آمد حسن کی ہر دم ترقی ہے نہ آئیکا قرار اسکو نہ ممکن ہے قیام اسکو	یہی ہے رنگ دنیا کا ابھی کچھ ہو ابھی کچھ ہے ترسی صلت ترانقشا ابھی کچھ ہو ابھی کچھ ہے ہمارا دل ترا وعدہ ابھی کچھ ہو ابھی کچھ ہے
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------



<p>کبھی توجہ نہ دے گی کبھی کم آپ ہو جانا غور و حسن ہے سر میں خیال دلبری دلیں ذرا مین مہربان ہو نا ذرا مین جان کے دشمن</p>	<p>مری وحشت مرا سو ابھی کچھ ہو ابھی کچھ ہے دامعہ نکا مزاج انکا ابھی کچھ ہو ابھی کچھ ہے عجب لہو حسینوں کا ابھی کچھ ہو ابھی کچھ ہے</p>
<p>تین کیون ہند غم ہو حفیظ اپنی تباہی کا یہی دنیا کا ہے نقشا ابھی کچھ ہو ابھی کچھ ہے</p>	
<p>جب کیے محبت ہو مین ایک حسین سے ہوتے ہیں وہی پھیل کے آشوب زمانہ آئینہ اُسی وقت حسینوں کو دکھائے ہم محرم اسرار محبت میں سمجھیں غیروں کے چکائے مرا جھگڑا نہ چکیگا کیا چوری چھپے شب کو بھی ملتا نہیں کوئی</p>	<p>کس ناز سے کہتے ہیں اگر ہے توہین سے اُٹھتے ہیں جو فتنے ترے کو بچے کی زمین سے جب بوند پسینے کی ٹپکتی ہو جبین سے تم راز کی باتوں کو چھپاتے ہو مین سے کچھ ہوگا تو اس بات کا انصاف تین سے اس بات کو پوچھو تو کسی پر دہشتیں سے</p>
<p>مسجد سے جو مین نے کو جاتے ہیں حفیظ آپ یہ خاک تو مسجد کے کی چھڑا لیتے جبین سے</p>	
<p>سنو جو تم سے شکایت کرے عذیری ذلیل میں جو ہوا تم بھی تو بسک ہو گے زبان بند ہوئی جب وہ آنے بالین پر وہاں سے آکے کچھ ایسی سنائی قاصد نے کہیں تو دیر و حرم میں وہ مل ہی جائیگا نگاہ اُٹھتی نہیں میرے سامنے آنکی</p>	<p>بر کسی کو کہوں یہ نہیں ہے خمیری کہ آبرو ہے تماری یہ آبرو میری کہاں پہ ختم ہوئی ہائے گفتگو میری ترپ کے رہ گئی سینے میں آرزو میری یہی تلاش یہی ہے جو جستجو میری زبان کھلتی نہیں اُنکے روبرو میری</p>

پکارتا ہے ترا حسن لاکھ پروں سے چھپا ہے سے نہیں چھپتی ہے آرزو میری

مرے بیان سے کھپتی ہے حسن کا تصویر  
حقیقتاً کیون نہ کرین تسدرا خوب رو میری

کون صورت ہو عرض مطلب کی  
دیکھ لی ہم نے دوستی سب کی  
خوبرو اور بھی تو نرم میں بین  
اُسکے وعدے پہ کیا بندھتے ہیں  
وینے والا ہے ایک سائل لاکھ  
کیا ہی شر ملے وہ جو میں نے کہا  
خاک میری جو تو نے کی برباد  
ہم جو یولین تو خود غرض ٹھہرین

بات نہ بنتے نہیں اُس شیب کی  
ساری دیتا ہوں اپنے مطلب کی  
کیون انھیں نہ کجا ہو سب کی  
بات بھولے جو جمع کو شب کی  
پوری کیون نہ کرین حاجتیں سب کی  
آج چھپ کی ہے کچھ سی اب کی  
یہ کدورت تھی لے خاک کب کی  
سب کین اپنے اپنے مطلب کی

اس قدر کیون آج کی لین نہ حقیقت  
شاعری انکی ہے نئے ڈھب کی

اسیری میں صبا نے جب خبر دی تو گل کی  
یہ باعث ہو جو میں بخت سیر اپنے نازان ہوں  
کبھی تھوڑی سی پتیا ہوں کبھی یونہی رتی تیر  
گل بلبل کی محبت ہجر میں کبھی نہیں جاتی  
جھلکے دخت رز کی یا ہے برق طور کا جلو  
گلون کا باغ میں ہر صبح شبنم منہ دھلاتی ہے

تڑپ کر رہ گئی کچھ قفس میں جان بلبل کی  
کچھ اس سے ملتی جلتی ہو سیاہی تیری کاکل کی  
یہ حالت ہو قناعت کی یہ صورت ہو تو گل کی  
چمن کو پھونکے تی کا ش گرمی نالہ اول کی  
صدائے لہر اتنی سے کہ ہے آواز قلع کی  
صبا مشاطہ بکارت فلجھا تی جو سنبل کی

<p>تھے دیوانے زندان میں ٹپ کر مر گئے شاید دم بادہ کشی اپنی نگاہ مست دکھلا کر</p>	<p>کہ راتوں کو صد آتی نہیں زنجیر کے غل کی مے ساتی نے کیفیت بڑھادی نشہ عمل کی</p>
<p>محبت میں ہونی باہم حقیقت اچھی یہ ضد پیدا ہمیں ہے دید کا پرکھا نہیں عادت تغافل کی</p>	
<p>ہمیں حاصل تبوں کی البتہ اسے کنھکیوں سے کسی کا کھنا ہے اثر دامن بچائے گا کہاں تک بگڑ کر وہ اٹھے پہلو سے میرے کیا مجھ سے یہ پھر عذر جفا کیوں محبت میں غضب نا کا میان بین اشارہ وین یہ دشمن نے کہا کیا وہ میری حسرتوں کو جانتے ہیں</p>	<p>جو کہا ہے کہیں گے ہم خدا سے وہ پھر انکھیں جھبکا لینا حیا سے مری فریاد سے مری دعا سے ہوا حاصل یہ عرض مدعا سے جو تم واقف نہیں رسم وفا سے اثر بھی منہ چھپاتا ہے دعا سے جو انکھیں جھبکا گئیں تری حیا سے وہ ہیں آگاہ میرے مدعا سے</p>
<p>حقیقت اسکی محبت حشر کے دن نہ کہنے دے گی کچھ جی کو خدا سے</p>	
<p>نظر ملاتے ہی دل کا سوال کر بیٹھے گلہ فلک کا نہ شکوہ کسی کے ظلم کا ہے یہ کہ رہا ہے سرزم جملوہ محبوب ہم اور آپ کا شکوہ کریں خدا کی شان شب وصال تو یہ روٹھنا نہیں اچھا</p>	<p>یہ لاکھ چال کی وہ ایک چال کر بیٹھے ہم اپنے ہاتھ سے اپنا یہ حال کر بیٹھے یہاں جو آئے وہ دل کو نبھال کر بیٹھے حضور خیر ہے یہ کیا خیال کر بیٹھے ہنسی خوشی میں عبث تم ملال کر بیٹھے</p>

مجھے ہر خوف پھری ہیں جو نزع میں آنکھیں  
کہیں کچھ اور نہ کوئی خیال کر بیٹھے

حقیقت پہلی ملاقات میں یہ بیتابی  
کہ ان سے آج ہی اظہار حال کر بیٹھے

ہر گھڑی عمر گزشتہ کا نہ کیوں کرتے رہے  
سامنے آنکھوں کے وہ صلیب جو تیرے دم رہے  
ہاے اس حسن و روزہ پر حسدینوں کا دماغ  
رنجش بچا میں ساری رات گزری وصل کی  
ایک گالی جس نے دی چار اسکے لیے لیلے  
دونوں گھر اچھے ہیں زاہد اپنی اپنی ہے پسند  
دوست ہوں شیخ و برہمن کا عجب کیا بعد مرگ  
حسرت دیدار کرتے مرنے بھی ٹٹنے نہ پائے  
نیند میں اکثر ہلے جاگ اٹھے ہیں نصیب  
میں نے اپنی جان دی لی فلک جسکے لیے

آرزو میں ہیں بہشتیان زمینی کے کم رہے  
کچھ خوشی ہو اپنے مرنے کی مجھے کچھ غم رہے  
کیا ہوائے حسن کا جو ایک ہی عالم رہے  
وہ کبھی روٹھے کبھی گبڑے کبھی برہم رہے  
چھپر میں کیا ان حسدینوں کے کبھی ہم کم رہے  
تو رہا کعبہ میں جا کر بتکدے میں ہم رہے  
بتکدے میں غم تو کعبے میں مرا نام رہے  
انتظار اُس کا ہے آنکھوں میں جب تک دم ہے  
خواب میں اکثر ترے پہلو میں شب بھر ہم رہے  
کوئی دن تو اُس کی محفل میں مرا نام رہے

اب وہ دل ہی ہے نہ وہ مشق سخن اپنی حقیقت  
لکھنؤ کے چھوٹ جانے سے یہ چرچے کم رہے

اب اتنے ظالمون میں کیا پیچگی جان بسمل کی  
جدھر وہ ہیں اُسی جانب نظر ہر اہل محفل کی  
جلا کر نکلو اٹھے جب دم بھر کے لیے آئے  
کیجئے لگا آنکھوں نہ کیوں نکراؤ داغ حسرت کو

مرہ قاتل نگہ قاتل ادا قاتل ہر قاتل کی  
جہی تو بدگمانی پڑھتی جاتی ہوئے دل کی  
جلائیو الے دل کے کیا بچھانیکے لگی دل کی  
بہت کچھ کھوکھو کے الفت میں یہ دولت میں محفل کی

<p>مجھے غش میں بھی مین کی ہوا تھو نہ دینی تھی شبِ فرقت ہمارے گھر بڑے سامان سے آئی شبِ وصل کے میسے پاس کیا خاموش بیٹھی ہو ترقی ان تہوں کے حُسن کی چودہ برس تک ہے کسی کے جھوٹے سچ کا حشر کے دن فیصلہ ہوگا کبھی کہتی نہیں اُن سے کسی دلسوز کا قصہ</p>	<p>بھڑک اٹھی نہ آخر آتشِ حسرت مرنے ل کی جلو میں اپنے لانی ہے سیاسی چاہِ بابل کی کچھ اپنے دل کی کہتے ہو نہ سنتے ہو مے دل کی بگڑ جاتی ہے صلوٰۃ ایک شب میں ہر کامل کی خدا کے سامنے ہوگی صفائیِ حق و باطل کی زبان ہے ہاتھ بھر کی دیکھنے کو شمعِ محفل کی</p>
<p>حفیظ افسردہ خاطر ہوں غزل کیونکر شلفستہ ہو یہ نلے میں مے دل کے یہ ہیں مین بچھ دل کی</p>	
<p>جب تک کہ طبیعت سے طبیعت نہیں ملتی آرام گھڑی بھر کسی کر طوط نہیں ملتا جب تک کہ کھنچے بیٹھے ہیں نل اُن سے رکا ہے جیتے ہیں تو ہوتی ہے اُن آنکھوں سے درامت اُس پر پنازاں نہو راہ سے یہ کہدو کیا ڈھونڈتے ہیں گور غریبان میں وہ اگر</p>	<p>ہوں پیار کی باتیں بھی تولدت نہیں ملتی راحت کسی پہلو شبِ فرقت نہیں ملتی جب تک نہیں ملتے وہ طبیعت نہیں ملتی مرے ہیں تو اس لب سے اجازت نہیں ملتی بستیچ پھرانی سے جنت نہیں ملتی کس کشتہ زقار کی تربت نہیں ملتی</p>
<p>کس طرح مرے گھر وہ حفیظ آئین کہ اُنکو غیروں کی مدارات سے فرصت نہیں ملتی</p>	
<p>اسکو آزاد می نہ ملنے کا بہین مقدور ہے شب کو چھپ کر آئیے آنا اگر منظور ہے لاکھ منت کی مگر اک بات بھی منہ نہ کی</p>	<p>ہم ادھر مجبور ہیں اور وہ ادھر مجبور ہے آپ کے گھر سے ہمارا گھر ہی کتنی دور ہے آپ کی تصویر بھی کتنی بڑی مغرور ہے</p>

<p>بند ہے مسجد کا در تو میکہ کیا دور ہے اور جو فرمائیے سب کچھ ہمیں منظور ہے کون سی یہ رسم ہے یہ کون سا دستور ہے خلد میں ناوان تیرے ہی لیے کیا حور ہے شکوہ کرنا یا رکنا پاس وفا سے دور ہے</p>	<p>اس نہ پیری رات میں لے شیخ پچانیکا کون ایک شک غیر کا صدمہ تو اٹھ سکتا نہیں مر گیا دشمن تو اس کا سوگ تم کو کیا ضرور زرا ہاں امید پر ملنا حسینوں سے نہ چھوڑ حشر کے دن کیا کہیں گے یہ اگر آیا خیال</p>
<p>کچھ حقیقت ایسا نہیں جس سے کہ تم واقف نہ ہو آدمی وہ تو بہت معروف ہے مشہور ہے</p>	
<p>پھر بھی سو کام سے دنیا کے محبت اچھی صورت اچھی جو خدا نے تو ہو میرا اچھی ایسے موقع پہ حسینوں کی شرارت اچھی ایسے معشوق سے مٹی کی ہے موت اچھی لطف اچھا نہ حسینوں کی عداوت اچھی شکر کا جسمین ہو پہلو وہ شکایت اچھی</p>	<p>اگو یہ رکھتی نہیں انسان کی حالت اچھی کیا وہ اچھا ہے اگر صرف ہو صورت اچھی وصل میں یہ جو ہون بیاک تو نکالے مطلب جسمین شوخی نہ شرارت نہ کرشمہ نہ ادا دوست انکا جو ہے برباد تو دشمن ہو حارب شکوہ خوب ہے جس سے ہو لگا وٹ ظاہر</p>
<p>نہ ہونی قدر مقتدر کی برائی سے حقیقت کیا ہو آپ نے پائی جو طبیعت اچھی</p>	
<p>اب اگر لین نہ حسین مول تو قیمت دل کی آج بھی دل میں ہی جاتی ہو حسرت دل کی لمتی تجلی تری عادت کا ہو عادت دل کی کچھ تو ہوگی تری آنکھوں میں موت دل کی</p>	<p>ختم ہے اک نگہ ناز پہ قیمت دل کی کنگھی چوٹی میں شب وصل کٹی جاتی ہے بیوفائی ہے وہی ہٹے وہی ضد ہے وہی مدتوں تیری نگاہوں میں ہاں ہے ظالم</p>

<p>اُن سے پامردی مل واہ سے ہمت مل کی اُنکے کوچے میں بنا آئے میں تربت دل کی</p>	<p>آہنی جی پہ مگر راہ وفا سے نہ طلا جان کر نقش قدم کوئی مٹائے نہ کہیں</p>
	<p>آپ سے اپنا بھرم ٹکونہ کھونا تھا حقیقت ان حسدینوں سے نہ کرنا تھا شکایت دل کی</p>
<p>بغل میں چاند ہو اور آفتاب ہاتھ میں ہے مزدہ ہے پیر معان کے شباب ہاتھ میں ہے کہ دامن آپ کا روز حساب ہاتھ میں ہے لیے ہوئے جو کلاہ حباب ہاتھ میں ہے یہی ہے وجہ کہ ٹٹے گلاب ہاتھ میں ہے حنا لگا کے جو وہ مست نجاب ہاتھ میں ہے نیا زنا مے کا میرے جواب ہاتھ میں ہے قلم مرا ہے کہ شاخ گلاب ہاتھ میں ہے</p>	<p>وہ ہنسا رہے جام شراب ہاتھ میں ہے پلا کے پیر کو ساغر جوان بناتا ہے برائی آج مرے دل کی آرزو صدگر یہ آئے کسکے قدم دست موج سے دریا عرق وصال میں پونچھا ہو گل سے گالوں کی بن آئی ہے مے دست ہوس کی و سبکی شب ہوا سے تیز وہ آتا ہے نامہ بر میرا کھلے میں گل گل عارض کے وصف میں سرد</p>
	<p>حقیقت آپ کا دیوان یہ ہوا مقبول کہ جس کو دیکھو لیے یہ کتاب ہاتھ میں ہے</p>
<p>محبت نے سلوک اچھا کیا میری جوانی سے بہت صیاد خوش رہتا ہے میری خوش بانی سے اُچٹ جاتی ہے اُنکی نیند جب میری کہانی سے نرا کت اُنکی شرماتی ہے میری ناتوانی سے نہ باز آئے نہ باز آئینگے وہ انداز سانی سے</p>	<p>بسر کرنے نہ پایا عیش کے ن شادمانی سے قتض خود ہاتھ میں لیکر چمن میں روز جاتا ہے عدو کا چھڑتے ہیں ذکر میرا جی جلانے کو کمال عشق نے پیدا کیا یہ رنگ حسن آخر ترس اُنکو کسی کے حال پر آیا نہ آئے گا</p>

<p>حسین اب اسکی سنتے ہین نہ ساقی مولا تھا  خیالی شکل آنکھو نین پھری آواز سنتے ہی  بڑھا کر ولوے بچپن کرنا سیکھ لے کوئی</p>	<p>چو سچ پوچھو تو موت اچھی ہو مفل کی جوانی سے  مر مطلب نکل آیا تمہاری لٹرنی سے  مرے دلی انگوسے تری اٹھتی جوانی سے</p>
<p>حقیقت اکثر غزل کہنے کی کرتا ہے وہ فریادیں  ہماری شاعری ہواک حسین کی قد وانی سے</p>	
<p>عرصہ حشر میں فریاد تری کیا کرتے  ملنے تم غیر سے اور ہم اُسے دیکھا کرتے  ہفتیشیں اب کوئی ایسا میں گیا گذرا تھا  ہم بھی کیا چاہنے والو نہیں گئے جاتے ہین  اپنی محرومی قسمت سے کچھ آگاہ نہ تھے  مختصر صل کی شب اور وہ کچھ انکی ضدین  غیر سے خود ہی ملے جا کے ہی آن رہی  ہائے ہنس کر شب و حد وہ کسی کا کہنا  دیکھتے دست حنائی سے مرے دل کی تڑپ  حشر کے روز بھی تکرار پر آمادہ ہین</p>	<p>مجمع عام میں کیونکر تھے رسوا کرتے  چھوڑ دیتے نہ اگر شہر تو پھر کیا کرتے  کہ مرے سامنے وہ غیر کا چرچا کرتے  چار میں بیٹھ کے جو آپ کا شکو کرتے  ورنہ ہم آپ سے ملنے کی تمنا کرتے  منتیں کرتے کہ اظہار تمنا کرتے  کہ میں معشوق یہ دولت میں گوارا کرتے  آج بھی ہم جو نہ آتے تو کہو کیا کرتے  کاش یوں ہی وہ کلیجہ ام اٹھند کرتے  آج کے دن بھی نہیں خوف خدا کا کرتے</p>
<p>کس مقدربہ کروں خواہش صل نے حقیقت  مشرم آتی ہے مجھے کوئی تمنا کرتے</p>	
<p>یہ مسئلہ ہو جو زاہد و توفیق کچھ اس میں کلام ہے  وہی شو حلال ہے خلد میں وہی میکدے میں حرام ہے</p>	



مری آنکھ میں جو سما گیا مرے دل میں جس کا مقام ہے  
 ابھی مجھ سے ہے وہ الگ تھلک نہ پیام ہے نہ سلام ہے  
 یہی کہنا اُس سے پیام بکر بس آخری یہ پیام ہے  
 جو ذرا بھی جانے میں دیر کی تو کسی کا کام تمام ہے  
 کبھی قلع کی مری گفتگو کبھی کہدیا مجھے کیا ہے تو  
 یہ بتا تو اوبت جنگ کو کوئی یہ بھی طرہ رکلام ہے  
 کوئی ذکر غیر کا یہ نہ تھا جسے آپ سُن کے ہوئے خفا  
 مجھے اپنے بخت سے ہے گلہ مجھے اپنے دل سے کلام ہے  
 جو چلا تو بزم سرور میں جو رہا تو عالم نور میں  
 مرے دل میں کیفیت مدام ہے مے سرین گردن جام ہے  
 وہی شکوہ تجھ کو رقیب کا وہی رونا اپنے نصیب کا  
 یہ بتا تو اول بتلا بچتے اور بھی کوئی کام ہے  
 مرا نام لے کے نہ کوئی یہ کہا تو ہنس کے وہ بول اُٹھے  
 مجھے کیا خبر تھی زمانے میں فقط آپ ہی کا یہ نام ہے  
 مجھے کفر و دین سے غرض نہیں کہ میں ایک بندہ عشق ہوں  
 کوئی شیخ ہو کہ ہو برہمن مراد وہی سے سلام ہے  
 وہی آسمان ہے وہی زمین مگر آنکھ اُسکی جو پھر گئی  
 نہ وہ دن ہے اب نہ وہ رات ہے نہ وہ صبح ہی نہ وہ شام ہے  
 بہت اور ماہر فن ہیں یوں بہت اور اہل سخن ہیں یوں

مگر آگیا جو پسند انھیں وہ حقیقت ہی کا کلام ہے

جسدن سے جی اُدھیں ہو عالم اُدھیں ہے  
اے صبر المہ فقط اب تیری اُدھیں ہے  
وہ جانتے ہیں موت سے اسکو ہر اُدھیں ہے  
ہم کو تم کا پاس نہ وعدے کا پاس ہے  
کتے میں لوگ آجکی صحبت اُدھیں ہے  
ایسے مریض کے لیے مرنہا ہی راس ہے  
آخر مرے دھن میں زبان سپاس ہے  
انصاف چاہتا ہوں کہ توجہ شناس ہے  
کیونکر کہیں ہوتے کوچے کی راس ہے  
لے دیکے ایک ل ہی بیان بچہ پاس ہے  
قسمت کو رو رہا ہوں اثر سے تو پاس ہے  
دیکھو ادھر تہین سے مری التماس ہے  
جب تک کہ سانس ہوتے ملنے کی اُدھیں ہے

دنیا مری نگاہ میں صحرائے یاس ہے  
نالوں کو بھی کسی کی نزاکت کا پاس ہے  
گھیرے ہو چکونچ میں اک دوسر خیال  
شکوہوں کا یہ جواب ہے اچھا دہنیں سی  
چھایا ہے بزم میں مری افسردگی کا رنگ  
دنیا میں جس کے درد کی کوئی دوا نہ ہو  
کیونکر ہو ختم لذت بیداد کا بیان  
فرقت ہی اک سزا ہے محبت کے جرم کی  
بڑھتا ہے اور آگے یہاں اختلاج قلب  
اُس بزم میں ہزار اداؤں کا سامنا  
اک مشغلہ ہے ہجر میں آہوں کا کھینچنا  
آیا جو میں تو بیٹھو نہ منہ پھیر کر ادھر  
بس مختصر یہ ہے مری حسرت کی داستان

اس نظم کو حقیقت تعزل سے بحث کیا  
تیرے کلام میں تو فقط درد و یاس ہے

مجھ رو سیاہ کو تری رحمت کی آس ہے  
لے موت نے خبر کہ بہت جی اُدھیں ہے  
بند دھکرو ٹوٹ جالے ہمارے وہ آس ہے

محشر کی باز پرس سے جی بے ہراس ہے  
غربت میں سبکی کا سامان آس پاس ہے  
امید وہ حد کی جو پوری ہی ہو راس ہے

<p>ساغر پہ ہے وہ روپ نہ وہ مومین کی تاب دیکھا تو رنگ و بو کا یونہیں سا ہر کچھ بساؤ ابھی نہ تو خم بھی چڑھا کر نہ سیر ہوں اک چھڑ ہے یہ میرے کڑھانے کی واسطے مضمون جو حیت ہو کے بندھے غیر کا نہیں جنس و فاخترید کے نازان ہی بواہوں جام بہان نام ہے کہ ساغر ہو سنے</p>	<p>ساتی جو اٹھ گیا ہے تو محض اُداس ہے غنے کی کچھ گرہ میں نہ کچھ گل کے پاس ہے چوکھی اگر ملے تو بہت اک گلاس ہے بشاش ہو کے پوچھنا تو کیوں اُداس ہے ٹھیک لے جسم پر تو وہ اپنا لباس ہے اسکی خبر نہیں کہ وہ جو ہر شناس ہے دنیا کی سلطنت ہو کہ موائے پاس ہے</p>
<p>جتنے حسین حقیقہ ہیں پستے طمع کے ہیں یہ آشنا اسی کے ہیں زر جسکے پاس ہے</p>	
<p>ترمی جس میں حسرت ہو وہ دل یہی ہے تڑپ میں جو بجلی ہے وہ دل یہی ہے محبت میں ہر کام آسان ہے لیکن ذرا غور سے خیر کی شکل دیکھو ترمی سادگی کی پھین جان لے گی محبت کی ہے انتہا جی سے جانا ترمی بزم کا لطف جنت میں تو یہ پیشمان ہوے جھوٹے وعدوں سے کس دن ستایا ہوا چوٹ کھایا ہو ا دل کہان تو کہان یہ رقیبوں کا جھگٹ</p>	<p>ہرے پیار کرنے کے قابل یہی ہے لٹا دے جو قاتل کو بسل یہی ہے خسے صبر کہتے ہیں مشکل یہی ہے مہتین پیار کرنے کے قابل یہی ہے کہ ہم وضع داروں کی قاتل یہی ہے جہان لٹ کے پونچھیں وہ منزل یہی ہے وہ محفل وہی ہے یہ محفل یہی ہے نکر جاتے ہیں آپ مشکل یہی ہے اگر ڈھوڑتے ہو تو وہ دل یہی ہے وہ اگلی سی تہذیب محفل یہی ہے</p>

گرہٹے لی اپنل میں کرتے ہی وعدہ | ادا یاد رکھنے کے قابل ہی ہے

حفظ اب اسے کوئی پوچھے نہ پوچھے  
حسین جسکے گاہک تھے وہ دل ہی ہے

دن رات بھگوئیں دامن کو اور اشکون سے کیا ہوتا ہے  
ہر شام و سحر شبِ بنم کی طرح بیکار ہمارا رونا ہے  
باتیں جو پڑھیں کر بیٹھیں گے اسرارِ عدسے ملنے کا  
اب چھپ ٹرنا انکو گویا اپنے حق میں کانٹے بونا ہے  
سب پچھتے تھے وہ جہنم ہی تاک جسدن سے جہنم چھوٹا ہے  
سب نغمہ سرا بی بھول گئی یاو ایک قفس کا کونا ہے  
صرف آبِ رضو سے دل کی سیما ہی دور نہوگی انوار  
پاکھ آنکھوں سے بھی اشک بہاۓ اغ جو تہ کو دھونا ہے  
اک مدت پر تو آئے ہو کچھ اپنی کہو کچھ میری سنو  
سوئے کو ساری رات پڑی ہے شام ہی سے کیا ٹاپا ہے  
مجھ سے کچھ اجاب نہ پوچھیں حاصل اُس کی محبت کا  
یون سمجھیں اک شور زمین میں تخم و قاقا بونا ہے  
برپا ہوگی بزم طرب دن رات وہاں تو اور یہاں  
تہا بیٹھے آٹھ پر بس آٹھ آٹھ آنسو رونا ہے  
ناصح مجھ کو تو ہی تباہے اور ضرر اب کیا ہوگا  
اک دل تھا اسکو کھو ہی چکے اک جان ہو وہ بھی کھونا ہے

آجائے جہان کچھ ذکر مرالیدونہ ہو بان سے اٹھ جائیں  
 کس طرح مخاطب ہو کے سینن بزم انھیں کیا ہوتا ہے  
 یحسن و جوانی جب تک ہے مل پنے چاہنے والے سے  
 نادان یہ ہے ہتھادریا تو دھولے ہاتھ جو دھونا ہے  
 کیا تم میں دھرا ہے جسکے لیے سب اپنے پر لے بھوڑیں د  
 جو چاہتے تم ہو حیف ظکھی ممکن نہیں ایسا ہو نا ہے

<p>             ہر شب جو مشوے میں ہی پاسبان سے              وہ منفعل ہوئے ہیں مے امتحان سے              اٹھنا مجھے قبول ترے آستان سے              آئندہ کیا ہوا سکی ہے اللہ کو خبر              لب بند ہو گئے جو ہو ان کا سا منا              ناصح نگاہ کم سے بہن دیکھتا ہی کیون              اچھا ہے سوے غیر نہ ان کا خیال ہو              اُسکی گلی سے تجکو اٹھانا تھا بعد مرگ              جسکو کچھ آگیا ترے وعدے کا اعتبار              دشمن کی دوستی کا بھر و سہ ہے آپ کو              و شواری کیا تھا ناقہ لیلے کا روکنا              اکثر ہو اُسی کا محبت میں سامنا              دروازہ بند کر کے کوئی گھر میں سوراہا           </p>	<p>             کیا ہو اگر وہ سن لین کہیں اپنے کان سے              اے صبر تیرا شکر کروں کس زبان سے              لیکن دماغ بحث کہان پاسبان سے              اب تک تو نہ گئی ہے بڑی آن بان سے              نکلی نہ کوئی بات ہماری زبان سے              واقف مگر ہوا نہ محبت کی شان سے              فرصت کبھی ملے نہ مر سے امتحان سے              شکوہ اسقدر ہے مجھے پاسبان سے              یہ جان وہ غریب کیا اپنی جان سے              امید رحم کی ہے مجھے آسمان سے              روتا لپٹ کے قیس ذرا ساربان سے              کو سون جو بات دور تھی اپنے گمان سے              اب کچھا تمام رات کوئی پاسبان سے           </p>
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

<p>برسون لگی رہی ہے وہاں میکشون کی بھیڑ  دیکھو نہ اُسے جو روح سے اُٹھ جاب جسم  اس باقی ستم کو جلا کر کیا نہ خاک  باتوں میں آگیا جو کسی کی و فاکا ذکر  تم ہاتھ رکھ کے دیکھ نہ لواضطراب دل</p>	<p>موجہم نے چار و ز بھی لی جس کان سے  پردہ یہ کاش دور بھی ہو درمیان سے  لے آہ تو بھی مل ہی گئی آسمان سے  کہتے ہیں ہکو چڑھ ہے اسی لستان سے  کچھ اور ہم کہیں گے نہ اپنی زبان سے</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

انصاف لے حقیقت زمانے کے ہاتھ ہے

اپنی شان چاہیے اپنی زبان سے

<p>صدے جو کچھ ہوں دل پہ سیہ  بے صبری کیکے رک گئے کیوں  مخرب تک یہ بے نیازی  مرہی جانے کی بات ہے یہ  آنکھوں میں غرور ہے کسی کا  سننے کی جو بات ہو وہ سننے  روئے کو ٹہری ہے عمر ساری</p>	<p>پوچھے بھی کوئی تو چپ ہی ہے  کیے کیے کچھ اور کیے  انصاف سے آپ ہی نہ کیے  میرے لیے آپ ظلم ہے  کس طرح کسی سے دب کے ہے  کننے کی جو بات ہو وہ کیے  چھالوں کی طرح نہ پھوٹ بیہ</p>
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

سنیے جو حقیقت کی مصیبت

رو دیجیے آپ میں نہ رہے

<p>ہاے اب گون لگی دل کی بھانسنے آئے  وہ دمنوں کی یونہیں کرتے ہیں پوچھی لوگ  خط میں لکھتے ہیں کہ فرصت نہیں آئے گی</p>	<p>جن سے امید تھی اور آگ لگانے آئے  خوب سبزی ہنسکے ہیں آپ رلانے آئے  اسکا مطلب تو یہ ہے کوئی منلانے آئے</p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

یہ ڈھٹائی کہ نظارم سے ملانے آئے  
اور دیکھتے ہوئے دل کو وہ دکھانے آئے  
ہم جو بٹھیں ابھی دربان اٹھاتے آئے  
تو نہیں تو ترے ارمان سنانے آئے

آنکھ نیچی نہ ہوئی بزمِ سد و مین جا کر  
طعنے بے صبر یوں کے ہاتے تشفی کے عزمین  
اور تو سب کے لیے ہے تری غفلت میں جگہ  
چٹکیان لینے کو پہلو میں رہا ایک نہ ایک

بیکسی کا تو جلا دل مری تربت پر حقیقت  
کیا ہوا وہ نہ اگر شمع جلانے آئے

لیا ہے راہبر کا کام اکثرین نے رہن سے  
وہ انہوں بکھر کے دور تو ہے جو خرمن سے  
گل خود رو کا عالم کم نہیں گھلائے گلشن سے  
مے بالے میں تم اور شولے لیتے ہو دشمن سے  
کہ اپنے خون کا دھبہ جھڑکے میوے دہن سے  
گو کہ کوئی اٹھا ہے کسی بکس کے دفن سے  
یہ ممکن ہے جھلاک سکی نظر آئی ہو چلن سے  
عداوت برق و صرصر کو تھی پیے ہی نشین سے  
جہا تک کو کنا ہے ہی لے شیخ و برعن سے

مے عیبوں کی صلاحین ہو لکین بحث دشمن سے  
وہ موتی یوں جو کھو جاتا ہو گل میں سمندر کے  
فضا صحرائی نکھوٹے جو دیکھتے ہیں وہ کمرنگے  
کیسی دوستی یوں خاک میں کوئی ملاتا ہو  
اتنا شاد دیکھے محشر میں قاتل مجھ سے لڑتا ہے  
زمین سے آسمان تک چھا رہی جو یاد اسی  
قریب در پہنچ کر یوں غش نہ ہو کا سبب آخر  
ہر آفت سے چمن محفوظ ہے اتویہ منتا ہوں  
غرض کیا بحث و حجت سے ہمارا تو یہ مشرب ہے

حقیقت اسکو سمجھ لے خوب ہیں یہ کام کی باتیں  
اگر رفعت طلب ہو جھکا کے مل نہ رست دشمن سے

منہ پر اک نہ لگا دے گی محبت اُن کی  
وہ بُرا ہم کو جو کہتے ہیں عنایت اُن کی

داور محشر سے کیا ہوگی شکایت اُن کی  
آئے گی اپنی زبان پر نہ شکایت اُن کی

سامنے آنکھ کے کل تکا ہے ہی صلوٰۃ اُنکی  
خواہش غلہ کروں اُنکی گلی میں رہ کر  
بات کی بات میں برہم وہ ہوئے جاتے ہیں  
تو نے لے دوست گرایا ہے جھین نظروں سے  
کل جو کھاتے تھے ہوا باغ کی ہر شام و سحر  
ٹوڑ کر بانوں جو بیٹھے ہیں ترے کوچے میں  
وہ کد رین مئے جاتے ہیں ہم اس غم سے  
دوست اُن کا ہے گلہ کیجیے کیا دشمن کا  
جسم و جان میں جو پڑے پھوٹ تو کچھ ہو نہیں  
چھایا آنکھوں میں اندھیرا یہ بھڑائے آنسو  
اور حشر تو اُٹا ہی مرا کر انصاف  
پھر جو کچھ کہے ناصح وہی منظور ہمیں  
دل کے ٹٹنے کا نہیں غم مگر افسوس یہ ہے  
سامنے آنکھ کے کرنا ہے بُرائی بھون کی  
دھیان آیا جو کبھی ترک خاکا دل میں  
جان دینا تو جدائی میں بہت آسان ہے

آج اک داغ کلیجے کا ہے حسرت اُن کی  
حور کا وصف سنو نہ کیکھ کے صلوٰۃ اُن کی  
آنکھ کی طرح بدلتی ہے طبیعت اُن کی  
دیکھی جاتی نہیں دشمن مصیبت اُن کی  
آج دو پھول کو محتاج ہے تربت اُن کی  
بعد تحقیق کے ثابت ہوئی خفت اُن کی  
خاک میں ہلکومتی ہے کدورت اُن کی  
یہ بھی اک طرح کی موتی ہو شکایت اُن کی  
ایک ہی تفرقہ پر دار ہے فرقت اُن کی  
ہاے صورت بھی نہ کیجی تم خست اُن کی  
مجھ کو منظور ہے ہر طرح رعایت اُن کی  
پہلے ہاں ایک نظر دیکھئے صلوٰۃ اُن کی  
ساتھ ہی اسکے مٹی جاتی ہو حسرت اُن کی  
مجھ سے اجاب جو کرتے ہیں شکایت اُن کی  
کیسی آزرہ ہوئی مجھ سے محبت اُن کی  
فکراتی ہے کہ یہ شوق ہے امانت اُن کی

کچھ صلہ مل ہی رہیگا کسی خدمت کے لئے

اور کچھ روز کیے جاؤ اطاعت اُن کی

پھوٹے جو در کسی کا تو یاد آستان ہے

پھون مر سقد کہ جبین خون چکان ہے



ایسا جو ہو تو راز محبت نہان ہے  
 اپنا بھی کچھ خیال دم امتحان ہے  
 واعظ خدا کرے تری اونچی دکان ہے  
 میری جبین سے دور تر آستان ہے  
 اٹکی گلی میں ہم نہ رہیں پاسبان ہے  
 بن کر کہیں زمین کہیں آسمان ہے  
 ہم تو تمام عمر پس کاروان ہے  
 چھایا ہوا گلون سے اگر آشیان ہے  
 جب تک کہ درجام ہے پر مغان ہے  
 اونچا ہر آشیان سے مرا آشیان ہے

سینے میں لے لے نہ دین میں زبان ہے  
 یوں مج کو آزما کے نہ تیرا بھرم کھلے  
 اکوڑ کی بجائے آج پلائی ہے خوب سی  
 دربان کے ہو وہ زیر قدم واہ لے نصیب  
 کیا تیرے دور میں یہی انصاف فلک  
 پست و بلند ہر کی یوں ہم نے سیر کی  
 بچھڑے ہوؤں کو راحت منزل کمان ہے  
 کچھ چھوٹوں کا لطف اٹھاؤں بہار میں  
 رونق ہے میکدے کی اسی قدم کے ساتھ  
 چھانٹوں کا شاخ وہ جو چمن بھر کی جان ہو

تقلید لکھنؤ کی جو کرتا ہوں اے حفیظ

غیرت پکارتی ہے کہ اپنی زبان ہے

نالے رکتے نہیں وہ چوٹ کڑی کھائی ہے  
 پھر یہ سراور کسی در کی جبین سائی ہے  
 جو کلی جان چن تھی وہی مرجھائی ہے  
 یہ سنے کون کہ شامت تو نہیں آئی ہے  
 گھر لڑائی کا مگر گوشہ تنہائی ہے  
 آپ آئے ہیں مرے گھر کہ ہمارا آئی ہے  
 دونوں عالم سے الگ عالم تنہائی ہے

طاقت ضبط نہ یا راے شکیبائی ہے  
 آفر مالون کوئی دن دیر و حرم میں قسمت  
 جان جاتی ہے کہ نصرت ہو جوانی کی بہا  
 چھڑے چھڑے تو دون تذکرہ غیر مگر  
 قبر میں بحث کو موجود کیوں ہوے  
 پر گئی جان سی ہر پھول میں گلہ تدون  
 اسکی کیفیتیں دنیا سے نرالی دھین

یاس ہے موت کے آنے سے شب غم بھر بھی  
مردنی شام ہی سے منہ یہ مرے چھائی ہے

قاصد آیا جو وہاں سے تو ہوئی عید حقیقت  
آج برسوں میں مے لب پیہی آئی ہے

جس روز ردول میں ذرا بھی کمی ہوئی  
آنکھ میں دیکھتا ہوں ابھی کچھ بچی ہوئی  
لو آگیا قریب زمانہ وصال کا  
کس در کا جبہ سا ہوں کہاں تاک گئی حسین  
انکے گلے کے ہار کی اللہ سے پیٹ  
رکھا ہے یوں بھی ہائے کسی نے کیسا سو  
اللہ سے مریض محبت کی بیکسی  
اس کے سوانہ تھی کوئی صلوٰۃ بناہ کی  
دون کا دعائیں پھوٹے مقدر کو عمر بھر  
ستھین پوچھ کر وہ پرانے دلون کا درد  
آنکھ اٹھ گئی جدھر وہ ٹپنے لگا غریب  
پہلے یہ سوچ لو تو کرو چار میں سبک  
پھیرا کہ دشمنوں کا مکمل ہوا مزاج

کہنا پڑے گا آج ہے جی پرستی ہوئی  
ساقی پلا پھر آئی گھٹا جھوٹی ہوئی  
آثار موت دیکھ کے جی کو خوشی ہوئی  
مقبول دو جہان جو مری بندگی ہوئی  
خوشبو سے آستین ہے اب تک بسی ہوئی  
کھولی گئی نہ آپ سے چوٹی گندھی ہوئی  
بالین پر ایک شمع ہے وہ بھی بجھی ہوئی  
یہ ترک دوستی نہ ہوئی دوستی ہوئی  
پوری کوئی مراد اگر جیتے جی ہوئی  
کہدے گا اب کوئی مے دلکی لگی ہوئی  
یہ چوٹ تو غضب ہے کیسی بندھی ہوئی  
اتنی یہ آبرو ہر تمہاری ہی دی ہوئی  
رہنے دو میرے دلمین کد رت بی ہوئی

لبخت دم کے ساتھ بھی نکلی نہ اے حقیقت  
وہ پھانس تھی ہائے جگر میں چھپی ہوئی

کچھ گم نہیں تلوار سے دنیا میں نہر بھی  
پڑتی ہے مصیبت تو یہ ہوتا ہے سپر بھی

ڈوبے ہوئے سینے میں پریشان ہے نظر بھی  
 ہے ایک ہی شاطر تری و زدیہ نظر بھی  
 کیا تازہ لے گا کوئی پہچان نہ لے گا  
 واعظ ہے کہے و نوح و حجت کی حقیقت  
 کیونکہ نہ مٹا تیرے دل پہ لگا کر  
 واعظ تری باتیں بھی عجب بے سزا ہیں  
 ہمت مرے نالوں کی کہیں مجھ سے بڑھی ہے  
 یاد آئی کہیں ہے تو انھیں و حیان ہمارا  
 تاثیر میں ڈوبے ہیں اثر میں بھی ہے ہیں  
 کچھ ضعف نے کچھ یاس نے مایوس کیا ہے  
 گزری جو ہے اک عمری قید قفس میں  
 تاثیر سے کیوں یاس ہوا ہن جو ساہون  
 اس بزم میں آتے ہی یہ واعظ نے صدوی  
 کو چاہنا ہوا صبح کو وہ شام کو کھرے  
 محفل میں تو سب کھینے والے ہیں انھیں کے  
 جو داغ معاصی ہے وہ رحمت کی سند  
 جب آئے عیادت کو تو ایسی ہی سنائی

آتے ہو کہاں سے کہ دھرتا ہے جگر بھی  
 کب ل کو اچک لیتی ہے ہوتی ہو خبر بھی  
 چھپتی ہے چھپائے سے محبت کی نظر بھی  
 رکھتا ہے کوئی عالم بالائی خبر بھی  
 پھر دیکھیے بیدار دئے تاکا ہے جگر بھی  
 جس چیز کی تعریف اسی شے سے خدا بھی  
 کہتے ہیں کہ کچھ دور نہیں باب اثر بھی  
 تاثیر محبت میں ادھر بھی ہوا دھر بھی  
 لیکن مرے نالوں کا وہاں تک گذر بھی  
 اٹھتی نہیں گردن کی طرح آج نظر بھی  
 کیا خواہش پرواز کہ کھلتے نہیں پر بھی  
 پھولیں جو شجر ہوتی ہے امید اثر بھی  
 اے ساقی تو بہ شکن اک جام ادھر بھی  
 رکھنا نہ گیا سوگ مرا آٹھ پہر بھی  
 دیکھو تو کسی سے وہ ملا تے ہیں نظر بھی  
 جنت کا قبالہ ہے مراد امن تر بھی  
 کب تک کوئی و ڈرا کرے ظالم کہیں بھی

کجخت حقیقت آگئی یہ تجھ میں بُرائی  
 کہتے ہیں کہ ہو گا کہیں ایسوں کا گذر بھی

یہ کیوں کہ اک مرض ہو غم انتظار بھی  
ہم کیا کہ پھر اُٹھے نہ ہمارا اعتبار بھی  
دیوانے ہو رہے ہیں یہاں شیار بھی  
مایوس ہو گئی نگہ انتظار بھی  
دیوانی ہو رہی ہے چین میں بہار بھی  
بے کیف ہو رہی ہے خوشگوار بھی  
ٹھنڈا پڑا ہوا ہے چراغ مزا رہی  
کاشا میں سوکھ کر مڑا شکبار بھی  
بھولی نہیں ابھی خاش نوک خار بھی  
ہم سے تو ٹوٹا نہیں شلون کلار بھی  
صحرا میں ہم سے نوک کی لیتے ہیں خار بھی  
تنگو کسی کی بات کا ہے اعتبار بھی

اچھا نہیں ہے روز کا قول و قرار بھی  
اُس کو چکی زین پہ ذرا بیٹھنے تو پائین  
دنیا ہے جسکا نام ہے اک خانہ طلسم  
اُمٹھتی نہیں ہو آنکھ بھی اب سوسے درکھی  
ٹکڑے ہر ایک گل کا گریبان ہے دیکھیے  
بد لایہ رنگ بزم کا ساقی کُٹھتے ہی  
کوچے میں آپکے ہو کس افسردہ دل کی قبر  
آنسو کمان یہ غم سے لمون خشک ہو گیا  
رغبت و لالہ ترک وطن کی پھر لے جنون  
اُن کا جگر سر پہیہ جو توڑتے ہیں دل  
احسان اُس مڑے کا کہ جس نے دُن کھائے  
کتے ہیں بڑھ چلا ہے تو تشکین صراط

پھرے پیے حفیظ تو اپنا لمو پیے  
ساقی گذر گئی اگر اکبے بہار بھی

بنی جی یہ بگڑی طبیعت کچھ ایسی  
رہی دلیں گھٹا گھٹے حسرت کچھ ایسی  
ہوئی خوگر غم طبیعت کچھ ایسی  
مگر موہنی تھی وہ صورت کچھ ایسی  
شب غم تھی دل کو اذیت کچھ ایسی

ہوئی زارِ فرقت میں حالت کچھ ایسی  
وہم نزع پہرون چلی سانس اُٹھی  
ہنسی میں بھی رونے کو جی پچا ہوتا ہے  
پڑھی آنکھ جس کی پڑھا اُس نے کلمہ  
رہا رات بھر ہاتھ سینے پر اپنا

<p>بجائے اگر کیے اک جان و قالب ہوا وصل کا عیش غم سے مبدل برمی ہوتی ہے وہ بھی کیے جو اچھی</p>	<p>کہ ہے دونوں جانب محبت کچھ ایسی ہوئی باتوں باتوں میں حجت کچھ ایسی برائی پہ ہے اپنی قسمت کچھ ایسی</p>
<p>حفیظ اک زمانہ ہوا تم سے واقف ہوئی اُنکے ملنے سے شہرت کچھ ایسی</p>	
<p>یا تو بگڑے ہوئے تیرے پہچان گئے آنکھ ملنا تھا کہ ارمان دلون کے نہ چھپے ہو برار رسم عیادت کا وہ رو کر اُٹھ رشتک ہے ایک ہی سرن نہیں سودا تیرا شکوہ عہد وفا تھا کوئی گالی تو نہ تھی اور ہوتی مے نالون میں کہاں تک تاثیر چھیڑ دینا تھا کہ بھر مار تھی دشنامون کی لے کے انگڑائی دو پیٹہ جو نبھالام نے گھر سے نکلے وہ جہان لٹ گیا جو بن اُنکا رنجش غیر چھپائے سے کہیں چھپتی ہے ابھی آئے تھے کہ رخصت کی زبان پر لا ہم نے آواز بدل کر جو کیے تھے نالے</p>	<p>یادہ کچھ بات ہی ایسی تھی کہ جھٹٹان گئے ہم اُنھیں تار گئے وہ ہمیں پہچان گئے گھر سے ہنستے ہوئے آئے تھے پریشان گئے لیکے دینا سے ہزاروں ہی ارمان گئے بات اچھی تھی مگر آپ بُرا مان گئے بیچ اُٹھے وہ بھی کہ اللہ مے کان گئے ایک صیغہ تھا کہ فر فر اُسے گردان گئے کیا بتاؤں مے اسوقت کہاں دھیان گئے آئے نچ کھج کے وہ جسد کہیں مہمان گئے جاننے والے جو اس بات کے ہیں جان گئے دیکھیے پھر مے آئے مے او سان گئے تمہقون نے یہ خبر دی کہ وہ پہچان گئے</p>
<p>شعر ہر رنگ میں کہنا ہے ترا کام حفیظ آج ہم مان گئے مان گئے مان گئے</p>	

وصل آسان ہے کیا مشکل ہے  
 وضع کا وہیان ہے کیا مشکل ہے  
 ہونٹ پر چان ہے کیا مشکل ہے  
 ہاسے دیوانہ بن کر کھنا  
 اب جگہ چاہیے وحشت کو مری  
 جسکو مرٹ کے ٹھایا تھا ابھی  
 بے بلا سے کین جائیکے نہیں  
 ہم نہ اٹھتے ہیں نہ وہ دیتے ہیں  
 ہکمو سمجھائے۔ سمجھنا صحیح کی  
 میرے بعد عہد کو اللہ رکھے  
 اُسے رکھا ہو وہ دربان جس سے  
 شیخ کرتا ہے ہتون کی غیبت  
 حسن پر خلق مٹی جاتی ہے  
 ہجرین جان نکلتی نہیں آہ  
 بندگی بت کی خدا کے بندے  
 چارہ گر کو ہے مرے فکر و وا  
 بزم میں زہر اُگلنے کو عہد

تجکویہ وہیان ہے کیا مشکل ہے  
 دوست نادان ہے کیا مشکل ہے  
 مشکل آسان ہے کیا مشکل ہے  
 پھر بھی اک شان ہے کیا مشکل ہے  
 سنگ میدان ہے کیا مشکل ہے  
 پھر وہی وہیان ہے کیا مشکل ہے  
 آپڑی آن ہے کیا مشکل ہے  
 ہاتھ میں پان ہے کیا مشکل ہے  
 پھر یہ احسان ہے کیا مشکل ہے  
 موت آسان ہے کیا مشکل ہے  
 جان پہچان ہے کیا مشکل ہے  
 پھر سلمان ہے کیا مشکل ہے  
 جو ہے قربان ہے کیا مشکل ہے  
 یہ بھی ارمان ہے کیا مشکل ہے  
 کفر ایمان ہے کیا مشکل ہے  
 دروہی جان ہے کیا مشکل ہے  
 درپہ دربان ہے کیا مشکل ہے

یون تو پہلے بھی محبت تھی حقیقت

اب تو ایمان ہے کیا مشکل ہے

آکے مل لوصرف اتنی بات ہے  
 یہ منے کا دن منے کی رات ہے  
 یہ کسی سے پوچھنے کی بات ہے  
 آج شرما تے ہیں پہلی رات ہے  
 ہاں مگر حبیبک کہ یہ برسات ہے  
 خود ہی کہنا وہ کیا اوقات ہے  
 کوئی موسم ہو یہاں سات ہے  
 میری خاموشی تری کیا بات ہے  
 مال کیا ہے جان کی خیرات ہے  
 دیکھیے کیا بس بھری سوغات ہے  
 ہجر کی شاید یہ خسرات ہے  
 خوب فقرہ ہے یہ چھی گھات ہے  
 نزع پڑھ جائے کیوں سات ہے  
 کہ لٹھے کیا آج ہی کی رات ہے  
 کانٹے بوئے گی یہ سوغات ہے  
 وعظا ہی پر یا تری اوقات ہے  
 یہ گرہ مین بازھنے کی بات ہے

زمرگی کی آخری یہ رات ہے  
 روزِ شب ڈھلتی ہے برسات ہے  
 ہمسے ملنے کی بھی کوئی رات ہے  
 چار دینیں آپ کھل کھیلین گے وہ  
 توبہ سے انکار اسے زاہد نہیں  
 خود ہی بھگو گایاں نیا چہ خوش  
 ابرنجاتا ہے بھٹی کا دھوان  
 ایک چپ نے سو بلائیں مل دین  
 لیجیے دل غم سے چھکارا تو ہو  
 غیر کی ظالم نے بھیجی ہے شہسہ  
 شام ہی سے کچھ بچھا جاتا ہوں  
 ہم سے بڑھ کر خود جتنا اشتیاق  
 آگ کے مول آج کبھی ہو شراب  
 وصل مین دیکھی جو چینی مری  
 نبھتے ہیں پھولوں کے زیور غیر سے  
 اور بھی دنیا کا واعظا کوئی کام  
 سُن مری حسنِ سماعت کو نہ کھو

توبہ ساون کے مینے مین حیفظا

نہد نہیں سکتی بھری برسات ہے

ہم سے بھی مدتوں تک عہد و فارہا ہے  
 رسوائیوں کا غم کیا ہوتی ہے آئی ہے یہ  
 خط لکھتے لکھتے تھک کر اب نالے کھینچتا ہوں  
 ہوتا ہے کوچ اپنا آخر ہے وصل کی شب  
 ظاہر تھا حال دنیا جام جہان نام سے  
 میدان امتحان ہے کتے ہیں جسکو دنیا  
 آخر ہے کون اپنی رسوائیوں کا ہاش  
 پہلے ہی سے ہے لازم سامان مسکشی کا  
 اکدن کیا تھا اُن سے بربادیوں کا شکوہ  
 کر سیر تنگدے کی کعبے میں کیا ہے زاہد

کچھ دھیان بھی تہین اب اس بات کا رہا ہے  
 راز محبت آخر کس کا چھپا رہا ہے  
 وہ مشغلہ جو چھوٹا یہ مشغلہ رہا ہے  
 یعنی چراغ ہستی اب جھلملا رہا ہے  
 یہ دل کچھ اور عالم ہم کو دکھا رہا ہے  
 اللہ اپنے بندوں کو آزار مار رہا ہے  
 خود سوچیے نہ کس پر الزام آ رہا ہے  
 ساقی پھر آسمان پر آج ابر چھا رہا ہے  
 اتنی سی بات کا بھی برسوں گلا رہا ہے  
 نزدیک چھوڑ کر تو کیوں دور جا رہا ہے

خوش ہو حقیقت پلٹا خط کا جواب لیکر  
 قاصد کو دیکھتے ہو بشارت آ رہا ہے

اپنے گزرے ہوئے زمانے  
 آئے ہیں غمش وہ اٹھلنے  
 دینا تھا بتوں کو بے نیازی  
 تھوڑا چھپتا ہے ہاتھ اٹھا کر  
 وہ اپنے کیسے پہنوشیمان  
 بس رہ گئی شرم کیسی کی  
 آخر کو ملاتے ہی بنی آنکھ

دنیا کے ہیں مختلف فسانے  
 بارے مٹی لگی ٹھکانے  
 اللہ کا بھیس کون جانے  
 شرمندہ کیا ہمیں دعا نے  
 کیا کام کیا ہے التجا نے  
 رکھ لی آج آبرو قضا نے  
 روکا تو بہت اٹھیں جیانی



<p>جو سانس ہو ہجر کی گھڑی ہے          تیکو اور اپنے عہد کا پاس          شکوؤں کی جگہ رہی نہ باقی          دنیا انسان ہو رہی ہے          جاتے ہیں یہاں سے دل پڑ کر          سچ ہے تم اور اٹھاتے پردہ          کیا کیا نہیں رنگ تو نے بلے          آنکھوں میں لگانے کو نہیں اشک</p>	<p>کیا دیر لگائی ہے قضا نے          اُس سے یہ کہو کہ جو نہ جانے          دل میں یہ گھر کیا وفانے          کس کو چپ کر دیا قضا نے          آئے تھے جگر پہ چوٹ کھانے          احسان کیا مگر ہوا نے          اُف لے بہروپے زمانے          کون آئے مری لگی بجھانے</p>
<p>مانو نہ حقیقت کی تم اک بات          وہ تم کو ہزار جی سے مانے</p>	
<p>آتے آتے ایک مدت ہو گئی          پہلے غم تھا محبت ہو گئی          مٹ گئے جھگڑے امید نیم کے          آسمان کا بھی گلہ کرنا تھا          مجھ سے بڑھ کر انکو ہیں مجبوریاں          لب ہانا بھی یہاں اک جرم ہے          سارے شکوؤں کا نتیجہ یہ ہوا          میرے پھولوں میں کیسے بکھر          کچھ تو کہتے کہتے وہ چپ ہو گئے</p>	<p>آپ کی آمد قیامت ہو گئی          اب یہ ونا ہے کہ شہرت ہو گئی          ہاں ٹھکانے اب طبیعت ہو گئی          کس کی درپردہ شکایت ہو گئی          کہ نہیں سکتے محبت ہو گئی          بات بھی اب تو شکایت ہو گئی          تھوڑی دیر انکو نہامت ہو گئی          غیر کو مرنے کی حسرت ہو گئی          ایک الجھن میں طبیعت ہو گئی</p>

اہم و بان پونچے تو دربان کہا  
جاسے برخاست بخت ہو گئی

رات بھر تھی جمع تہ و نق حقیقت  
دن ہوا انسان تربت ہو گئی

سنایا جو آنسو نکلنے لگے  
گھٹا آنی سا غم نکلنے لگے  
شب غم بڑھا حد سے جب ضبط اب  
سنائی یہ قاصد نے کسی خبر  
شکایت کا دل کو مزہ آ گیا  
محبت ہوئی رشک پیدا ہوا  
کسی کی جو سیدھی نظر ہو گئی  
وہ مستی بھری آنکھیں یاد آئیں  
شب غم جو آہوں نے باندھی ہوا  
جہان دل میں انکے گرہ پڑ گئی

ہوا لیا جو تم باتھ منے لگے  
ترشح ہوا دور چلنے لگے  
اٹھے اور اٹھا کر ٹٹلنے لگے  
جو گھبرا کے وہ ہاتھ ملنے لگے  
بگڑ کر وہ آنکھیں بند کرنے لگے  
جلی شمع چرک چلنے لگے  
مقدار کے سب بل نکلنے لگے  
چھلکتے ہوئے جام چلنے لگے  
وہ سوتے تین کوٹ بندنے لگے  
ہر اک بات تین بل نکلنے لگے

حقیقت آ کے اغزش نے تھا ماقدم  
جر ہم سیکہ سے ت نکلنے لگے

گھٹ گھٹ کے جان نیا شرط و فائین ہے  
وعدے سے اپنے پھر ناکیا یہ دغا نہیں ہے  
فریاد آہ نالہ آہ وہ تیاں حسرت  
دشمن کو بھی تیار ب آزار و دل ہو

اسے جبر ہو گیا راب ضبط کا نہیں ہے  
اک بات کہ رہا ہوں شکوہ کلا نہیں ہے  
اس منتہر سال میں سب کچھ ہو گیا نہیں ہے  
جز موت اس مصلحت کی کوئی دوا نہیں ہے

وہ آشنائے عالم نا آشنا نہیں ہے  
اُس چیز کی متنا جس کو بقا نہیں ہے  
ظاہر کا ربط کیسا جب دلیں جا نہیں ہے  
گو خط میں اصل مطلب پہننے لکھا نہیں ہے  
روزِ فراق یارب و زجزا نہیں ہے  
بابِ اثر سے واقف میری عا نہیں ہے  
قبضے میں آدمی کے سب کچھ ہو گیا نہیں ہے  
ملنے کا اب کسی سے بھی حوصلہ نہیں ہے  
کو تاہ اس قدر بھی دستِ عا نہیں ہے

آئینہ اُسکے آگے سب بھیدین لون کے  
کے دن یہاں ہی رہنا اے ساکنانِ دنیا  
محل میں کیوں بلائیں پہلوئیں کین بٹھائیں  
جو لفظ ہے وہ پھر بھی اک شوق کا ہو دفتر  
اپنے کیے پر اتنی کیوں آج ہے نہامت  
اتنا بھی اب نہ کوئی ناکام جاودان ہو  
قسمت اگر ہو یا وردیکھو پھر اسکے جوہر  
اک آپ سے بچھڑ کر عالم کو ہر سچ جانا  
کیا دور کھینچتی ہے تاثیر مجھ سے امن

مانا حقیقت میں یوں دنیا کی ہو بُرائی  
اتنا تو ہم کہیں گے وہ بیوفا نہیں ہے

ہاے کیا چیز غریب الوطنی ہوتی ہے  
اور مرتے ہیں تو بیان شکنی ہوتی ہے  
رات کو چادر مہتاب تنی ہوتی ہے  
دم نکلتا ہے تو اعضا شکنی ہوتی ہے  
جیسے جی اُنکے گلے میں کسنی ہوتی ہے  
جب بہار آتی ہے تو بہ شکنی ہوتی ہے  
ایسی تقدیر بھی اللہ غنی ہوتی ہے  
باعثِ طولِ سخن کم سخنی ہوتی ہے

بیٹھ جاتا ہوں جہاں چھاؤں کھنی ہوتی ہے  
نہیں مرتے ہیں تو ایذا نہیں چھیل جاتی  
دن کو اک نور برستا ہے مری تربت پر  
تم بچھڑتے ہو جواب کرب نہ وہ کم ہے  
زندہ درگور ہم ایسے جو ہیں مرنے والے  
رُت بدلتے ہی بدل جاتی ہے نیت میری  
غیر کے بس میں مہین سکے یہ کہ اٹھتا ہوں  
نہ بڑھے بات اگر کھل کے کریں وہ باتیں

لُٹ گیا وہ تے کوچے میں ہر جس نے قدم  
حسن والوں کو خدا آجائے خدایہ نکرے  
ہو بہن زہر ہے ساغر کا لگا نامتھ سے  
میکاشون کو نہ کبھی فکر کم و بیش ہی  
ہو کُٹھتی ہے اگر ضبط فغان کرتا ہوں  
عکس کی اُن پہ نظر آنے پر آنکی نگاہ

اس طرح کی بھی کہیں راہ زنی ہوتی ہے  
کر گزرتے ہیں جو کچھ جی میں ٹھنی ہوتی ہے  
سے کی جو بوند ہے میر کی کئی ہوتی ہے  
ایسے لوگوں کی طبیعت بھی غنی ہوتی ہے  
سانس کتی ہے تو برچی کی لانی ہوتی ہے  
دو کمان دار و نمین ناوک غلنی ہوتی ہے

بہنی لود و گھونٹ کہ ساتی کی ہے بات حقیقت  
صاف انکار میں خاطر شکنی ہوتی ہے

دور کے نامہ و پیغام میں کیا رکھا ہے  
اپنی صحت کی بل ب موت سے ہو گی تعبیر  
باتھ رکھ کر وہ مری دل کی تڑپ دیکھتے ہیں  
لاکھ سمجھاؤ سمجھنے کا نہیں سود و زیان  
وہ بھلے آپ کی باتوں کا جو تیتے ہیں جواب  
حسرتیں اُسکی دم نزع الگ مہن مجھ سے  
اپنے گھر ٹیپے سنا کرتے ہیں سب بھیدا کئے  
مرچکے ہوتے غم جو ہیں لیکن اب تک  
نالے اُس کوچے میں کرتا ہوں تو فرماتے ہیں  
پوچھتے رہتے ہیں اک ایک سے وہ حال مرا

جی کو اک روگ لگا وٹ کا لگا رکھا ہے  
درو کا نام بھی ظالم نے دوا رکھا ہے  
آج اس لطف نے کچھ اور بنا رکھا ہے  
دل کو دیوانہ محبت نے بنا رکھا ہے  
ہم جو چپ ہیں تو ہمیں اور دبا رکھا ہے  
کیون یہ مجمع مری بالین پہ لگا رکھا ہے  
خوب ہی ہنسنے ندیوں کو ملا رکھا ہے  
تیرے ملنے کی تمنا نے جلا رکھا ہے  
دیکھنا شور یہاں کس نے بجا رکھا ہے  
انھیں چالوں نے تو دیوانہ بنا رکھا ہے

اُن کے ملنے کی نہ کی کون سی تدبیر حقیقت

آپ نے کوئی دقیقہ بھی اٹھا رکھا ہے

اللہ کس کے در پہ جبین نیا ز ہے  
دشمن کی دوستی پہ بھروسا ہوا ز ہے  
حسن عمل ہے صورت زیبا کا دیکھنا  
کانٹوں کا دھیان چھوڑ دے پھولوں کی سیر  
یا رب شراب کی نہ پڑے غفلتوں کو چاٹ  
تکیہ نہ کر جہان کے پست و بلند پر  
مسجد میں وہ تو ہم ہیں کسی در پہ جہہ سا  
پسح ہو اس ایک پے میں چھپتے ہیں اکھ عیب  
فرصت کہاں کہ بخشہ ہو توبہ کے باب میں  
یہ تو شریف کعبہ سے ہو پوچھنے کی بات  
ہم ہیں کمین مگر ول اُسی کے ہو ہاتھ میں  
ویرانے ہی میں ڈھونڈھ جو ہے تجھ کو گنج  
گلتی ہے اک اسی کے سہارے پہ زندگی  
رسوا کرے نہ آپ کو ہر دم کی خامشی  
ہم میکہ سے ہیں جا کے گنہگار ہو گئے  
پتھر نہرا طرح کی رکھتا ہوں جو بیان

سجدے کو ہے عروج عبادت کو ناز ہے  
کیا آپ کی تیز ہے کیا امتیاز ہے  
نیت درست ہو تو حقیقت بجا ز ہے  
اچھے بُرے میں تجھ کو اگر امتیاز ہے  
سب سے بہن مسجدوں میں نہ اب جانا ز ہے  
جو آج بائمال ہے کل سرفراز ہے  
زاہد کی وہ ساز یہ اپنی ناز ہے  
یعنی جناب شیخ کی داڑھی دراز ہے  
واعظ ابھی ٹھہر دیا مچانہ باز ہے  
اُس دل کو کیا کہیں گے جو آگاہ از ہے  
پابند ہیں کہ دستِ محبت ناز ہے  
ٹوٹے ہوئے دلوں میں محبت کا راز ہے  
تجھ سے سوا امید تری دلوں ناز ہے  
اس طرح کا سکوت بھی افشائے از ہے  
مسجد میں جو رہا وہ بڑا پاکباز ہے  
جو ہر کچھ اُس کے اور ہیں جو دلداز ہے

ہوتا ہے عارفانہ کلام آپ کا حفیظ  
حضرت کی شاعری ہے کہ از و نیا ز ہے

بعد میرے جب بانوں پر شکایت آئیگی  
 تاب لائیرگانہ کوئی سنے میری سرگزشت  
 اپنا خدا کی واسطے واعظ نہ کر حوروں کا ذکر  
 دل ہے اکلمید پر دنیا سے کچھ ایسا اچھا  
 اس قدر ناحق حساب حشر سے ترسان ہیں گ  
 خدمت پر مغان کا فیض لے زاہد نہ پوچھ  
 میرے آگے غیر کی تعریف اتنی اس قدر  
 بندہ پر ورہم اگر یوں ہی ہے ناکامیتا  
 ذبح کرنا ہے ہمیں تو کیجیے منہ پھیر کر  
 جاتے جاتے جائیگی لے چارہ گوشت کی ٹریپ

آپ کو اپنے کیے پر خود ندامت آئیگی  
 دوستوں کا ذکر کیا دشمن کو رقت آئیگی  
 یاد مجھ کو پھر اسی کا فر کی صورت آئیگی  
 ہر گھڑی یہ دھن بندھی ہو کیا مت آئیگی  
 میری پریش ہو چکی جب قنوت آئیگی  
 میکہ سے یں بیٹھنے سے آدمیت آئیگی  
 کچھ اگر میں بھی کمون کا تو ندامت آئیگی  
 کام کس دن آپ کی صاحب امت آئیگی  
 چار آنکھیں ہو گئیں تو پھر موت آئیگی  
 آتے آتے اپنے قابو میں طبیعت آئیگی

اک ہایت کا سبق ہو داستان میری غیظ  
 جسکے کانوں میں پڑ گئی اسکو عبرت آئیگی

شکوے لب تک کبھی سوزنمان کے آئے  
 پیئے ولے میں ہی پھر بھی ہے اک سنا  
 دل کی کچھ قدر جو بازار محبت میں ہوئی  
 بیٹھ کر غیر کے گھرا پناہ کیا کھتے  
 روز بن بن کے بگڑنا کسی گیسو کی طرح  
 تو ہے جس حور کے اوصاف میں غطر گرم  
 لامکان جیسا مکان ڈگ جان کے ہو قریب

جھوٹے آنیکو بہت باد خزان کے آئے  
 اب ہنگامے کہاں بن مضان کے آئے  
 حسن انون کوئے سوزنمان کے آئے  
 خط جو آئے بھی تو ہے نام نشان کے آئے  
 ہا سے یل وئی ت میں کہاں کے آئے  
 سامنے تو وہ دسمینان جہان کے آئے  
 کون چھٹیوں میں بھلا دم و گمان کے آئے

<p>دوستی خوب مری حضرت ناصح کو پھلی اپنے اعضا بھی جنون میں ہیں ہو کے پیاسے میری جانب سے پیامی کا۔ کوئی چوم نے نہ پھر کچھ آٹا جنون کے ہیں خدا خیر کرے تیس دن خوب رہا فاقہ کشی کا پر وہ ہنسکے کہتے ہیں شب وصل بھی مٹنے کا جب کبھی جا کے خرابات میں ہم بیٹھ گئے بے اثر شور جس نغمہ بلبل بے لطف</p>	<p>آپ بھی پھیریں سن دشمن جان سکے آئے تیز نشتر لیے کانٹے بھی زبان کے آئے اسکی باتوین منے انکی زبان کے آئے فصل گل آئی ہر یاد نفعان کے آئے ہو گئی عید جو رونے رمضان کے آئے پارسا آپ بٹے ایسے کمان کے آئے سامنے آنکھ کے سامان جنان کے آئے ڈھنگا سکھو مری فرماؤ وفان کے آئے</p>
<p>داورِ حشر سے انصاف طلب ہے کوئی آسمان آج بھی نالوں سے ہلاکتا ہوں خاک اٹھوں میں حد سے کہ باہوں تر خاک جان کتنوں کی حسینوں کی محبت میں گئی کوستے رہتے ہو مرنے کی دعا کرتے ہو ایک آفت ہے حسینوں کی شکر رنجی بھی خدا کے لایسے دنیا میں کمان سامان روزی آئے ہو کہ تھنے کو مے پھولوں میں</p>	<p>تھے نہ کارِ محبت تو سہ حشرِ حقیقت آگہ کے جھرمٹ کے حسینانِ جہان کے آئے سر جھیکا ہے ہوئے گشتِ بلب ہے کوئی یوں جو خاموش ہوں اسکا بھی سبب ہے کوئی سخت مشکل ہے کہ تعظیم طلب ہے کوئی تم سلامت رہو مرنے کا بھی عجب ہے کوئی تم سے بڑھ کر بھی مرا خیر طلب ہے کوئی اور غصہ جسے کہتے ہیں غضب ہے کوئی بڑھ کے حوروں سے بھی کچھ عیش طلب ہے کوئی بزمِ ماتم ہے کہ یہ بزمِ طرب ہے کوئی</p>
<p>اپنا دیوانہ کہے خرسے وہ تم کو حقیقت</p>	

اس سے بہتر بھی زمانے میں نصیب کوئی	
<p>بے بلائے ہوئے آئے کہ بلائے آئے          وضو دھتی ہیں جنہیں نکھین ہی بالین نہیں          خالی آئے نہیں نیا سے ہم اے اہل عدم          ہم سمجھتے تھے کہ ہوں گے بہن فریادی ایک</p>	<p>اب جگہ دیجیے مغل میں جو آئے آئے          اور آنے کو تو سب اپنے پر آئے آئے          داغ حسرت کو کلیجے سے لگائے آئے          حشر میں اور بھی لوگ انکو ستائے آئے</p>
<p>اک ہمارے لیے دیان ہن نگہبان ہن حفیظ          اور جو چاہے وہاں شوق سے جلتے آئے</p>	
<p>آج درگاہ جاتا ہے کہ نوچندی ہے          ولقریبی کی بظاہر ہے اودا نیامین          شمع کو ہم نے ترے سامنے ہنستے دیکھا          نالہ و آہ میں تاثیر یہ مانا کس نے</p>	<p>وہ ملین یا نہ ملین عہد کی پابندی ہے          اور باطن میں یہ مردار بڑی گندی ہے          غمزدون کو بھی تری بزم میں سندی ہے          اصل کچھ بھی نہیں یوں کی پابندی ہے</p>
<p>ہوں گے ہم بحث میں مذہب کے طرفدار حفیظ          گو عقیدہ یہ نہیں وضع کی پابندی ہے</p>	
<p>جاتا رہا جب شباب کیا ہے          پھونکی گی کسی کے رشک کی لگ          جو دوست تھے ہو گئے وہ دشمن          اپنی کرد و گھونٹ دیکھ رہا          کچھ فکر نہیں ہے نیک و بد کی          دیکھو سینے پر ہاتھ رکھ کر</p>	<p>اس عمر کا پھر حساب کیا ہے          و نزع میں اور عذاب کیا ہے          دنیا کا بھی انقلاب کیا ہے          کیا تجھ سے کون شراب کیا ہے          کچھ ہوش نہیں شباب کیا ہے          پوچھو نہ یہ اضطراب کیا ہے</p>



حروف حقیقہ کیوں ہے رونا  
کچھ کہیے تو اسے جواب کیا ہے

امید و ہمت ہے تو غرض جان کے لیے  
کبھی تو چاہئے والوں کا حشر ہوتا ہے  
خلش و ہی ہے ابھی فوق جہد کی  
کے نصیب سے نہ کر عیب کی لذت  
ذرا یہ دیکھیے آتا ہے فوج کرنا بھی  
بحسن میں دھوم مچی ہے ہمارا آئی ہے  
زمین پر چین نین جگہ تو شکایت کیا  
بہت ہے ہو جو کسی شاخ گل پہ عمر بسر  
تری گلی میں لے گی کسی کو کیا راحت  
ٹپک لے ہیں مزہ سے لہو کے قطرے آج  
ہوئے نہ آپاں ایشیاں آزما کے مجھے  
قیام روح کا دودن ہے جسم خاکی میں  
سحر کو شمع بھی پونے گی اپنی منزل پر  
خدا کو علم ہے کیا ہو مال غفلت کا

سپر بہ خوب ملی عمر جاودان کے لیے  
کبھی تو یاد کرئیے وہ امتحان کے لیے  
ہزار مرتبہ بوسے اُس آستان کے لیے  
ہزار شکر کہ نعمت ملی زبان کے لیے  
گلے پہ پھیرے خیر تو امتحان کے لیے  
قفس نصیب تڑپتے ہیں آشیان کے لیے  
یہ بے نشان ہوں کہ گردش ہو آسمان کے لیے  
پہن میں تنکے چنے کو آشیان کے لیے  
نصیب خواب نین چشم پاسبان کے لیے  
ہمارا تازہ ہے یہ چشم خوف نشان کے لیے  
کچھ اور حوصلہ باقی ہیں امتحان کے لیے  
ہمارا آئی ہے گلزار میں خزان کے لیے  
ہمیں ہیں رونے کو یار ان ننگان کے لیے  
نہ کچھ میان کیلئے ہے نہ کچھ ہان کے لیے

جو ناشناس سخن ہیں کچھ ان سے کام نہیں

غزل حقیقہ کی تحفہ ہے قد و ان کے لیے

روز کتب تک کوئی پوچھا کرے حال چھا ہے

خود بخود آنکھ بدل کر یہ وال اچھا ہے

ہجر میں عیش گذشتہ کا خیال اچھا ہے  
وصل سے آپکا ارمان وصال اچھا ہے  
داغ بہتر ہے وہی ہر جو دل عاشق میں  
دیکھ ان خاک کے تیلون کی ادائیں زاہد  
کیجیے اور بھی شکوے کہ مٹے دل کا غبار  
تندرستی سے تو بہتر تھی مری بیماری  
جو نگاہوں میں سما جائے وہ صلوٰۃ اچھی  
چارہ گر کو مرے یہ بھی نہیں تئیں زابھی  
دے خدا رتو کوئی میکدہ آباد کریں  
ہنسکے کہتے ہیں کبھی ہاتھ سے اڑنیکا نہیں  
جو نہ نکلے کبھی دل سے وہ متنا اچھی  
حسرت آتی ہے ہمیں حال پر اپنے کیا کیا  
حور کے ذکر پر اُسے نہ اٹھا کر دیکھا  
آرزو میری نہ پوری ہو کوئی بات ہے یہ  
مفت مدتا ہے خرابات میں - ہر میکش کو  
سیکڑوں برق جالون کا گدہ ہوتا ہے  
ہوں گدے درمیانہ تکلف سے بری  
حال سنتے نہیں پیچودین یہ مسجد والے  
دفعۃً ترک محبت میں ضرر ہے جی کا

<p>اے ہر شہرین پھیلا ہے جو طاعون حقیقت مرنے والوں کو خوشی ہے کہ یہ سال چھا ہے</p>	
<p>مگر فراق کی ایذا نہ اک گھڑی بھولے نہ اپنے رنگ پہ پھولوں کی پنکھڑی بھولے تمام ہجر کے صدمے ہم اُس گھڑی بھولے ابھی نہ طوق نہ طیری نہ ہٹکری بھولے مہتین جو پاکے سببِ نجس گھڑی بھولے اسے جو دیکھ لے آہو تو چو کر ڈھی بھولے خبر نہیں کہ کہاں نشے میں چھڑی بھولے</p>	<p>مصیبتیں تو اٹھا کر بڑی بڑی بھولے نہوگی اُس لبّ لکین کی آبِ تاب نصیب کسی نے پیار سے باہن گلے میں ڈال جو دین ابھی وہ یاد ہیں سامانِ بہنِ سیری کے مہتین جو دیکھ لیا غم غلط ہوا اپنا بُرمی بلا ہے یہ چشمِ سیاہ کی گردش گری تھی شیخ کی بیتیچ میکہ کے مین رات</p>
<p>حقیقت وہ دمِ رخصت یہ کہتے جاتے ہیں کہ میری یاد نہ دل سے کوئی گھڑی بھولے</p>	
<p>یار ب نہ بگڑ جائے بنی بات کسی کی کیا جانے وہ کس طرح کٹی رات کسی کی اٹھ سکتی نہ ہو جس سے کڑی بات کسی کی یہ جان لو تھوڑی سی ہوا قات کسی کی</p>	<p>ہو ترک کسی سے نہ ملاقات کسی کی یاؤں کو جو پھیلا کے سرِ شام سے سوئے فرمائیے کیونکر وہ سے آپ کی گالی فرمائشیں تم روز کرو شوق سے لیکن</p>
<p>ممکن ہے کہ سمجھے نہ حقیقت آپ کی چالین شاعر سے بھی چلتی ہے کہیں گھات کسی کی</p>	
<p>سو جگہ عہدِ جوانی میں طبیعت آئی مژدہ کشش کا ساقی ہوئی جہت آئی</p>	<p>جب ملا کوئی حسین جان پر آفت آئی حشر میں اپنے کیے پر جو ندامت آئی</p>

<p>پھر جو آئے گا کیا ہر تسلی وعدہ ایسی ہی لاش پڑھو دھاکا کے راسخ ہائے</p>	<p>ہائے کہا دل میں تھیں عمر دستاوی نوح کر تے تھے پھر بھی عمر دستاوی</p>
<p>جی بھرا یا جو ہے نہ کر محبت کا حقیقہ روئے دیکھا ہے کس کو راز میں رقتہ آئی</p>	
<p>محبت کی ناصح دوا ہو چکی اٹھاؤ شب وصال رخت نقاب بہنم میں تو جھوٹا کیا بندہ منا تاکہ ہے پیکر ان عرشہاں</p>	<p>مر جی یہ ہوا نوشفا ہو چکی نیکو کھل سکے ہیں بوجیا ہو چکی خدا دار ہے تو مظل ہو چکی ہر مومن کو اوپر نہا ہو چکی</p>
<p>ہوئی ان تہوں کی محبت سے حقیقہ اس سے یا وحید ہو چکی</p>	
<p>قسم نباہ کی کھائی تھی عمر بھر کے لیے قفس سے ہو کے رہا جانیں باغ تک کیونکر مری زبان میں تاثیر ہی نہیں ورنہ جو اب نامہ کجا یا کس اب کیا کہتی ہے وہ لکھ دین ہاتھ جبین پر تو ہونچیں صحت وہی ہو تم کہ ہمیں دیکھتے تھے آٹھ پہر</p>	<p>ابھی سے آنکھ پر استہ ہوا ک نظر کے لیے ابھی تو تھوڑے سا تہ ہوا ک نظر کے لیے اثر ناک کے لیے ہے دعا اثر کے لیے عاسے شیر کرین آپ نامہ بد کے لیے علاج اور نین میرے درد مگر کے لیے وہی ہیں ہم کہ تیرے ہیں اک نظر کے لیے</p>
<p>حقیقہ درد محبت نہ جانے کا دل سے یہ روگ بھلو لگا اب تو عمر بھر کے لیے</p>	
<p>اسی خیال سے ترک اُگل چا کر نہ سکے</p>	<p>آئینے لوگ کہ وہاں بنا کر نہ سکے</p>

<p>حسین جو یہ لکھ لیا جھٹک گئی جیسا ہے آنکھ خدا کے سامنے آیا کچھ اس راہ سے وہ شمع ترستہ کریم کا بھروسہ ہی زہد و نون کو نہیں رہا یہ پارسہین آپ کی نزاکت کا</p>	<p>اوہ ہر اوہ ہر سو غفلت نگاہ کرنے سکے کہ ننہ سے نہایت بڑا دوا دوا کہ نہ سکے اسی لیے تو یہ کمال کر بنگاہ کرنے سکے کہ دل کا خون ہوا ننہ سے آہ کرنے سکے</p>
<p>مہتدین جفیظ سے نفرت ہو تو یہ نکستہ کیوں کسی حسین سے وہ رسم و راہ کرنے سکے</p>	
<p>شب وصال لگایا جو ان کو سینے سے ثواب ہو کہ نہ و اس سے کیا غرض زہد شب فراق یہ احسان ہے تصور کا فناک مٹائے گا بجگو جو تم مکر رہو</p>	<p>تو ہنسے بولے الگ بیٹھے فریضے سے مڑہ ملا مجھ سمجھ کو پلاس کے پیٹنے سے کہ سو رہا ہوں لگا کر کسی کو سینے سے عداوت اسی ٹر صیگی تہا لے کینے سے</p>
<p>غم فراق میں کیا لطف زندگی ہے جفیظ ہمیں تو موت ہی بہتر ہے ایسے جینے سے</p>	
<p>جاؤ بھی جگر کیا ہے جو بیدار کر و گے تم بعد مرے غیر کا دل شاد کر و گے یاؤ گے غلام ایک وفادار نہ ایسا غصے کا سبب میرے میں پوچھ رہا ہوں</p>	<p>نالے مرے شن لو گے تو فرمایا کر و گے کیون پاؤں ہی آئیگی کیا یاد کر و گے پچھتاؤ گے ہم کو اگر آزاد کر و گے و شہنام ہی دو گے کہ کچھ ارشاد کر و گے</p>
<p>پچھتاؤ نہ دل دیکے جفیظ ان کو تو کہنا وہ زک یہ حسین بن گئے کہ تم یاؤ کر و گے</p>	
<p>کہوں کیا وہ فرقت کی اوریتا ایسی ہوتی ہے</p>	<p>تھا نہ تنگ بہتی ہے حالت ایسی ہوتی ہے</p>

ہمارے حال پر انکی عنایت ایسی ہوتی ہے اُسے ہم پر کیا کرتے ہیں حُصوت ایسی ہوتی ہے جو ہم پر مرٹے ہیں انکی تربت ایسی ہوتی ہے محبت اُسکو کتنی محبت ایسی ہوتی ہے ہزاروں صومروں میں ایک حُصوت ایسی ہوتی ہے	عدو کو بھیجتے ہیں حال پرسی کے لیے اکثر کہیں گے حور سے تیرا دکھا کر چاند سا چہرہ ہماری قبر کو پال کر کے وہ یہ کہتے ہیں لگاؤ دل کسی سے حضرت ناصح تو کھلیا ہے نظر پڑتے ہی جب پرل ہر اک کا لوٹ ہو جائے
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

ذرا انکے بنانے پر ذرا سا چھڑ دینے پر  
حقیقتاً اُسے بڑی بڑی بری مت ایسی ہوتی ہے

وہ اٹھا رہے پانوں پہنتے ہوئے نہ دیکھا کہیں جی ہلے ہوئے خداوتِ رنگین میں ملے ہوئے چلے آؤ اک دن ٹسلے ہوئے ہزاروں کو دیکھا نسلے ہوئے ہمارا مقدر رہے لیتے ہوئے	جو دیکھا مرادم نکلتے ہوئے تری بزم یا تیرے گھر کے سوا مری بزم ماتم میں آئے ہیں وہ بہت دور تو کچھ نہیں گھر آرا رہ عشق میں ٹھوکرین کھا کے بھی ترا کیا بگڑتا ہے لے آسمان
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

کسی کا بھی ارمان تم نے حقیقتاً  
محبت میں دیکھا نکلتے ہوئے

بیٹھا ہوا ہوں کب سے میں تشنہ کام ساقی ہر دم ہو گرد تیرے اک اثر و حام ساقی بھر بھر کے دیکھا کب تک ایک جام ساقی مشہور ہو جہان میں تیرا ہی نام ساقی	صدقے تیرے ادھر بھی دے کوئی جام ساقی حلقے میں میکشون کے رہنا تجھے مبارک دو چار خم پیون کا میں ہر چلیں می ہون حاتم کی طسح چرچا تیری عطا کا بھی ہو
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

محل میں آج اپنی اسکو بھی دے جگہ تو میکش حفیظ بھی ہے تیرا غلام ساقی	ہو اگر درد آشنا جانے جو تجھے جان سے سوا جانے بے کسے میرا مدعا جانے میرے لگی لگی وہ کیا جانے حال باطن ترخدا جانے انتہا کو جو ابتدا جانے	وہ مرے دل کا درو کیا جانے تو اسیکی ہے جان کا دشمن وے اے وہ سمجھ وہ دل یارب آنکھ جس کی کہیں لگی ہی نہ ہو ہم تو ظاہر پرست ہیں زاہد وہی انجام عشق کو پہونچنے
اے حفیظ آپ ایک مرشد ہیں کون حضرت کو پارسا جانے	حشر پر موقوف جس کا وعدہ دیدار ہے دو گھڑی کی ہے محبت و گھڑی کا پیار ہے چو زبان ٹوٹی ہیں مرجھایا گلے کا ہار ہے آج کل اک شخص اپنی جان سے ہزار ہے سہل سے یہ سہل وہ دشوار سے دشوار ہے دل مارو گی ہو آنکھ اس شوخ کی ہمار ہے	وصل اُس پر دہ نشین کا کس قدر شوار ہے اُسکے لطف عنایت پر کوئی شادان ہو کیا برگمانی کیوں نہوائے میں ہ اس وضع سے دیکھ کر آرزوہ مج کو غیر سے بولے یہ طنز چاہنا آسان ہے مشکل ہے چاہت کا بنا حاشق و معشوق کوئی در سے خالی نہیں
ہاے کیا تھیر ہے راز محبت کی حفیظ جو مراد دشمن ہے اُن کا محرم اسرار ہے	ہوئی دل کی دل کو خبر ہوتے ہوتے	ادھر مہ تے ہوتے ادھر مہ تے ہوتے

<p>بڑھی چاہ دو نون طون بڑھتے بڑھتے          تراراستہ شام سے تکتے تکتے          کیے جا بھی شق نہ ریا دلیل          نہ بنھلا محبت کا بیمار آخر          سر شام ہی جب ہے یہ دل کی حالت</p>	<p>محبت ہوئی اس قدر ہوتے ہوتے          مری آس ٹوٹی سحر ہوتے ہوتے          کہ ہوتا ہے پیرا اثر ہوتے ہوتے          گئی جان درد جگر ہوتے ہوتے          تو کیا کیا نہ ہو گا سحر ہوتے ہوتے</p>
<p>زمانے میں انکے سخن کا ہے شہرہ          حقیقت اب ہوے نام کو ہوتے ہوتے</p>	
<p>پاس تیرے ہے قاتل تو یہ قاتل ہو جائے          ہجر کی رات کے آنے سے اکھی پہلے          غیر دیتے ہیں مجھے ترک محبت کی صلاح          جان ہم دیتے ہیں تم پر کہ حد و مرے ہیں</p>	<p>بڑھ کے تجھ سے جلی تنگ کار مراد ہو جائے          موت آجائے تو آسان مری شکل ہو جائے          بد گمان میری طرف سے نہ مراد ہو جائے          کچھ بچ لو تیغ تو تلسا ہر حق و باطل ہو جائے</p>
<p>عجبت پیر مغان کا ہے عجب فیض حقیقت          آئے میخانے میں نامتس بھی تو کامل ہو جائے</p>	
<p>لب پر کبھی فغان ہے کبھی آؤ سر دہے          کیونکر نہ اس حسین کو دل دے کے تار ہو          اہم جو ہے تو یہ ہے جو ہمدرد ہے تو یہ          لکھو ملا کے خاک میں آتے ہو خستہ حال</p>	<p>دل میں ہے اک کھٹک تو کچھ میں درد ہے          جو سیکڑ و زین ایک ہزاروں میں فرد ہے          دل کو مرا ہے درد مجھے دل کا درد ہے          دیکھو جی ہوئی رخ و گیسو پہ گر دہے</p>
<p>بیشک متھن حقیقت ہے آزار عشق کا          آنسو جبر ہے ہن آنکھ میں چہر بھی زرد ہے</p>	



<p>وصل میں آنکھ چراتے ہو یہ عادت کیا ہے اب یہ مطلب ہے کہ میں نہ لگے ٹیٹھ مری تجھ سے قتال سے لڑی تجھ سے حسین کپانی ناروا دن کو ہے پیارا رمضان میں زاراہ</p>	<p>استدر شرم کی خلوت میں ضرورت کیا ہے نزع میں پوچھ لے ہنسی حسرت کیا ہے دیکھنا میری نظر میری طبیعت کیا ہے رات کو تھوڑی سی پلے تو قبات کیا ہے</p>
<p>پیچھے سے کبھی ہو جائے گی تو بھبی حقیقت پارسانی کی جوانی میں ضرورت کیا ہے</p>	
<p>کیا وہ نادان مدعا سمجھے ان نگاہوں کو ہم سمجھتے ہیں تیرے قربان ہنسکے پھر کہنا تم ہو یا ہم ہوں عہد سے جو چھپے</p>	<p>نا سمجھ میری بات کیا سمجھے ان اداؤں کو غیر کیا سمجھے تیرا مطلب مری بلا سمجھے اُس دعا باز سے خدا سمجھے</p>
<p>بہت اچھی سمجھ ہے اسکی حقیقت سب کو سب سے جو بُرا سمجھے</p>	
<p>جب سے شوخی کا گذران شرکین نکھونین ہے راہ تکتے تکتے قاصد کی غبار راہ سے پھر رہی ہے کج کل چشم تصور میں وہ شکل دیکھ لیں کمون نظر بھر کے جو اُو وقت نزع</p>	<p>آپ ہی دیکھیں حیات بھر کہیں نکھونین ہے بھر کہیں نکھونین یہاں تک کہ زمین نکھونین ہے دھونڈھتا تھا جسکول و حسین نکھونین ہے تھوڑی تھوڑی سی بھی جان خرید نکھونین ہے</p>
<p>اُسکے جلوے کے یہی دو گھر نظر آئے حقیقت روشنی اسکی دلیں دلیں کہیں نکھونین ہے</p>	
<p>کبھی تھا وصل کا اقرار ہم سے؟</p>	<p>کرین تو آپ آنکھیں چار ہم سے</p>

<p>عدو سے بٹ ہی وعدہ ہے اُن کا          کما ظالم نے سُن کر حالتِ دل          لڑائی میں بھلا ہے دشمنوں کا</p>	<p>ہوا تھا پہلے جو اقرار ہم سے          گلہ ہے بخت کا بیکار ہم سے          سمجھ کر کیجیے تکرار ہم سے</p>
<p>حفیظ اپنی کمان پھر پاسبانی          کیا سانی نے جب اصرار ہم سے</p>	
<p>اُنسے کرتی ہے سفارش جو محبت میری          پھر سنبھلتی نظر آتی ہے طبیعت میری          تیری بیداد ہے بیداد ترا جو رہے جو          چشم تر سے جو برستا ہے لہو کہتے ہیں          قیس و فرہاد میری گرد کو پہونچیں تو بہ          آنکھ والوں کو سناتے ہیں وہ یہ مژدہ دید          اس قدر آپ سراہیں نہ اسے بندہ نواز          پھول ہستے رہے کھل کھل کے حد پرتا صبح          حشر میں حال ہر اک عضو بدن کہتا ہے          منحرف یوں بھی کسی سے نہ زمانہ ہو جائے          دل بتیاب کا ہو داغ کہ تربت کا چراغ          قبر کی رات ہوئی شام جدائی کی گھڑی</p>	<p>اکیسی آب آب ہوئی جاتی ہے غیرت میری          دیکھیے بن کے گہڑنے کو ہے نکتہ میری          غم مرا غم ہے مصیبت ہو مصیبت میری          آگ پانی میں لگاتی ہے محبت میری          ایک اندھی ہوں سلامت سے روست میری          لاکھ پروں سے بیان ہوتی ہے صلوت میری          کہیں دشمن پہ نہ آجائے طبیعت میری          رات بھر رونی ہے شمع ہر تربت میری          لکھی بیکار فرشتوں نے حقیقت میری          تم سنو اور کرے غیرت کایت میری          حسرتوں کا ہے مٹی حیرت تربت میری          آج کاٹے نہیں کتنی شب فرقت میری</p>
<p>سامنا ہو گا سر حشر حسینوں کا حفیظ          پھر نہ ہاتھوں نے نکلیاے طبیعت میری</p>	

<p>خطا معاف جو رسوائیوں سے ڈر جاتے          لکھی نصیب میں دوری تھی وصل کیا ہوتا          جو روکتا انھیں ستے میں تو یہی ہوتا          رقیب کے لیے بھیجین گلو ریان تو کہا          یہاں تو چھوڑ کے دیرو حرم کو آئے تھے</p>	<p>تو آپ بھیس بد لکیر عدو کے گھر جاتے          جو آپ آتے تو ہم آپ سے گزر جاتے          چھڑا کے مجھ سے وہ امن عدو کے گھر جاتے          جو آج صرف نہوتے یہ پان مرجاتے          تنہا لے دے جو اٹھتے تو اس کے گھر جاتے</p>
<p>کسی کے وصل کے وعدے نہ زندگی ہو حقیقت          یہ اسرار جو نہ ہوتا ہم آج مرجاتے</p>	
<p>نبھ جالے محبت جو مری طرح بنا ہے          سب کرتے ہیں تعریف تے تیر نگہ کی          مڑتا ہو محبت میں تو مرجالے تڑپ کر          اچھون سے محبت جو بنا ہی بھی تو پھر کیا</p>	<p>جاہوں گا اسے وہ مجھے چاہے کہ نہ چاہے          اکہدے کوئی میرے بھی کیجے کو سرا ہے          کیوں رد کا شکوہ کرے کیوں گئی کر رہے          تعریف تو اسکی ہے برون سو جو بنا ہے</p>
<p>دلح ہوے دوست حقیقت آپ کے تو کیا          تعریف سخن یہ ہے کہ دشمن بھی سرا ہے</p>	
<p>سننے والوں کے کلیجوں کو ہلا دیتی ہے          اُنکے آتے ہی نہ کھلتا تھا ہاتھ آنکھوں سے          ہم گذرتے ہیں جدھر کو ستے ہیں لوگ ہمیں          چارہ فرما جو مے درد کے ہیں یہ تو کہیں          طرفہ مشاطہ جوانی ہے کہ دو دن کے لیے          شعلہ ہے تیرے دہن میں کہ زبان کا صبح</p>	<p>اب تو کچھ کچھ مری فریاد مزا دیتی ہے          ہاے کس وقت تو ایجاں دغا دیتی ہے          وہ جدھر جاتے ہیں خلق آنکو دغا دیتی ہے          خطاقتدیر کو تدبیر مٹا دیتی ہے          آدمی کو بھی پریزا دینا دیتی ہے          دل میں تقریر تری آگ لگا دیتی ہے</p>

	<p>جان سے بڑھ کے ہو یہ پچانس محبت کی حقیقت کیا بتاؤں جو کھٹکاسکی مزادیتی ہے</p>	
<p>اُسے مفت کی فکر و ن رات ہے کوئی چال ہے اسین کچھ گھات ہے ملو کھل کے یہ وصل کی رات ہے یہ بیرنگان کی کرامات ہے بگڑنے کی یہ کون سی بات ہے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہو برسات ہے</p>		<p>حسینوں سے جس سے ملاقات ہے بُرائی جو غیروں کی کرتے ہو آج چراؤ نہ آنکھیں چھپاؤ نہ مُنہ پلاتا ہے رند و ن کو زاہد شراب جو پوچھا کہ چہرہ کچھ اُترا ہے آج یہی تو ہے پینے پلانے کا وقت</p>
	<p>خوشی جو ہے وقت مستی حقیقت یہ تعلیم پیر خرابات ہے</p>	
<p>اسے وفا اسکی ہوئے تو نہ رہی آرزو کی بھی آرزو نہ رہی وہ لگا وٹ وہ گفتگو نہ رہی جسمین کچھ سازش عذر نہ رہی</p>		<p>وہ طبیعت جو صلح جو نہ رہی انتہا ہے یہ ناامیدی کی لیتے ہی دل بدل گئی چتون تیری ایسی کوئی جفا ہی نہ تھی</p>
	<p>جان جلے جلے آن حقیقت پھر رہا کیا جب آبرو نہ رہی</p>	
<p>پڑے مرحلے درمیان کیسے کیسے سراپن ٹکے کاروان کیسے کیسے بنے میزبان یہمان کیسے کیسے</p>		<p>ہوئے عشق میں امتحان کیسے کیسے رہے دل میں وہم و گمان کیسے کیسے گھرا اپنا غم و درو سبھے ہین دل کو</p>

شب ہجرتا میں دیوار و در سے  
 دکھاتا ہے دن رات آنکھوں کو میری  
 جو کہے سے نکلے جگہ دیر میں کی  
 فرشتے بھی گھائل ہیں تیرا داکے  
 جو خنجر کا چڑھ گئی اُن کی تیوری  
 ادھر موت اُدھر وہ دم نزع آئے  
 کبھی بجلی تڑپی کبھی آندھی آئی  
 مرے جرمِ محشر میں کرتی ہے افشا  
 محبت کے ہاتھوں ہوئے ظلم کیا کیا  
 نشانِ مٹ گئے نام پھر بھی ہیں باقی

کروں یا و کس کس کو کس کس کو روؤں  
 حیف ظُ اٹھ گئے مہربان کیسے کیسے

دوست اپنا ملا ہے دشمن سے  
 بچکے چلنا ہمارے مدفن سے  
 پھول چھڑتے تھے جس نشین سے  
 اب یہ و صبا چھٹے گا دامن سے  
 آنکھ پنچی ہوئی نہ دشمن سے  
 جا رہی ہے بہار گلشن سے  
 جھانک کر دیکھ لین وہ روزن سے

ساز ہے دل کو اُسکی چتون سے  
 خاک لپٹے گی اڑ کے دامن سے  
 اے فلک اُس سے آگ برسانا  
 خون ناحق رہے گا سر چڑھ کر  
 شکر ہے بزمِ دوست میں اب تک  
 جان ہوتی ہے جسم سے رخصت  
 کاش اتنی ہو جذبے میں کشش

خوب روئے لپٹ کے مٹن سے  
اشک پونچھے کسی نے دامن سے  
قفس اچھا ہے اس نشیمن سے  
پوچھیے اسکو اپنی چتون سے  
کاگ بوتل کا اڑ گیا دن سے  
راستہ پوچھنا ہے رہن سے  
برق کو لاگ ہے نشیمن سے

جی بھرا یا جو فاقہ پڑھ کر  
اثر گر یہ اتنا کیا کم ہے  
خون صبا و برق کا کھٹکا  
کس قدر ہین دل جو بگرین خرم  
ٹھن گئی جب شکست تو بہ کی  
مشورہ دل سے راہ الفت میں  
کیا مخالف ہے اس چمن کی ہوا

ایک ہل چل ہے اُس کلی میں حقیقت  
حشر برپا ہے اپنے شیون سے

یہی حیا ہی اُن کی جو ناز کی ہوگی  
شکایتوں کے سوا بات کون سی ہوگی  
ادھر مرے جگر و دل میں گدگدی ہوگی  
یہ اُن بان میں تم سے بڑھی چڑھی ہوگی  
ہمارے آپ کے اب تو کھلی کھلی ہوگی  
غلط خبر تھی کہ محشر میں منصفی ہوگی  
ضرور آج کسی کی لگی بکھی ہوگی  
کیا بناؤ تو بدنام سا دگی ہوگی  
کہ ایک روز تو کوثر پہ میکشی ہوگی  
بدل کے روپا بھی دخت زر پری ہوگی

وہ میرے بس میں ہے تو بھی بڑبڑی ہوگی  
پیا مرے جو تقریر چھڑ گئی ہوگی  
اُدھر وہ تیر ستم لین گے اپنی چٹکی میں  
عبث غور ہے تصویر اپنی کھینچنے دو  
وہ دن گئے کہ سناتے تھے پرے پردہ میں  
یہاں بھی بات حسینون ہی کی رہی بالا  
بتا رہے ہیں یہ اُنکے نبچھے ہوئے تیور  
لگے کا حُسن میں دھبہ جو ہوگی آرائش  
ابھی سے اسیلے پیتے ہیں حوضِ مود کے قریب  
پڑے کی شیشہ مور جو تیری چھپا میں

مہتین بہت یاد نتیجہ مرے رُلانے کا  
سنبھل سکیگی نہ گٹھری گنہ کی محشر میں  
پہن گے باد کو شرب بھی رند ہی زاہد  
گواہ کا تب اعمال گھونٹ گھونٹ کے ہیں

مہتین خیال کرو کسکی پھر تہنی ہوگی  
کہ میرے ہاتھ میں بوتل شرب کی ہوگی  
پیسے کا خاک وہ جس نے کبھی نہ پی ہوگی  
ڈرا سکو ہوگا کہ جس نے چھپا کے پی ہوگی

جو کھا چکے ہیں محبت کی چوٹ دل پہ چھینٹ  
انہیں کو قدر ہمارے کلام کی ہوگی

بالین پہ کوئی بیٹھا آنسو بہا رہا ہے  
پر نہر کیوں ہے آخر یہ بھی تو اک واس ہے  
باطن کا حال زاہد اللہ جانتا ہے  
بنجائے جس سے جی پڑے بھی کوئی ادا ہے  
اُس بزم میں ہم ایسوں کو کون پوچھتا ہے  
شکوہ نصیب کا ہے تقدیر کا کلا ہے  
آتما نہیں زبان پر جو دل میں دعا ہے  
دنیا میں جو ہے اپنے مطلب کا آشنا ہے  
خود کھنچے بیٹھ رہنے میں بھی عجب فرا ہے  
اب اُسے کوئی پوچھے طے میں عذر کیا ہے  
بلبل کے چہ چون سے گلزار چھوٹتا ہے  
اے جذب دل سُنا کی یہ طرفہ ماجرا ہے  
کتے ہیں لوگ پھر کیوں ہر درد کی دوا ہے

پہلے ہی موت سے یہ غم مائے طوائف ہے  
تھوڑی سی چھپکے پناہر حال میں ولے  
اک عمر سے بظاہر بندہ ہوں اک صنم کا  
اگر طے تھے وہ کہیں نے دامن بڑ کے چھپا  
کیون مفتنم نہ جانیں دربان کے ٹوکنے کو  
ڈرتا ہوں نام لیتے اُس بانی ستم کا  
بے خود بنا دیا ہے پر سان حال ہو کر  
کوئی نہیں کسی کا خوب زمانے کے دیکھا  
انکی طرف سے آئے پیغام صلح مجھ کو  
صورت نکل چکی جبے فح مال کی بھی  
اشعار میرے سن کر اک وحدین ہو عالم  
بے التفاتیوں کی اُلٹی انہیں شکایت  
تدبیر میرے دکھ کی سو جی نہ چارہ گر کو

<p>کر زخم چھپہ ناصح جانے دے ذکر اس کا ذکر وفا بھی میرا ہے ناگو اور خاطر نالوں سے جسکے ہر سو ہنگامہ ک بپا تھا مر کر بھی دم نہ لین گے آوارگان وحشت رشتہ ہے جسم و جان کا اُس شوخ کا تعلق</p>	<p>اس وقت پھر کھینچا ہاتھوں چھل رہا ہے اندکس قدر وہ بیگانہ وفا ہے انگشتہ بہ غرض حال اُس غم نصیب کا ہے ایک غبار بنوں لیلی کو ڈھونڈتا ہے ناصر بھلا یہ جیتے جی ساتھ چھوٹتا ہے</p>
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اب اے حفیظ کیون ہے رسوا ہون کا زنا  
دل کا کہا کرے جو اُسکی ہی سزا ہے

<p>آج رو کا جو انہیں خیر کے گھر جانے سے چکر اُجا ہے جو اُٹھوں کبھی میخانے سے ٹوٹ کر بھی یہ نکلتی نہیں میخانے سے پیکے دو گھونٹ بھکتے ہیں وہ گنگے کوئی اور حد بھی ہوتی ہے نصیحت کی کوئی اے ناصح مرنے والے تھے کب موت کا رستہ دیکھیں بعد میرے نہ ہوا باد یہ پیا۔ کوئی جو تنگ ظرف ہیں تھوڑی میں بل جاتے ہیں آنکھ سے میری ذرا آنکھ ملا اوسا قی کام آئیگی تمیم کے کبھی اسے زاہد جان نثار می میں ہوں قابل دید بھولے چو کے کبھی آنکھ کے گا زاہد بھی ادھر</p>	<p>بگڑے بیٹھے ہیں سمجھتے نہیں سمجھانے سے گردشیں سرزمین مے آ رہیں بیہانے سے تو بھبی کم نہیں ٹوٹے تھے پیا۔ نے سے خم چڑھا جاؤں تو باہر نہوں بیہانے سے ناک میں م ہے شب روز کے سمجھانے سے جان بخت نکلتی نہیں گھبرانے سے بیٹھ کر گردن اٹھی کسی ویرانے سے اپنی محفل میں جھپکتی نہیں بیہانے سے تیرے قربان چھکائے اسی بیہانے سے پاک مٹی ہے لیے جامے میخانے سے دیکھ کر شمع جلی جاتی ہو پروانے سے راہ مسجد کی ملی ہے مرے میخانے سے</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------



بغزمین پردہ محل کو اٹھا لے لے لے میری ایذا ہو کیلئے راحت کا سبب حسن کی جان ہے کروں کے جھکانے کی سرگذشت اپنی سناتا ہوں توجہ سے سنو	کوئی پردے کی ضرورت نہیں یوانے سے کیوں انھیں چین نہ آئے مرے ٹہپانے سے عربن جاتی ہیں آنکھیں تری شرمانے سے یہ کہانی نہیں ملتی کسی افسانے سے
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

ہجر ساقی میں بچھونے پہ بچھانے کو حقیقت  
ملکڑے شیشے کے اٹھالائے ہیں میخانے سے

یہ عیش ج بھی تک ہو جب تک یہ جوانی ہے ہر داغ محبت کو چھاتی سے لگا سے ہیں اطلاق حرام اُسپر واعظ نے کیا ضد سے گلشن میں اثر جب تک ہے فصل بہاری کا اول تو بہر صورت ہے ضبط ہمیں کرنا ہوتی تھی حسدوں میں جب عمر بسر اپنی اب ساتھ نہ چھوڑی گایہ موے سفید اپنا عبرت نہ ہوئی تلو کو کچھ حال مرا سنکر باز ارجحیت میں کیا دام اٹھین ل کے تا عمر نبا ہے گا غیر اس کی سند آخر ہوتی جو شراب چھی پیتے ہی سرور آتا ہر حال میں لازم ہے تقلید زمانے کی اللہ سے نسبت ہے اک طرح محبت کو	پھر ہاتھ کو ملنا ہے حسرت کی کہانی ہے جو جان سے پیارا ہو اسکی یہ نشانی ہے کہتے ہیں جسے بادہ اک قسم کا پانی ہے گل سرخ ہیں سبر سے کی پوشاک بھی ٹھانی ہے پھر سکے سوا دلیں کچھ اور بھی ٹھانی ہے وہ عیش گذشتہ بھی اک طرفہ کہانی ہے پیری کی نشانی ہے یارغ جوانی ہے غم کا یہ فسانہ ہے حسرت کی کہانی ہے ہو جنس و فوار زان گاہ کی گرانی ہے تحریر کوئی لکھدی یا عہد زبانی ہے سچ جگو بتا ساقی یہ مح ہے کہ پانی ہے اے شیخ بل سکو یہ وضع پُرانی ہے دیکھا تو سوا اسکے جو چیز ہے فانی ہے
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

دنیا میں کوئی کس سے امید و قار کھے بیجا تو نہیں بجو ناز اپنے مقدر پر	دل تھا جو رفیق اپنا وہ دشمن جانی ہے دل میں ہے جگہ جسکی اسکا کوئی ثانی ہے
-------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------

روتے ہیں حقیقت اکثر ہم شعر تراستند  
پڑھنا یہ غزل کا ہے یا مرثیہ خوانی ہے

پڑ گئی ہے دونوں عالم میں دہائی آپکی کون اب سنتا ہے دنیا میں بُرائی آپکی لیچے تھے سوئے زرخ کھینچ کر اعمال زشت اور مجھ بیکس کی بالین پر اب آنا کون ہے داور محشر بھلا میری سی کیوں کہنے لگا اس طرح بھولے کہ خط لکھنا بھی چھو ایک قلم خود کرے گا دردِ فرقت بڑھکے تدبیرِصال دل کا عالم اور ہے کچھ چھوڑے عذرِ جفا دل سے شکوہ لب پر آتے ہو جاتا ہو شکر پوچھنا میرا کہ میں کیا لائقِ محفل نہ تھا	کلمہ گو ہے یا بنی ساری خدائی آپکی بھر چکی ہے کانِ عالم کے بھلائی آپکی حشر میں کام آگئی مشکل کشائی آپکی جب ہوا غش سے افاقہ یاد آئی آپکی کیا بھلائے گی نہ اُس کو دلربائی آپکی مدتوں کے بعد یہ تشریر آئی آپکی موت سے ملو ایسی اک دن جدائی آپکی اب مٹائے دیتی ہے مجھ کو صفائی آپکی کب محبت کرنے دیتی ہے بُرائی آپکی ہنسکے فرمانا کر سیکانا رسانی آپکی
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

پھرے و معشوق سے پرہیز کرتے ہیں حقیقت  
دیکھیے رہتی ہے کے دن پار سائی آپکی

زندگی خود موت کا پیغام ہے میری شہرت باعث الزام ہے اتنی کیا کم ہے بہارِ زندگی	اسپہ تکیہ یہ خیال خام ہے مانتا ہوں رشک اسکا نام ہے تھوڑی سا غرین مو گلغام ہے
------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------

آنکھ کھلتے ہی رُمدا جاتا ہے دل  
 پینے والوں پر نہیں کچھ اعتراض  
 یاس میں باقی جو ہے کچھ کچھ امید  
 وقت آخر ہے جو اُس زانو پہ سر  
 ہوگی اب ہنگامہ محشر کی سیر  
 کچھ حقیقت سے رہا دب کر حجاز  
 کس قدر بچپن ہے قالب میں روح  
 مر کے ہم ٹھہرے وہاں راحت پسند  
 خطا میں کچھ ہے نامہ بر کتا ہے کچھ  
 عشق کی ہن کچھ نرالی بخششیں  
 دیکھنے سے ہو گیا دل کو سرور  
 دیکھ کر تم کو کسے عشق آگیا  
 نامہ بر بھی اُس طرف روتا گیا  
 دل سے ہم مجبور وہ صحبت سے تنگ  
 ہر گھڑی ہو موت کے نیچے میں جان

صبح بھی ہم غمزدون کی شام ہے  
 وعظ کی مجلس میں سے بد نام ہے  
 زندگی شاید اسی کا نام ہے  
 نزع کی تکلیف بھی آرام ہے  
 آج اُس محفل میں اذن عام ہے  
 طور سے نیچا بتون کا بام ہے  
 ایک طا ئر ہے کہ زیر دام ہے  
 اُٹھ نہیں سکتا یہ وہ الزام ہے  
 واہ کیا تحریر کیا پیغام ہے  
 ورد اس سرکار کا انعام ہے  
 آنکھ ساتی کی چھلکتا جام ہے  
 ایک ہنگامہ جو زیر بام ہے  
 ہائے کیا حسرت بھرا پیغام ہے  
 دونوں جانبا یک ہی الزام ہے  
 آشیان بلب کا زیر دام ہے

جس سے ٹوٹی تھی مری توبہ حیف

اب تبرک وہ شکستہ جام ہے

ہاتھ آگئی ہے مرد کی دولت نصیب سے  
 احسن ازل کو دیکھ چکی ہے قریب سے

کیا چیز ساتھ لائے ہیں کوے حبیب سے  
 روشن ہو آنکھ جلوہ روے حبیب سے

جب یہ سمجھ چکے کہ نہیں موت کا علاج  
 شہر ہی سُنکے دور سے جسکاٹے ہیں غش  
 بیکار ایک عمر سے ہوتی ہیں کوششیں  
 آئینے پر نگاہ جو کی دل تڑپ گیا  
 آتی نہیں کسی کی شکایت زبان پر  
 نالے تو بے اثر تھے گئی چپکی دا دہی  
 یاد آئیں اُسکو دیکھ کے اپنی مصیبتیں  
 مد نظر تو مجھ کو جلانے کی فکر ہے  
 امین ہو کہ وہ طور ہو کعبہ ہو عرش ہو  
 دل لے رہا ہے ہجر میں ہی وصل کے مرنے  
 ہاں کچھ تو التفات فقیرون کے حال پر  
 یہ کیا اُسی سے ایک نے مانہ کو لاگ ہو  
 جس نے دیا ہے درد و اُسکے ہاتھ ہے  
 ملنے میں اجتناب ہے کھینچنے میں اتحاد  
 دنیا کے عاشقوں سے ہوا اپنا پی میل جول

پھر اپنے دل کا حال کہیں کہیں طلب ہے  
 یہ آنکھ اُس کو دیکھ سکے گی قریب ہے  
 موت سے لڑ رہا ہوں لڑائی نصیب ہے  
 کیا ہو اگر وہ آنکھ ملائے رقیب ہے  
 ہلکو اگر گلہ ہے تو اپنے نصیب ہے  
 ضبط فغان بھی ہو نہ سکا عند لیب ہے  
 روئے ہم آج خوب لپٹ کر قریب ہے  
 اس ضد میں بچ رہی ہوا بھی تار قریب ہے  
 کوئی جگہ ہوشکل دکھاؤ قریب ہے  
 باتیں تمام شب میں خیال حبیب ہے  
 یوں دور ہونہ آنکھ بچا کر قریب ہے  
 تیکو ذرا لگاؤ ہو جس خوش نصیب ہے  
 یہ وہ مرض نہیں کہ شفا ہو طلب ہے  
 بہتر ہے دور آپ کا رہنا قریب ہے  
 پروانے سے جلن نہ کھٹک عند لب ہے

کیا جانے آج اٹھ کے گیا کس طرف حیف  
 کیا اُس گلی میں دھوم تھی کل اُس غریب

مُن کے تلون سے لگی یہ آنکھی اچھی کھی  
 فصل گل میں اور ترک میسٹھی اچھی کھی

ہم سے کھینچ کر غیر سے ملنے کی بھی اچھی کھی  
 پند کرنا صبح ذرا موقع محل بھی دیکھ کر

<p>کیونہو درپردہ رکھنا دشمن ساز باز آپ تنہا بام پر سوئیں شب ہمتاب میں سزاکرہ غیروں کا ہم چپکے سین چپ بھی ہو مفت میں بدنام ہونا یہ بھی کوئی بات ہے واہ کیا پہچانتے ہو تم محبت کی نگاہ</p>	<p>اور پھر مجھ سے بھی عہد دوستی اچھی کہی کس طرح کٹتی ہو میری زندگی اچھی کہی ایسے موقع پر سکوت و خاموشی اچھی کہی آپ سے صاحب سلامت و رکی اچھی کہی میری آنکھوں کے لیے اچھی آرسی اچھی کہی</p>
<p>اے حقیقت اس بات کے قابل ہیں ارباب کمال جس زمین میں جو غزل تو نے کہی اچھی کہی</p>	
<p>کیا ہوا امید وصل کہ اُن کا یہ حال ہے وہ کمالت سے چپ ہیں ادھر یہ خیال ہے پیرسان ہو کون میرے دل دا غدار کا ذکر شراب سنتے ہی آنکھیں ابو ہوئیں قاصد وہاں پہنچتے ہی جم جائینگے قدم کیا پوچھتے ہو ہوتے ہیں کس طرح دن بسر نامہ صحرای صلا ح سے انکار تو نہیں دشمن کے ہو کے پریشاں احوال سے غرض بیٹھو پر آمدہ دین کہ کمرے میں کیا غرض رکھتا نہیں ہے پاؤں کبھی جو زمین پر کچھ پوچھی نہ وادی وحشت کا ماجرا تم سے جو چار روز بھی کوئی نباہ دے</p>	<p>ہر وقت اک فریب ہے فقرہ ہو چال ہے خوش ہیں کہ لا جواب ہمارا سوال ہے تربت کا یہ چراغ ہے مفلس کا مال ہے کیسے جناب شیخ یہ غصہ حلال ہے اُسکی گلی سے پاؤں کا اٹھانا محال ہے خود دیکھ لو چھپا تو نہیں دل کا حال ہے مجبور ہوں کہ وضع کا تھوڑا خیال ہے کہنہ وہ رنجشیں تھیں یہ تازہ ملال ہے اگلی سی تاک جھانک اب دیکھ بھال ہے اپنا اُسی کی چال سے دل پاؤں مال ہے مجنون کی سرگذشت مے حسبِ حال ہے سبے شبہ اُسکو جوہر میں حاصل کمال ہے</p>

سوار کھا چکا ہوں فریب و فا مگر  
آنکھوں میں اپنی خواب گزشتہ کا ہر خار  
لینی نہیں ہے ضبط سے رسوائیوں کی داو  
کھتے ہیں مجھ کو تیری محبت سے کیا ملا

اک دشمنِ خاک کا ابھی تک خیال ہے  
روزِ فراق - وصل کی شب کا خیال ہے  
اپنا سکوت باعثِ اخفاے حال ہے  
ہر وقت یہ عجیب طرح کا سوال ہے

برہم سے لے حقیقت نہ کیوں بڑا خاص ہے  
وہ آج شاعروں میں مرا خیال ہے

زہد کو رٹ لگی ہے شرابِ طہور کی  
ہر شعر میں تڑپ ہو طبیعت ہے نور کی  
واعظ سنی سنائی ہے تعریفِ حور کی  
نالوں کی میے کیوں نہ قیامت پیا ہوئی  
پیرِ مغان کے ہاتھ سے ساغر جو مل گیا  
بدلا کسی سے رشک کا لینا ہو حشر میں  
دل مانگنے میں بھی نہ گئی شانِ مکنیت  
رکھا ہے اُسے وعدہ دیدار حشر پر  
دل کا طواف کیجیے کہے کا ہے جو شوق  
اچھون کی خاک پاؤ بھی جاں فروغ ہے  
عیش گزشتہ ہجر میں بھولے تو کیا عجب

آیا ہے میکہ میں تو سو جھی ہو دور کی  
دیوان میں جو غزل ہو وہ چوٹی ہو طور کی  
کیونکر نقین ہو کہ خبر ہے یہ دور کی  
کیا ایسی دردناک ہے آوازِ صور کی  
باقی ہوس رہی نہ شرابِ طہور کی  
اڑی ہے جو آنکھ پڑے مجھ پہ حور کی  
وقت سوال بھی رہی چتو غور کی  
اچھی نہ اڑوئی ہے دلِ ناصبور کی  
اس آہ سے قریب مسافت ہو دور کی  
موسیٰ کے ساتھ کھل گئی تندیر طور کی  
رہتی نہیں خمار میں لذتِ سرور کی

اس شہر کو حقیقت کیا ہم نے اٹھنوا  
تاکسال چڑھ گئی ہے زبان جو بنور کی

## خمسہ غزل خود

اثر کیونکر مے نالوں میں پیدا ہو نہیں سکتا  
مجت میں نہ تو تاشیر ایسا ہو نہیں سکتا  
کبھی باور نہ تھیرا یہ کہتا ہو نہیں سکتا  
عبث کہتا ہوں واضح وصل اُسکا ہو نہیں سکتا

بشر چاہتے جو لے نادان تو کیا ہو نہیں سکتا

فیض و کرم کی طرح ہم اُس کی مین پھرتے ہیں نہ ہم  
زبان پر خیر کے کلمے نظر رہتی ہے سو سے در  
رہا کرتی ہوں نہیں تو کچھ پاک جھانک کر  
جہان چلن اٹھی اور لکھا اپنی جا پڑی اُن پر

بجا ہے دیکھنے والوں سے پردہ ہو نہیں سکتا

فراموشی پہ رکھ کر ہاتھ اپنے دل ہی سے پھینچو  
مہین منصف بنو چھا مہین انصاف کے کدو  
بھلا ان باتوں سے کیونکر مے لکھو تسلی ہو  
زبان کو وصل کے اقرار پر دیتے ہو تم جھکو

مگر تم نکمیں کے دیتی ہیں ایسا ہو نہیں سکتا

حسینوں کی محبت کا چڑھا ہو گیا سر چن  
سمجھ لینا ہے پورے اب اس کے زندگی کے دن  
علاج کا اچھا کر نیکو تو کرتے ہیں سب کچھ  
دوا در محبت کی نہیں ممکن نہیں ممکن

میں اسے ترا بیس مارا چھو ہو نہیں سکتا

اٹھ اٹھ سڑاؤ آنکھ صاحب ہوش میں آؤ  
ادھر دیکھو نہ بیجا لودل کرو ضبط اب نہ کھراؤ  
یہی موقع ہے اعجاز بیان کچھ اپنا دکھاؤ  
حفیظ آئے ہیں وہ باتیں بنا کر انکو ٹھہراؤ

ابھی شاعر تو ہو کیا تم سے تنہا ہو نہیں سکتا

## اشعار متفرقات

حشر میں گڈے جدھر آپ کی امت والے  
جو مدینے میں شب روز رہا کرتے ہیں  
پیشوا ان کو ملا آپ سا محبوب خدا  
عمر جو شرب و طبعی امین بسر کرتے ہیں  
حبیب خدا ہے پیہر ہمارا  
حقیقت اہل دنیا سے کیا کام ہمکو  
اپنی ہی ضد کی کہا ایک نہ مانا میرا  
بہر ساقی میں یہی غم ہے تنائے شراب  
کیون فری لاش پہ آکر ہوسے انگشت نا  
بہر میں آس وصل کی بھی ہے  
جو چاہیں لکھ لین کا تباہ حال شوق سے  
بند طائر کوئی قفس میں نہ ہو  
میکدہ جان کے ہم مست ٹھہر جاتے ہیں  
دل لیکے بھی بوسے کی اجازت نہیں دیتے  
گذرے گی کیا فراق میں اُس بے صیب پر  
کون یہ آیا جو دل کو ہو گیا صبر و قرار  
ماہ و غور شید سے ہم آنکھ ملائے بھی نہیں  
آئیں ہم بھر کو ادھر وہ تو ہے احسان اُن کا  
کیا مفرہ ہجر میں ہے وصل کا وعدہ کر کے

انگلیاں اٹھیں کہ وہ آتے ہیں جنت والے  
ہمسے پوچھو تو وہی لوگ ہیں قسمت والے  
کیون نہ اتر لے پھرین آپ کی امت والے  
انکلی کیا بات ہے وہ لوگ ہیں جنت والے  
بڑے اوج پر ہے مقدر ہمارا  
خداوند ہے بندہ پرور ہمارا  
ہاے بیدار دے کچھ در و نہ جانا میرا  
کہیں آنکھوں سے ٹپک جائے نہ آنسو ہو کر  
اور کچھ دیر طبیعت کو سنبھالا ہوتا  
رج کے ساتھ کچھ خوشی بھی ہے  
کچھ دستخط مرے نہیں فرد گناہ پر  
آدمی آدمی کے بس میں نہ ہو  
جب نظر آتی ہے مسجد کوئی آباد کہیں  
وہ مال بھی لیتے ہیں توقیت نہیں دیتے  
جسکا شب وصال میں ہو بقرار دل  
کس طرف لے بقرار سی کج تو جانی رہی  
ایسے ویسے تو نکا ہو نہیں سالتے بھی نہیں  
نی خودی ہم تو کبھی آپ میں آتے بھی نہیں  
وہ جو بھولے ہیں تو ہم یاد دلاتے بھی نہیں



یہ نئی طرح کی ہے شرم یہ پردہ ہے نیا  
 آپ ہی جب تو جلی جاتی ہے اپنی آگ میں  
 گھٹا دنیا محبت یوں بڑھا کر لو لے دل کے  
 دل مرا پچھانسنے کو تم نے اٹھا رکھا کچھ  
 راحت فزا حفیظ ہے ایذا سے لکھنؤ  
 یوں ہی سہی جو مان لو تم میری بات کو  
 سود و زیان سے عشق کے آگاہ ہو حفیظ  
 ایک کی ہو کے کب رہی دنیا  
 بھیجتے ہیں وہ خط پہ خط بیرنگ  
 ہے غفور الرحیم ذات تری  
 یہ وصل میں دھکیان ہیں اُن کی  
 ملنا ہے اگر عدو سے تم کو  
 مجھے دیکھا تو شوخی سے یہ فقرہ تازبان آیا  
 میٹھو تو ذرا کے مری بزم عزائیں  
 لو اُن سے آج ترک ملاقات ہو گئی  
 کس منہ سے کہوں لذت بیدار کسی کی  
 سنتے ہیں کہ کچھ بھڑسی ہے باب اثر پر  
 ایک ہی چلو میں راہ آپ سے باہر ہوا  
 بظاہر ہے حفیظ اک رند مشرب

پھرتے آنکھوں میں بھی میں شکل کھاتے بھی نہیں  
 حال پر وانوں کا کچھ سے شمع محفل کیا کہیں  
 یہ طرفہ ظلم ہے ظالم نہ ملنا چار دن مل کے  
 اک نہ اک دہری کرتے ہے ٹونا جادو  
 لو طاب رہنروں نے مجھے عیش باغ میں  
 موقع نہیں ہے دن کو تو آؤ نگار رات کو  
 شکر گریہ میں باندھ لو تم اُسکی بات کو  
 ہے یہ ہر جائی اک زمانے کی  
 روز و شب ہے ایک آنے کی  
 تیرے بندوں کو آسرا یہ ہے  
 اچھا اچھا ہمیں ستاؤ  
 پہلے مجھے خاک میں ملاؤ  
 خدا کی مار ہو بخت تجھ پر تو کمان آیا  
 یہ رسم بھی کیا تم سے ادا ہو نہیں سکتی  
 جس بات کا تھا خوف وہی بات ہو گئی  
 ہوتی ہے شکایت دل ناشاد کسی کی  
 لڑتی نہ ہوتا تیرے فریاد کسی کی  
 حال کیا ہوتا اگر تھوڑی سی پتیا اوچی  
 اگر یہ شخص باطن میں ولی ہے

جائیں نہ آسمان کی بیکار گر و شین  
 مے پہلو میں ٹھنڈی نس دشمن کے لیے بھرنا  
 نہ ملین ہم سے وہ خوشی اُن کی  
 رات بھر جاگے نہیں بزمِ عدو میں تم اگر  
 سخت شکل آپڑی ہے وصل کیا نہیں ہو  
 بے بسی کیا چیز ہے کہتے ہیں کس کو بیکسی  
 غیر کی تم سے طبیعت پھر گئی  
 تو بہ ہم نے کی تھی اسے زرا ہر مگر  
 اقربا تاڑ گئے عطر کی بو پھیل گئی  
 روزِ بڑھڑھکے جو تکیے میں بٹھے جاتے ہیں  
 آنکھوں اور اپنے پر اسے کا مجھے وضع کا پاس  
 چارہ ہمارے درد کا کیا چارہ کر کرے  
 بجا کہتے ہو سچ کہتے ہو ہاں پھر بھی یہی کہنا  
 ذکرِ عدو پہ واہ جو منٹھ سے نکل گئی  
 چولی دامن کی طرح ساتھ رہا ہے تیرا  
 مجھے جہان سے یارب نہ رو سیاہ اٹھا  
 روتے ہیں غمگسار کے غم میں  
 حوضِ کوثر پہ ترا کام ہے کیا لے زاہد  
 یہ کون کہے اور بھی دنیا میں حسین ہیں

انداز تم دکھا دوسے اپنی پال کے  
 یہ کیسا ظلم ہے ظالم ذرا انصاف تو کرنا  
 دیکھ لی ہم نے دوستی اُن کی  
 کیوں جھکی پڑتی ہیں آنکھیں نیند کے ماتے ہو کیوں  
 ہم پر لے دیں میں میں تم پر لے بس میں ہو  
 پوچھیے اس سے کہ دل جس کا کیسے میں ہو  
 عقل زرا مل ہو گئی مت پھر گئی  
 دیکھ کر برسات نیت پھر گئی  
 راہ میں کھل گئے نامے جو وہاں سے لے لے  
 ہم بھی دیکھیں تو یہ نامے ہیں کہاں سے لے لے  
 خود میں کیوں جانے لگا اور وہ بلا میں کیوں کر  
 دل پر نظر کرے کہ جگر پر نظر کرے  
 جفا کی جسکو خو ہو وہ کسی پر ہرمان کیوں ہو  
 کیا میں نے اُسکی شان میں بٹا لگا دیا  
 تو ہی اسے درد بتا بکو ٹھکانا دل کا  
 اٹھا تو اپنی کہ یہی سے بے گناہ اٹھا  
 عمر لکٹی ہے دل کے ماتم میں  
 تجھ کو کجخت نہ پینا نہ پلانا آئے  
 پھر اس سے کہ دعویٰ ہو جسے یکت میں ہیں

پھر اعتراض کیجیے ترتیب بزم پر  
 ہنگام نزع جی یہ خدا جانے کیا ہے  
 یونہیں نکال حسرت یا بوس بعد مرگ  
 ناوا افتخار فن سے ہمیں کوئی کد نہیں  
 دامن گلون کا باغ میں اُجھا ہے خار سے  
 جائینگے نہ خالی دل بیتاب کے نالے  
 ہونے پر از کی مجھے کیا لڑ ہوں یاد کی نظر سے  
 میری باتوں پر ذرا تو کان رکھ  
 کیا ڈراتا ہے ترسے واعظ  
 ہاتھ آتے کسی تدبیر سے آپ  
 خلق میں لیٹے کو رسوا کر گیا  
 کیا ترے حصے کی چٹون کیا محبت کی نگاہ  
 منع کی طرح کیجیے دنیا کا مال جمع  
 بڑے خطر کی جگہ جو دنیا یہاں غفلت نہیں ہے  
 نگاہ کم سوتہ سکو دیکھو حفظ کے قدردان بہت ہیں  
 مرے گناہ نہ دیکھ اسے کریم تو یہ دیکھ  
 ہمیں بھی صورت شبیم چمن میں ہنا تھا  
 دیتا ہے لطف وصل میں انکار اور بھی  
 موسیٰ ہی تاک ہاتھ جلوسے کا کیوں ظہور

پہلے یہ دیکھیے کہ کسی میں حواس ہیں  
 او تو دیکھ لین کہ ابھی کچھ حواس ہیں  
 چل پھر کے تو جد کو مری پا نال کر  
 اُنکے لیے کلام خدا بھی سند نہیں  
 وہ کون سی جگہ ہے جہان نیکے بد نہیں  
 مظلوم کی فریاد ہے بیکس کی دعا ہے  
 و طائر شکستہ چینچ اڑ کے پہنچے نہ نشان تک  
 دیکھ پھر کہتا ہوں سُن اور دھیان رکھ  
 ایسی ویسی ہے اُسکی رحمت کیا  
 مل گئے ہیں مری تقدیر سے آپ  
 قیس تھا بے شبہ آوارہ مزاج  
 لوٹ جاتا ہے مراد دل ہر ادا کو دیکھ کر  
 یارب نہوں دماغ میں ایسے خیال جمع  
 سوتے سامان کُچ کر لے کہ یہ ٹھہرنے کی جائیں  
 حقیر ہو کر وہ کیوں ہیگا غلام تو آپ کا نہیں  
 کیے پر اپنے مجھے انفعال کیسا ہے  
 سحر کو کوچ تو شب کو مقام کر لیتے  
 آتا ہے اسل اپاہ مجھے پیارا اور بھی  
 باقی ابھی ہیں طالب دیدار اور بھی

سن سنکے تیری شان کبریٰ کے تذکرے  
کتے ہیں اے تحفظ جسے سہل متنع

اترا رہے ہیں تیرے گنہ گار اور بھی  
وہ رنگ شاعری کا ہے دشوار اور بھی

## عرضی بحضرت محمد علی صاحب شکر شیش جج جوہی

کرتا ہوں عرض حال دعا و ادب کے ساتھ  
مجھ ایسے دل گرفتہ و آفت رسیدہ کو  
کوئی وظیفہ خوار نہ اہل دل ہو نہیں  
بے ہرہ آج اس سے بھی ہوں اہل نصیب  
تھوڑی سی جو زمین کھنڈر کے ہے طور پر  
واقع نشیب میں وہ اراضی ہے اس لیے  
فصل ربیع ہوتی ہے قدر بے قلیل کچھ  
علم و ہنر سے کوئی جو ہوتا مراد سبقت  
بالفرض علم ہو تو ٹل کی سند کمان  
یہ قید وہ لگی ہے کہ برسوں اڑانی خاک  
طرہ یہ اس پہ اور کہ ہے کثرت عیال  
اب کیا کمون کہ ہوتے ہیں لسطح دن بسر  
یہ تو نہیں کہ ہے کسی قابل مری بھی نظم  
اکثر سفر کی رہا ہے رحمت مجھے نصیب  
آیا کبھی وطن میں تو آرام کے عوض

قائم رکھے حضور کی اللہ افسری  
ہرگز کسی طرح نہیں بھیتی اسپیری  
ورثہ ہے خاندان کا فن سپہنگری  
تلوار دیکھتا ہوں تو ہوتی ہے تھر تھری  
دریا کا جوش کرتا ہے اُسین شناوی  
برسات میں تو رہتی ہے بانی ہی بھری  
وہ بھی کبھی جو کرتی ہے تقدیر یاوری  
کرتا وہ آج منزل مقصد کی زہری  
اسکے بغیر ساری لیاقت رہی دھری  
سرکار سے ملی نہ ٹکے کی بھی نوکری  
کیا کیا ساک روز ہی کرتی ہے بے زری  
کچھ لوگ ہیں جو گو ہر شہنشاہ کے جوہری  
احسان ہے جو کرتے ہیں ذرہ پوری  
آوارہ ہر طرف لیے پھرتی ہے شاعری  
لیتی ہے میری جان پکری کی حاضری

پیسہ نہ تو کیا ہو سواری کا بندوبست  
دل میں ہے اسکے ساتھ یہ کھٹکا لگا ہوا  
جرمانہ ایسے جرم کی ہے لازمی سزا  
کرتا ہوں جلد بعد مسافت یہ طے اگر  
کیا ہو مقدمے کا خیال ایسے حال میں  
ہوتا ہے دن تو آپ کے اجلاس پر تمام  
اب چاہتا ہوں عدل عدالت کے سامنے  
مجھ فاقہ کش کو اپنی ہی فکر دن کی نجات  
شیبے گوشت علم یہ عرضی حقیقت کی

پیدل چلون تو پاؤں پکڑتی ہے لاغری  
ہوگی جو راستے میں کہیں دیرال ذری  
منسوخ جس طرح کہ نہ حکم نادر  
ہوش و حواس میں مئے پڑتی ہے ہتری  
سب ہذر سے قوی ہو مرا عذر آخری  
کیا بہر رزق شام کو ہنسنے سرسری  
امید عفو کہتی ہے کہ دو کھری کھری  
منصب یوں کہے ہیں کہ جھینٹی تو انگری  
انصاف کہہ رہا ہے اسے کیجیے بری

### قطرہ در تینت غسل صحیح العینا بسمی محمد سعادتی انشا مالک سیت پیر پور

اُڑی ہے آج خبر کس کے غسل صحت کی  
ذرا بھی سوز درون آج اُسکے دل میں نہیں  
روش ہے صاف شجر سبز پھول پھل شاداب  
نثار ہے زر گل کہیں تو شاہد گل  
چل پھل کا جو سامان یہ نظر آیا  
کھلی یہ بات جو ہے جان زینت مجلس  
چلا ہے بزم میں جام آج اُسکی صحت کا  
عزیز شادین بشاش ہیں انیس و جلیس

دم مسیح کے باد سحر میں ہیں آثار  
نہال باغ میں شادی سے ہو رہا ہو چار  
سحر کا وقت ہے بادل جو پڑ ہی ہو بہار  
نثار کرتی ہے شبنم کہیں دُور شہوار  
کیا نشیم سے میں نے بھی حال استفسار  
ہمارے اوج سعادت میں خوش اطوار  
اُسی کے نشے میں چھوٹے بٹے ہیں سبک شار  
کچھ آج اور سے ہے اور رونق دربار

فضول مح سرائی نہیں مرا شیوہ  
 بڑا نہ اسکو کمون گا کبھی جو اچھا ہے  
 کسی غرض سے نہیں یہ مری ثنا ہرگز  
 کیا ہے سیر مجھے دولت قناعت نے  
 یہ جانتا ہوں کہ جھکنے میں ہے سرفرازی  
 سمجھ چکا ہوں زمانے کے اوچ نیچ کو خوب  
 بنالیا ہے عنایت نے آپ کی بندہ  
 یہ مجھ سے بندہ ناچیز پر کرم کی نگاہ  
 کیا ہے دل کو مسخر بس انتہا یہ ہے  
 زبان مح بیان لال ہو کہ خود مدوح  
 حقیقت اب ہے مناسب دعا ختم سخن  
 آئی اور ترقی ہو عمرو و دولت کی

خدا گواہ خوشامد نہیں ہے اپنا شمار  
 وہ بات سو میں کمون ہو جو واجب الانظار  
 کسی کی بخشش و انعام سے نہیں کار  
 مری نگاہ میں یکساں ہیں مفضل و زردار  
 کچھ ہوں بچھری کہ آخر ہوں تیغ جو ہزار  
 اگر غرور کو پستی تو عجز کو ہے وقار  
 وفا یہ کہتی ہے سر کبھی قدم پہ شمار  
 نواز شون کی کوئی احد نہ لطف کا ہوشمار  
 ہزار جی سے تھے خلق کا ہوں شکر گزار  
 ہے ایک شاعر رنگین نوا طبیعت دار  
 پسند آئینے کس کو یہ تیرے پست شمار  
 آئی او بڑھنے شان عرف و جاہ و وقار

قطبہ تاریخ عطا کی خلعت و تیغ جناب راجہ کھیل صاحب از جانب کار نگلیشہ نو

راجہ صاحب کو جب ملا خلعت  
 جو تمنا تھی آپ کے دل کی  
 مصرع سال ہے یہ صاف حقیقت

بڑھ گئی اور شان عزت و جاہ  
 آج پوری ہوئی وہ خاطر خواہ  
 تیغ کیا برق دم ملی ہے واہ

قصائد

بھری برسات میں ساقی سے ہونی کیا ان بن  
 دیکھ کر ابر سیہ نکھو نہیں بھر کے اشک  
 خار کی طرح کھٹکتی ہے بہارا نکھون میں  
 نغے بیل کے لگاتے ہیں جگر پرناوک  
 دیکھ کر سبزہ نو خاستہ دل ٹوٹ گیا  
 جی جو افسردہ ہے گلزار ہے آتش خانہ  
 جگو صحرا کے بگولون کا گمان ہوتا ہے  
 شور مارتا ہے یہ آواز بیہون کی نہیں  
 اک طرف سکتے کے عالم میں کھڑی ہو کر کس  
 دل دھڑکتا ہے کہیں کوئز کے بجلی نہ گزے  
 چار پھولون کا بھی دیکھا جو کسی جا بھر مٹ  
 دیکھا جگو سر سیہ و عکین کیسے  
 سرو نے دور سے انگلی کے اشارے سے کہا  
 دیکھ کر سچے کو مگر حال پر نشان ہے مرا  
 سن کے اس بات کو پہلے تو میں خاموش رہا  
 ہاتھ سینے پہ جو رکھا تو کلیجا ٹھہرا  
 پھر کہا میں نے کہ کیا کیجیے قسمت کا گلہ  
 وحشت آئینہ ہے قصہ مرا طولانی ہے  
 میں بھی گلزار میں برسات بسر کرتا تھا

چھائی غم کی گھٹا دل پہ جو برس ساون  
 آئی جب ٹھنڈی ہوا بڑھ گئی سینے کی جلن  
 لیکے جاتی ہے جو وحشت کبھی سوئے گلشن  
 زخم خندہ کی طرح ہنستے ہیں گلہائے چمن  
 آگئی یاد کسی دھانی دوپٹے کی پھین  
 پھوٹی نظرون نہیں بھاتی ہو بہا رنگشن  
 رقص کرتے ہوئے پھرتے ہیں طاؤس چمن  
 کوک کوئل کی سمجھتا ہوں صدائے شیون  
 اک طرف فکر میں خاموش پڑی ہو سوسن  
 کہہ دو مطرب سے کہ اس وقت گائے ساون  
 آنکھ میں پھرنے لگی صحبت احباب وطن  
 ہو گئے مضطرب بحال ہوا خواہ بہ چمن  
 گرچہ اس باغ میں جگو نہیں یا رٹے سخن  
 ہائے کس غم میں ہے تصویرِ عالم تو ہمہ تن  
 جوش گریہ سے کسی طرح نہ کھلتا تھا دہن  
 لب کو جنبش ہونی دل کی جو تھمی کچھ نظر میں  
 اگلی باتوں سے ابھرتا ہے مازخیم کہن  
 مختصر ہو کے بھی ہے دفترِ صدف و چین  
 ہاں کبھی میرے بھی سر میں تھی ہوا گلشن

آجنگ تکھونین پھرتا ہے وہ دیکھا ہے سمان  
 اک حسین میرے بھی پہلو میں رہا کرتا تھا  
 بے پیے آٹھ پر جوش جوانی کا سرور  
 ساتھ شوخی کے وہ کچھ شرم بھی کچھ تکلیف بھی  
 دل تڑپتا ہے کلیجے پہ چھری چلتی ہے  
 چاک رکھتا ہوں گریبان لڑ بھی ہیان میں  
 سنگ نیت تھی اُسے ہاے نفاست اُسکی  
 بات پیدا وہ بناوٹ میں کہاں ہوتی ہے  
 محفل عیش میں چلتا تھا جود و رِساخ  
 پینگ جب نشہ کے بڑھتے تھے ٹررتا تھا  
 راستہ دن اپنی اسی طرح بسر ہوتی تھی  
 تفرقہ - تفرقہ انداز نے ڈالا ایسا  
 بار اٹھا جب نہ مرے خرچ کا کھسکی دولت  
 پھر تو ہونے لگا ہر ایک کا برتاؤ نیا  
 رفتہ رفتہ ہوئی صحبت ہی وہ برہم درہم  
 یہ تو بکچھ ہوا لیکن یہ رہا وضع کا پاس  
 سالہا سال رہی قرض کی مہر اوقات  
 کام آتا ہے کہاں کوئی بجز ناکامی  
 کون ہے دست طلب کے کہاں پھیلا میں

کان بجتے ہیں ابھی تک ہُنا ہے ساون  
 ہاے خازن گردین اسکی ادا تو بہ شکن  
 بزم و خلوت میں صراحی کی طرح قہقہہ زن  
 بات کرنے کا وہ انداز چھکا کر گردن  
 یاد آتی ہے جب اُسکی وہ توکیلی چتون  
 اونچی چولی کی بھین اور وہ نیچا دامن  
 بھول کر بھی کبھی زیور نہ کیے زیب بدن  
 اور ہی کچھ ہے جسے کہتے ہیں بمیاختہ پن  
 روزہ پی ہوتے تھے دو چار تے تو بہ شکن  
 باہن ہوتی تھیں کسی کی تو کسی کی گردن  
 جل مرادیکہ کے یہ عیش و طرب چرخ کمن  
 جو دلی دوست تھے اپنے ہنسنے جانی دشمن  
 جاتے ہی اسکے پھر اقبال نے بدلی چتون  
 دور رہنے لگے مجھ سے مے اجاب وطن  
 دیکھتے دیکھتے بدلایہ زمانے کا چلن  
 ہاتھ سے اپنے قناعت کا نہ چھوٹا دامن  
 یوں بھی جب نبھ نہ سکی ہو گئے اوارہ وطن  
 یعنی اس ورین باقی نہ رہی قدر سخن  
 کس کے در پر کوئی اب جا کے پسائے امن



جائے انصاف ہے یہ وقت پڑا جو جس پر  
 مین نے جب لہجہ پُر درد مین تقریر کی  
 داغ لالے کے جگر کا اُبھرا یا کچھ اور  
 کف افسوس ہر اک برگ شجر ملنے لگا  
 بڑھ گئی اور بھی نرگس کی پریشان نظری  
 شاخ گل سنستے ہی اس حال کو سُر مہن نے لگی  
 باغ میں چار طرف نغمہ بلبیل کے عوص  
 باغبان دیکھ کے یہ حال پریشان ہوا  
 پاس آ کر مرے اس طرح کیا اُس نے خطاب  
 گوشہ باغ میں دل تھام کے مین نے بھی سنا  
 ناموافق ہی رہا ہے یہ زمانہ اُس سے  
 حق بجانب ہے اگر شاکیے غربت ہیں آپ  
 شرط ہمت یہ ہی جو سر پہ فلک ٹپ پڑے  
 کون کہتا ہے کہ دنیا میں نہیں قدر کمال  
 آج مانا کہ لگا ہو نہیں یہ ہر خوار و ذلیل  
 لاکھ عسرت ہو مگر چاہیے شاہانہ مزاج  
 یہ کوئی بات ہے سامع کے نمودل پر اثر  
 آمرے ساتھ دکھاؤں مین تجھے اک دربار  
 مین نے سنستے ہی یہ فردہ وہ کہا اک مطلع

کیون غم ویاس کی تصویر نہ ہو وہ ہم تن  
 ہو گئے سُن کے پریشان جو انا ن چمن  
 پڑ گئے نیل یہ مٹھ بیٹ کے روئی سوسن  
 غم سے پھولوں نے بھی چاک اپنے کیے لیہن  
 سرو استاد ہوا جھاڑ کے اپنا دامن  
 بید لرزان ہوا تھرا کے ہر اک نخل چمن  
 پتے پتے کی زبان پر تھی صدائے شیون  
 کہ کہیں مفت نہ برباد ہو آبا د چمن  
 اک ذرا میری طرف دیکھیے اے مشق مین  
 آپ جو کچھ کہ بیان کر گئے احوال محن  
 جتنے گذرے ہیں غرض اہل قلم اہل سخن  
 اہل جوہر سے ہمیشہ یہ چھوڑا تا ہے وطن  
 ہاتھ سے صبر و قناعت کے نہ چھوڑے دھن  
 کون کہتا ہے کہ باقی نہیں اب قدر سخن  
 سب پر آئینہ ہے ممتاز کبھی تھا یہ فن  
 غم ہے کیا جب تے قبضے میں ہو قلم سخن  
 ہاں مگر شعر مین درکار ہے بیاختہ پن  
 چل مرے ساتھ اٹھانا ہو اگر لطف سخن  
 جسکو پڑھتے ہی چڑھائے صہبائے سخن

مطلع	<p>آدھر ساقی مستانہ ادا تو بہ شکن  شرم رکھنا مری مستی کی ذرا وقت خوار  جادہ نظم سے نشہ میں قدم ڈگنے نہ پائے  لطف و خوبی سے مری نظم مرصع ہو جائے  دیکھ کر آب سخن عارض خوبان فوق ہو  ہوں کچھ اس طرح کے پچین تڑپتے اشعار  سخن نو کا مرے ہو یہ جہان میں شرہ  وہ تروتازہ ہو گھماے مضامین کا باغ  زاغ بھی کھائے جو اس باغ کی دوزخ ہوا  ڈال کر منہ سے لہو رنجِ حسد سے مر جائے  سخن نو کی مری دھاک بندھے عالم میں  اور کیا اہل قلم تک مرا لوہا مانیں  جھوم کر وجد میں جب مدح کے شعار پڑھوں  سُن لے سُن لے مری ہر ایک کی سُننے والے  تاکے کدول آشفتمے بیان یہ مہینہ</p>	<p>دے مجھے ڈھال کے ساغر میں موند کر کن  کہ ترے نام سے کرتا ہوں میں آغاز سخن  تجگو معلوم ہے جیسا کہ یہ ہوتا زک فن  جیسے آراستہ پیراستہ اک تازہ دھن  سادہ اک شعر جو پڑھ دوں تو اُسے رنگِ جن  شوخی معشوق کی جس طرح نو کیلی چتون  سب کی نظروں سے اتر جائیں مضامین کن  سامنے جسکے ہو بے رنگ بہار گلشن  پھر وہ برسوں ہے بلبل کی طرح چہ زون  ہو یہ مجروح مری تیغِ زبان سے دشمن  منہ مرے سامنے کھولیں فیضانِ زمیں  یوں کہیں اہل سخن ہے یہ سخن مستحسن  بلبلِ قدس کے لب پر بھی ہو جن جن  بھڑے بھڑے گلِ مقصود سے میل و امن  آدم بر سرِ مطلب کہ نہو طول سخن</p>
قسط		
	<p>وصف اس کانِ یاست کا ہے منظورِ نظر  روز افزون ہے دولت کو ترقی اس کے</p>	<p>جسکو خالق نے کیا جوہ و عطا کا خزن  نعل و الماس کی بڑھتی ہے جہتِ مہکن</p>

<p>اور مشہور زمانہ ہو عطا کا شہرہ امتحان فہم و فراست کا اگر ہو جائے بیٹھے صحبت میں جو نادان تو دانا ہو جائے ہے وہ تقریر مسلسل جسے مانین حکام سکے دشمن جسے لب چاٹ کے رہ جائے خوش ہر گھڑی نوک لبان ہے جو اصول منطق اس لیاقت پہ یہ خلاق نے شان کرم</p>		<p>اور حاتم کی طرح تام ہو اس کا روشن اہل اور اک کہین اسکو فلاطون من تیز ہو عقل کرے بات جو اس سے کو دن بحث میں اسکے کچھ اس طرح کا ہے ٹھہار تاب کیا ہے کوئی تردید میں کھولے جوہن بات بڑھ جائے جو ہو جائے اسے پاس سخن اس ریاست پہ یہ الطاف نے مستحسن</p>
<p>سنگون کیلئے کوٹھی کی بلند سی جو ہوا تیرے کرے سے چھپے کیون مکان جنت کا اس کے اسباب نئے قطعہ نئی طرز نئی قابل دید ہے گلوں کے درختوں کی بہا خانہ باغ ہے کوٹھی کے جوہر چار طرف یہ کنواں ہے کہ کوئی پھوٹی ہو کوثر کی ستو باغ کی آنکھ کا تارا ہے کہ تالاب یہ ہے چھوٹا تارا ہوتا ہے فوارہ ہمیشہ اک طرح</p>	<p>قطعہ</p>	<p>پھر فلک نے کبھی اپنی نہ اٹھائی گردن یہ عمارت ہے نئی اور وہ ہے قصر کن خلد کی کہنہ عمارت کے پیرانے فیشن انکی پتی کی وہ بسری وہ گلوں کا جو بن جس طرف دیکھیے پھولا ہے تر و تازہ چین یا کوئی جو رہشتی کا ہے یہ چاہ و فن یا ہوا چشمہ خورشید زمین پر روشن یعنی اس باغ میں ہے بارہ ہینے ساون</p>
<p>تیرے عطیل میں بھی ابلق ایام کی طرح چال وہ چال کہ پران بھی قدم لین چھاک کر</p>	<p>قطعہ</p>	<p>جو زبان فرد تو بے مثل ہوا اک تومن دیکھے گھونگھٹ کی جو نوٹ کو تو شرٹے دسن</p>

بال ہنوری سے صفا کان کنوتی کے دست

اُسے سینوں کی وہ چوران وہ اونچی گردن

قطعہ

گاڑیاں نیکہ کے حور اپنا چھپر کھٹ بھولے  
مختصر یہ ہے کہ ہر چیز میں لاکھوں جدت  
خوب ہی مج کو بھی سوچھی یہ انوکھی تشبیہ  
اس سے سو گونہ بگتھے اور خدانے سامان  
اک ترمے دم سے ہون ابستہ ہزاروں جانین  
تیری تعریف لبوں پر ہوا اسی طرح مدام

ساخت انگلش کی ہے کوئی تو کوئی امرین  
ساز و سامان ہیں اچھوتے تو زلا فیشن  
دونوں گھوٹے ہیں بری سخت ان ہنرین  
لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
اور بھی تیرے کرم کا ہو کشادہ امن  
مٹھدین جب تک زبان اور زبان پر سخن

آج عالم میں چمک جائے حقیقت مداح  
ہو ترانہ ستراقبال جو پر تو انسگن

دیکھیے جس سمت چھایا ہو خوشی کا اک سماں  
ہے طلسمی باغ یا کوٹھی کی آرائش کا حسن  
شامیانہ ہے کہ چھایا سر پہ ہے ابر بہار  
جھاڑ بانڈی کی صنیا سے ماند تویر مقرر  
ہیں وہ گلدستے کہ نطائے سے آنکھیں ہوں خنک  
خاک کا اب ذرہ ذرہ روکش خورشید ہے  
اسے زمین ہے آج تیرے بخت کا اختر بلند  
ہرستان میں اوھر روشن چراغ حسن ہے

دن زمانے سے پھے بد انظام آسمان  
ہر در دیوار اک پھولا پھلا ہے بوستان  
انصب خیمے میں کہ برج نور میں ہیں مہمان  
جس کنول کو دیکھیے ہے مثل نجم فشان  
سازگی وہ جس سے شرطے بہا گلستان  
رونق سطح زمین سے دب باہوا آسمان  
اسے فلک ٹالیدہ ہو کر تو پہونچ تا لامکان  
خیمے خیمے میں اوھر جمع غیار مہ رنجان

ایک کے لب تبسم قہقہوں سے چار مست  
 ہر طرف اک دھوم ہے شور مبارکباد کی  
 نام سے ہمدی حسنِ جان کے نہیں گاہ کون  
 اُسکا کیا کہنا شگوفہ ہو جو ایسے باغ کا  
 خویش ہیں انکے سعادت تو ظفرِ نختِ جگر  
 گلشنِ شاداب کے ہیں بوٹے بوٹے خوشگوار  
 رشک و گلشن ہے اک لک پھول اس گلزار کا  
 یوں تو سب چھوٹے بڑے اس گھر کے اخلاقی ہیں  
 آپ ہی کے ہاتھ میں ہر آج اس شادی کا نظم  
 کون ہے اب کج ایسا صاحبِ دعو عطا  
 اس قدر داد و دہش کا ہے کہاں باز اگر کم  
 واہ لے زندہ دلی ہر رنگ میں ہونا شریک  
 آپ کے ہر دم قدم کی روشنی جس بزم میں  
 میزبان کو دیکھیے یا میسمان کو دیکھیے  
 زرِ کہاں ہو جو پچھاوے کیجیے نو شاہ پر  
 اسے نہ ہے عزت جاہل بزم کو آئے پسند

ہے خوشی سے خندہ بان ندگل جہی جہان  
 نغمہِ پنج تہنیت ہر ساز ہے مثلِ بان  
 ایک بان ہے خلقِ نھاوہ شخصِ فخرِ خاندان  
 بڑھتی ہوئی ست عطا کی طرح جسکی ڈالیاں  
 دل کی ٹھٹھک و زون و زون بکھوئی ہیں تلپاں  
 کوئی ہے شہزادہ قد تو کوئی ہے سرورِ دان  
 دُور ہی یارب ہے اس باغ سے و خزان  
 لیکن اک ات سعادت میں ہیں بچہ بچیاں  
 آپ ہی کے انتظامِ حُسن کا ہے یہ سماں  
 حوصلہ قیصر کا ہے حاتم کی ہیں فیاضیاں  
 کون ہے ایسا سخی اب آج زیرِ کسمان  
 پیر کی صحبت میں بوڑھے نوجوانوں میں جوان  
 کیون نہ پھر ہو یہ اُلو العز می بحال میمان  
 ایک سے اب ایک کے اعزاز کی ہے عروشان  
 بان مگر اللہ نے بجا کیا سحر البیان  
 مین گل مضمون کی لایا ہوں لگا کر دایان

دونوں بھائی کا رہے سرسبز باغ آوازو  
 اور یہ پھولیں پھلین یا خالق کون و مکان

غسلِ صحت ہے مے سرکار کا  
 حُسنِ پھرابِ مائلِ تزیین ہوا  
 کچھ فزالی کج ہے ترتیبِ بزم  
 یہ خوشی اتنی خوشی ایسی خوشی  
 قہقہوں پر قہقہے ایسے کمان  
 گونج اٹھی نمون سے محفلِ دیکھنا  
 رقص کیا پہلی نظر میں پھپھکی  
 جس طرف دیکھو کھلا ہوا رخِ حُسن  
 ہو اگر اس جشنِ مینِ اگر شریک  
 اب کسے پر ہنیر کی طاقتِ حِفْظ  
 محویوں میں چھوڑ کر بکریاں  
 آج ہے پینے پلانے کا مزہ  
 میکشون کا غول نیکر اپنے ساتھ  
 خوب درگت آج اسکی بیگھے  
 سب کو دوزخ میں بھرنے تیار ہو یہ  
 کچھ نہ گدھی سے واعظ کی زبان  
 خلق اُسی نے تو کیے ہیں نیک  
 پتھر جو میدانِ ستارِ شمس آگیا  
 ہو رہی ہے پتھر پتھر پر دعا

آج نکھر آنگ پھر دربار کا  
 بخت چمکا آئینہ بردار کا  
 اک تماشہ ہے سمانِ حضار کا  
 غم غلط ہے آج ہر غمخوار کا  
 نام ہی ہے قہقہہ دیوار کا  
 ایک جادو ہے گلے دار کا  
 نقشِ باطل ہے بیانِ پار کا  
 بزم کیا تختہ ہے اک گلزار کا  
 دور ہو دیکھ کر گس بیابان کا  
 دل ہو بیابانِ شربتِ دیدار کا  
 راستہ لے خانہ خوار کا  
 بان یہی موقع تو ہے اشار کا  
 آگین اُچھال اب شیخ کی ستار کا  
 ایک ہی دشمن ہے نیخوار کا  
 منحرف ہے رحمتِ غفار کا  
 عیب پوشی حکم ہے ستار کا  
 ایک ہی جلوہ ہے نورِ وار کا  
 رنگ بدلا خاے کی زقار کا  
 حُسن دیکھو لفظ کے تکرار کا

<p>و بد با ہڑھتا رہے دربار کا  روز و شب عالم رہے تو ہمار کا  سلسلہ جاری ہو پہراب پیار کا  پھر مزہ دے ٹوٹ جانا ہمار کا  لوٹ لینا دولت دیدار کا  آج دن ہے بخشش سرکار کا  حق ہے مد نظر حق دار کا  مسکوب کو رشک ہوا تیار کا  مخ خوان ہوں اک طبعیت دار کا  پھر صلہ مجھ کو ملے شہار کا</p>	<p>عمر و دولت کی ترقی ہو مدام  رات دن ہو عیش و عشرت میں بسر  پھر حسینوں سے ہو پیدار سم و آہ  ہاں ٹھکے اُس چیز پر پھر مست شوق  ہو مبارک آج شوق و خیر کو  حاضر دربار کو مرادہ یہ ہو  دور سے ہم بھی دعا میں ہیں یک  دھوم ہو داد و پیش کی دھوم ہو  موتیوں سے منہ بھرے تو کیا عجب  پھر وہی ہو صحبت شعر و سخن</p>
<p>پھر اٹھے دست دعا پر یہ کمون  بول بالا ہو مرے سرکار کا</p>	
<p>قطعات</p>	
<p>یہ روز سعید اے سخندان مبارک  یہ دورہ تجھے ترخ دوران مبارک  ہمیں جامِ زہاد کو ایمان مبارک  اگرے عاشق و صہل جانان مبارک  ہے وحشیوں کو بیابان مبارک</p>	<p>حفظ ابکے ہے جمعہ و عید باہم  مبارک تمہیں حاجی و حج اکبر  گلستان کو فصل بہاری کا موسم  نویہ خوشی دے رہا ہے یہ ہفت  سرخسہ حالان کو سولے کا کل</p>

<p>امیردن کو دولت سے ہو گیابی پیو پیئے والو شراب محبت نگاہوں کو دیدار حسن دل آرا دو ایکے تاثیر خود آ رہی ہے اگلون کو چمن بلبون کو ترانہ اکدھر ہے صبا آدھر بھی تو دم بھر</p>	<p>فقیر دن کو روزی کا سامان مبارک سرور دل و راحت جان مبارک دل عاشقان کو ہوار مان مبارک مضیان الفت کو در مان مبارک غزل کہنے والون کو دیوان مبارک شیم گل بوے ریحان مبارک</p>
<p>حقیقت سخن کی یہ دعا ہے کہ ہوائے ظفر عید قربان مبارک</p>	
<p>اکی سیر جو کل عالم تصویر کی مین نے کچھ صنعتیں ایسی تھیں کہ بس دیکھ کے جنکو وہ دیکھو دھرم دی حجاب کی سے تصویر اب نام بتائے کوئی کس کس کا کہانتک بان صد کی تصویر کی کہنتی ہے وجاہت</p>	<p>اللہ کی قدرت کا نظرا یا تماشا حیران ہو ہزار تو مانی کو ہو سکتا جو لطف مجسم تھے جو اخلاق سراپا خاصہ کوئی الہم ہے کہ یہ بیچ کا کرا نقشا ہے سعادت علی اقبال نشان کا</p>
<p>فوتو جو لیے اپنے تار تار یہ سو جھی تصویریں بچی اور بچیں مصویر بھی بے یکتا</p>	
<p>سر پرست قلم نے نور کا مانج ہر حرف کی عرش پر پہا کرسی</p>	<p>لکھنے جو چلا ہے حال معراج معراج ہے حسن معنوی کی</p>



<p>اچھی ہے یہ حمد و نعت کی حمد اصحاب کا خاص مرتبہ ہے اب سینے یہ البتہ ہماری منشی کا ہے مدرسہ جو مشہور تشریف ضرور لائیے آپ</p>	<p>احمدین احمدین احمد ایک ایک بزرگ پیشوا ہے ہاں ہفتم و بست کو ہے جہی دو شب ہے وہاں بیان منظور مابعد عشا کے آئیے آپ</p>
<p>آنکھوں کو بچکھائے ہے سر راہ خواہان کرم ہدایت اللہ</p>	
<p>سعادت علیخان والا کو یا رب یہ روز سعید انکو پیش آئے دن دن زمانہ ہو حلقہ بگوشون میں داخل لگائیں گلے ان کو خوبان عالم چلے بادۂ عیش کا دور بہیم کسی کا کسی سے بہم عید ملنا جوانی کا یوں ہی ہے دور دورہ فرہ ہے ہنسی سن میں اُفتگی کا کسی کا تصور ہے چشمِ دول میں یہی اک ترانہ ہوا اس انجن کا مبارک تھے خوگر عفو ہونا</p>	<p>ہو عید الضحیٰ کی مسرت مبارک یہ ہو جاہ و اقبال دولت مبارک ریاست مبارک حکومت مبارک حسینوں کو ہو اکی چاہت مبارک بغل میں ہو اک حر طلعت مبارک مبارک مبارک نہایت مبارک مبارک ہو یہ حسنِ صوت مبارک کہ ہے فصل گل تہکت چشت مبارک محبت مبارک محبت مبارک مبارک سلامت سلامت مبارک عدو کو ہوش کوہ شکیات مبارک</p>

<p>مبارک ہو رنگ طبیعت مبارک  یہ طاقت یہ جرات یہ بہت مبارک  دلیری مبارک شجاعت مبارک  مرے دین اتنا سخاوت مبارک  مبارک مجاز و حقیقت مبارک  بس بپارساؤ کی صحبت مبارک  اگر اک خدا کی عبادت مبارک  مبارک ہو حج و زیارت مبارک</p>	<p>اکھلیں تو یہ نواب غماے مضامین  زمانہ کہ شیر دل شیر انگن  نہے رعب۔ ہوا آب شیر زن کا زہرہ  یون ہی در پہ ہو مجمع اہل حاجت  بتوں کی محبت ہو یاد خدا ہو  بہت رہ چکے محفل میکشی مین  جھکے اب نہ یہ سر کسی بت کے در پر  مبارک ہو کعبے مدینے کا جانا</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

حقیقت ایک کیا۔ مح خان ہو خدائی  
سعادت کو ہو یہ سعادت مبارک

<p>مبارک ہو یہ عید اضحی مبارک  یہ اقبال یہ دور دورا مبارک  یہ جوڑا مبارک یہ جا ما مبارک  یہ صحبت یہ محفل یہ جلسا مبارک  یہ ہو عید قربان کا یہ امبارک  گلے حسن النون سے ملنا مبارک  نگاہوں کو ہو یہ تماشا مبارک  عیش و طرب کا زمانہ مبارک</p>	<p>جناب سعادت علی خان کو یارب  رُیسا نہ شوکت کا ہو بول بالا  لباس شہانہ کی کہتی ہے زینت  مبارک شبِ روزِ بولیش و عشرت  سمان آج کا دوسری عید تک ہو  حسینوں کے جُھر مٹ مین گئے جانی  آئے لکھن مئے حسن خوبان کے ٹہن  یہی نہ ہی رن ہن کھل کھیلنے کے</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

<p>عروس خوشی سے لہے ہکناری  بسر عمر ہو حسن کی دیو یون مین  مبارک اُن آنکھوں کا متوالا ہونا  نگاہوں کو ہوا چھی صورت کا لپکا  رخ و زلف کار و زرب ہون نظارہ  کرین آپ محراب ابرو مین سجدہ  خدا کی ہوطاعت پرستش تو تنگی  کسے آج پینے پلانے سے فرصت  مجھے کام ہے آپ کی اب عطا سے  یہ دراور ہو مجمع اہل حاجت  ادھر سے دعا ہو ادھر سے عطا ہو</p>	<p>مبارک و لمن کو یہ دو لہا مبارک  حسینون پہ ہو دل کا انا مبارک  مبارک یہ ہو جام ضیا مبارک  محبت کا دل کو نقا ضیا مبارک  مبارک ہو یہ جوش سوا مبارک  رہے اہل کعبہ کو کعبا مبارک  مبارک ہتھین دین دنیا مبارک  ہتھین زاہد و ہود و گانا مبارک  زمانے کا حاتم کو شہر مبارک  یہ بخشش ہوئے دین انا مبارک  یہ لینا مبارک یہ دینا مبارک</p>
<p>حفظ اس کو کیسے نوید مسرت  کہا آپ نے قطعہ ایسا مبارک</p>	
<p>ریشک مجھ کو کیوں کسی شاعر کی ہو تقدیر پر  جو ملازم ہیں وہ مال مال ہیں خوشحال ہیں  جل کے مسکاتے ہیں مصرت یہ ہونے کی حد  کچھ دنوں یون ہی ہو دہش تو دیکھنا  قصہ ماضی کا دہرانا ہے اک طول اہل</p>	<p>کیا کسی سے کم مے آقا کی ہے جود و عطا  ہے در دولت کا سایہ سایہ نخل ہما  آپ کے در سے کبھی پھرتا نہیں خالی گدا  جان لے گی خلق اپنا آپ کو حاجت روا  نیسے اک تازہ حکایت ایک طرفہ نہ کرا</p>

حسب عادت شام کو تھے رونقِ محفلِ حضور  
اتفاقاً میری جانب پھر گئی چشمِ کرم  
سچ ہوئے مانگی مرادین یوں کسی کو بے ملین  
شوق کی چیزوں کے آگے مال و زر کی اصل کیا  
اور بھی طاؤر دیے ایسے کہ جو کیا بے بین  
اس عنایت اس کرم اس بخشش شاہانہ پر  
یا انہی تا ابد قائم رہیں آقا مرے  
کوئی اچھینٹا اس طرف بھی آج او ابر کرم  
بھر دے تو آغوشِ بیکم کا گلِ مقصود سے

دائین بائیں ہر دو جانب تھا مصاحب کا پر  
پھر تو یوں سمجھو کہ تھا اک جوشِ زن بحرِ سخا  
پہلے رخصت دی پھر اسکے بعد کی نقدِ عطا  
جان بخشش بیہوشی بخشا مجھے کا کا تو آ  
مست رکھتی ہے شبِ روزِ نکلتے نکلتی صدا  
ہر بُنِ موسے سے ہر دم نکلتی ہے دعا  
یا انہی ہر دلی مقصد ہو پورا آپ کا  
غنی چٹکین گل کھلین باغِ سعادت ہو ہر  
اسے چمن آراے عالم مانا کر سارِ جن و سما

شور آئین گونج اٹھا میں نے کہا جب اُحفظ  
یہ دعا مقبول ہو یا رب براے مصطفیٰ

آئی ہے حفیظ عیدِ قربان  
ہرمتِ عجب چل پہل ہے  
سب پہنے لباسِ پر تکلف  
شوکتِ اسلام کی ہے ظاہر  
یہ تو ہے ادھر ادھر کا منظر  
جوڑی برساتی مین لگی ہے  
سرکارِ محل سے باہر آئے

یعنی ہے یہ دن ہنسی خوشی کا  
ڈوبی ہوئی رنگین ہے دنیا  
جاتے ہیں پڑھنے کو دو گانا  
تکبیر کا ہے بلند نعرہ  
دربار کا اب دکھاؤن نقشا  
اسوقت کا سین ہے نرالا  
مجرے کو بھونچ کر جھٹکایا

پیر زیب ہے کیا لباس زرین  
 ٹوپی ہے کہ سر پہ تلج زر ہے  
 صوت سے عیان ہو شان شوکت  
 کیا خوب بھرے بھرے ہن بازو  
 آنکھیں ہن نشلی کس غضب کی  
 معشوق فریبوں کی گھاتین  
 جرات کے کچھ اور ہی ہن انداز  
 لیکن ہے کرم کی شان غالب  
 اخلاق کی کوئی حد نہیں ہے  
 لو آپ چلے ناز پڑھنے  
 کس شان سے جا رہی ہو جوڑی  
 داخل ہوے حید گاہ میں آپ  
 احباب سے عید مل ملا کے  
 بیٹھے پھر آپ لیٹو و پیر  
 کوٹھی میں حضور آ کے اترے  
 آئے ہن حسین عید ملنے  
 خیر آج نہیں ہے اتفاق کی  
 پھر تاک میں دل کے حسین ہن  
 قسمت اسکی ہے عید اسکی

اللہ سے آپ کا سر اُپا  
 چہرہ ہے گلاب چاند ماتھا  
 اقبال کا ہے بلند تارا  
 گول کمر یہ سینہ چوڑا  
 موزون ہے کیا ہی میاں  
 ہوتی ہن ادا ادا سے پیدا  
 تہو پہ دھرا ہوا ہے غصا  
 ذرون کا بھی ہو نصیب چمکا  
 الطاف کا رنگ ہے ہوید  
 خوشبو سے ہمک ہا ہے رستا  
 اڑتا ہے ہوا پہ گل کا تختا  
 پھر ٹپھ کے ناز سن کے خطبا  
 دیتے ہوے سالکوں کو صدقا  
 جوڑی پھر ہو گئی روانا  
 قربانی ہوئی ثواب لوٹا  
 حاضرین پر ہی جمال کیا کیا  
 محفل میں چلے گا دور صبا  
 کہتے ہن دکھا کے ناز و غمرا  
 جو میری بغل میں آج ہوگا

لیکن نہ چلا کسی کا جادو  
اب آنکھ میں کیا کوئی سماے  
غرض نہیں آپ کی نظر کو  
ساتی اک جام معرفت دے  
مختل درخواست ہو رہی ہے  
مسجد میں اذان ہو رہی ہے  
یہ وقت دعا کا ہے دعا مانگ  
قارون کو دیا تھا گنج کس نے  
منزل کو بناے وہ تو نگر  
آقا کو مرے نہ ہو ترود  
اولاد دے کروئے زرے  
اس گھر میں ہو پھر چل پھل وہ  
دربار کے دن پھر بن الہی  
ہر روز ہی عید کا سماں ہو

تا دیر رہا اگر چہ جلسا  
دل اور کا ہو چکا ہے بند  
اتنا بھی تو ہو خیال پکا  
اس وقت اتار پر ہے نشا  
وہ دیر میں بچ رہا ہے گھٹنا  
خورشید بچھا چکا مصلّا  
درگاہ میں اُسکی ہے کمی کیا  
حاتم کا ہے کون دینے والا  
نادار کو بخش دے خزانہ  
اے خالق بے نیاز و ہمتا  
سُن لے مری آرزو خدا یا  
شہروں شہروں ہو جسکا شہرا  
بٹجاسے داؤن سے رنج سارا  
ہر وقت لے خوشی کا میلا

تاریخ بھی فال نیک بھی ہے  
محبوب ہے جشن عید اضحیٰ

اٹھ یہ سونے کا نہیں وقت ہوا نیک نہاد  
آج وہ دن ہو کہ ہے ایک زمانہ دل شاد

صبح دم مجھ کو جگا کریمے دل نے کہا  
آج وہ دن ہو کہ گھر گھر ہے خوشی دنیا میں

آج ہستی میں مسرت کا عمل بیٹھ گیا  
 راج گدی کا یہ جلسہ ہے کہ اللہ اللہ  
 چھ گیا چشم تصور میں سمان کچھ ایسا  
 صاف ایسی تو کھینچے بزم طرب کی تصویر  
 باغ کے وصف میں گلہائے مضامین کھلین  
 یہ چمن وہ ہے جہاں دخل خزان ہونہ سکا  
 قدر و انان سخن ہوتے ہیں جس موقع پر  
 محو کر دے مری اعجاز بیانی کا اثر  
 اسے نے فخریہ دربار سخن فہم کا ہے  
 آج رکتی نہیں روکے سے مری فکر رسا  
 کعب گئے ولین جہاں الفاظ زبان سے نکلے  
 یار اللہ کمان آج رسائی ہے مری  
 محفل نور کا اس بزم پہ کیوں مرنے گمان  
 پہلوے چپکے ہیں زینت کے سبب دکھان  
 زیب آغوش ہے فرزند بھی چشم بد دور  
 نیک ساعت ہی یہ ایسے میں عالماتک حفیظ  
 جاہ و اقبال کی آنکے ہو ترقی دن دن  
 چمن و ہر میں پھولین پھلین اس کثرت سے  
 یہ سمجھ کر کہ سخی ابن سخی ہیں مدوح

لوح عالم سے مٹی رنج و الم کی بنیاد  
 جشن جمشید پہ کرتی ہے خدائی ایراد  
 ایک بیک سہو ہوئی عیش گذشتہ کی بھی یاد  
 رنگ مانی ہو جسے دیکھ کے ششدر ہزار  
 آنکھیں ٹھنڈی ہوں اگر غور سے دیکھیں تھا  
 سامنے اسکے خزان دیدہ ہے باغ شداد  
 نقطے نقطے سے عیان ہوتا ہے نگار بجا  
 ہو جو حاسد بھی تو میاں ختہ دے اٹھے داد  
 حاصل اس فن میں ہمدوح کو اک استعداد  
 آج آتی ہے چلی زہن کو غیبی اعداد  
 کر دیا خانہ انصاف نے ہر شعر صبا  
 لستہ الحمد کمان پہونچی ہے طبع جواد  
 ہوں جہاں صدر نشین باوہیشور پر شاد  
 الغرض دونوں برادر سے ہے گدی آباد  
 اپنے دامن میں لیے طرفہ مٹ رہے شمشاد  
 آج وہ دن ہے کہ بھر جائیگی دامن مراد  
 یا خدا خضر و سیاح سے بھی عمریں ہوں زیاد  
 ایک سے ہوتے ہیں جسطرح ہزاروں صداد  
 دل یہ کہتا ہے کہ دے تو بھی دے لے تعداد

درمیان لطف و غضب کے ہو یہ پند ہی عدل  
دوست آباد رہیں اور ہون دشمن برباد

پھر رہی ہے نیم گھبرائی  
کس کی نرگس ہوئی تماشائی  
اکل و اسی ہو باغ میں چھائی  
روٹھی بیٹھی ہے بزم آرائی  
کہ اٹھا دو پر خ میسنائی  
جسکے دم سے ہے زیرِ زیبائی  
کانِ خوبی و شانِ غنائی  
قسمت اس سرزمین کی چرائی  
یہی جاتی ہے ایک تنہائی  
اور کی ختم خامہ فرسائی  
جو سنی تھی وہ باتِ سحر پائی  
دیکھیے کب یہ پھر ہو یکجائی  
جب چلے آپ کہہ کے گڑبائی

سیر کو جا رہی ہے نکمت گل  
دیکھتا کیا ہے سراٹھا کر سرو  
آج بلبل کے چھپے وہ نہیں  
بزم میں بھی چل پھل وہ نہیں  
اس تغیر کا جب سبب پوچھا  
رونقِ باغِ زمیں ت محفل  
یعنی بابو میشور پر شاہ  
جالتے ہیں ہر سیرِ نیشی تال  
سارا اسٹاف جا رہا ہے ساتھ  
سکے یہ میں بھی اپنی جاسے اٹھا  
جا کے دیکھا تو جمع ہیں اجباب  
جو تھا اپنی جگہ یہ کستا تھا  
دمی و عائبے یک بان ہو کر

یہ سفرِ رقت مبارک باد

یہ سلامتِ روی و باز آئی





<p>پھر کینی تال سے باہر میشور آگے  پھر وہی جوش طرب ہے پھر ہی جوش نشاط  شاخ گلبن مل ہی ہے سر سے بڑھ کر گلے  مسکرائے پڑتے ہیں غنچے ہنسے پڑتے ہیں گل  صحی گلشن سے ذرا کوٹھی کا منظر کم نہیں  یہاں کو دیکھیے یا میر بان کو دیکھیے  جھنڈیوں کی وہ نمائش وہ پھر ہون کی بہار  نور کی آواز ہر کریمین ہے گونجی ہوئی  جشن سے پائی فراغت یہاں نصرت ہے  دیکھیے ہے آپ کے وٹے کا کب سے منتظر</p>	<p>آپ کی کوٹھی میں پھر احباب کا ہے جگمگا  پھر نوید تہنیت لے کر چلی باد صبا  چشم زکس کا ہے ایسا دیکھیے گل کی فضا  گدگداتا ہے دلون کو بلبلون کا چچھا  کیا نئے انداز سے اک ایک کرہ ہے سجا  ایک سے محفل کی رونق ایک سے گھر کی ضیا  بج ہے ہن شادیلے شام ہے چھوٹا بڑا  یعنی اہل ذوق کتے تین جسے روحی غذا  وقت ہے جو دوسخا کا اب ٹھے دست عطا  آپ کا استاد شاعر جفیظ خوشنوا</p>
<p>علم کی دنیا میں ہے کچھ نام اگر منظر  مدتوں کا ہے جو وعدہ آج ہو جائے وفا</p>	
<p>رباعیات</p>	
<p>چہرے پر نظر پڑی تو دل ہو گیا شاد  صورت سے کہیں بڑھا ہے حسن سیرت</p>	<p>باتوں سے شگفتہ ہوئے گھما سے مراد  اخلاق سراپا ہیں میشور پر شاد</p>
<p>جب تک یہ رہے عالم امکان آباد  آنکھیں ہوں خنک دیکھ کے دیدار سپر</p>	<p>رونق دہ گلشن ہوں یہ سر و شمشاد  اولاد سے ٹھنڈے ہوں میشور پر شاد</p>

<p>اک بحر کے بے مثل گہرین دونوں سچ پوچھے تو شمس و قمرین دونوں</p>	<p>اک باغ کے گویا گل ترین دونوں ترجیح کسے دونوں برادرین دونوں</p>
<p>جب تک ہو یہ ناقوس واذان کی فریاد پھولین پھیلین اللہ میسر پر شاد</p>	<p>بتخانہ و مسجد رہیں جب تک آباد جاری ہو لبون پر یہ ایس اور دعا</p>
<p>جس طرح مری طبع رسا کا شہرہ اب تو ہے تری جود و عطا کا شہرہ</p>	<p>ہر سو ہے ترے فہم و ذکا کا شہرہ آوازہ تھا حاتم کی سخاوت کا کہی</p>
<p>حلق سے نیچے جو اتری پنجوی سی چھا لگی ہو گیا ٹھنڈا کلیجا بجھ گئی دل کی لگی سامنے آنکھوں کے گویا ایک محفل تھی سچی غول حورون کا کمین ٹکڑی کمین غلمان کی پھر گئی آنکھوں میں گلزار ارم کی تازگی مختلف سانچے میں گویا ہر عمارت تھی ڈھلی ان مکانوں کے کمین کا نام پوچھو تو سہی دوسرے غلام میں کرتے ہیں ابھی وہ افسری یہ محل اُنکے میں کرتے ہیں جو عدل منصفی</p>	<p>پھولی ہو آنکھوں میں سرون ایسی موسیقی نے دی نام کو مے تھی۔ گردِ اصل تھا آبِ حیات جوشِ مستی میں گندرا پنا کمان تھا کیا کمون اب کمون بکینڈس کو یا جان سے منشاں اکرے کچھ ایسے تھے خالی جنکی زمیت دیکھ کر کچھ محل یا قوت کے تھے کچھ تھے موتی کے مکان محو حیرت ہو کے میرے دل نے دی تجھ کو صلاح دفعاً آئی ندا جن کا یہ ہے دارالقیام یہ جگہ انکی ہے دنیا میں جو ہیں یا بند عدل</p>

بول بالا صاحب انصاف کا ہی ہر جگہ  
 خواب کے ہر رنگ تھی جو نشہ ہو کی ترنگ  
 جمع اک اجلاس پر تھا مجمع اہل غرض  
 پاک طینت نیک خوابو سنہری لال بہن  
 آپ کو ہے تنظیم قحط میں اک درک خاص  
 داد کے قابل کلمہ کرنے کیا یہ انتخاب  
 سچ ہے ہر کالے و ہر مرے یہ خوشی و بات  
 شہر سے قصبہ تک ہیں سب عالم آپ کے  
 اس دعا کا سلسلہ ہو چکے گا شاہ ہند تک  
 ڈپٹی صاحب ہیں ذریعہ اصل مرکز اور ہے  
 دیکھ کر صورت بیان کرتا ہو جو احوال دل  
 سر شکتی یہ زمیندار اور روتے کاشتکار  
 چڑھا ہے ماتحت پرافسر کا پر تو اس لیے  
 حرفتین پٹواریوں کی یک قلم موقوف ہیں  
 حکم ہوتے ہی ہو جاتی ہیں رقبہ کل وصول  
 اک طرف سعی و سفارش کی ہوئی مسدود راہ  
 یہ عدالت یہ حکومت یہ سیاست دیکھ کر

سرخرو ہو کر رہے گا ہر دو عالم میں سخی  
 آپ میں آئے تو پیش چشم یہ تعبیر تھی  
 میں جو آگے لکھ رہا ہوں کہ رہا تھا کہ کوئی  
 ایسے حاکم ہوں تو ہے حکوم کی خوش قسمتی  
 ہر گھڑی ہر وقت ہے ملحوظ خاطر حق سی  
 چن لیا اس شخص کو ہی جو دیانت کا دھنی  
 لے لے وہ جسکے حصے میں ہے غریب وری  
 منصب تقسیم میں ہے شان الطاف شہی  
 ہو ہی ہے جسکے ایما سے رعایا پروری  
 نیلے والے سے دلائیا لائے بڑھکر سخی  
 کس طرح پوشیدہ ہو پھر اس سے امر و جہی  
 بس گئے دونوں اجڑ کر یہ تقاوی کیا بٹی  
 آپ ہی کی طرح ہیں صاف آپ کے اعمال بھی  
 خوف سے لرزان ہیں اشی کا پتے ہیں مرتشی  
 اہل حاجت ہوتے ہیں خوش دھن ہیں سر لاچی  
 ایک جانب قفل بندی باب شوت کی ہوئی  
 چھا گیا رعب اہل کاروں پر مچی ہو کھل بلی

تا اب قائم رہے یہ حاکم روشن و مانع  
 پورے ہوں ارمان برائین تمنا سے دلی

## مناجات

السلام اے شافع روز جزا  
 السلام اے مخبر امتی لقب  
 السلام اے سکینوں کے دلگیر  
 السلام اے درد مندوں کی دوا  
 دشمن ایمان ہوں بیماری یہ ہے  
 یگنا ہوں سے ہوا ہوں منفصل  
 بارہا جس کی نازین ہوں قضا  
 اور کیا کیسے جو حال زار ہے  
 نفس سرکش کا دبانہ ہے بحال  
 جب سیر ہی نہ ہو طیب عذرا  
 اور بھی راہین بہت ہیں پر خطر  
 زمیون کی استقل بھرا ہے  
 کیا عینیدہ اہل سنت کا ہوشیک  
 راہ حق کی اب مجھے لائق ہو  
 قیاب سے ہو کچھ ہدایت کی پیل  
 راہ کو نہ جھوڑیارت کا ہو شوق  
 ساری دنیا سے کنارہ ہو سکر

السلام اے خواص محبوب خدا  
 السلام اے سید عالمی نسب  
 السلام اے ہادی روشن ضمیر  
 السلام اے گمراہوں کے رہنما  
 مختصر حال سیدہ کاری یہ ہے  
 کانپتا ہے پرشش عقیقی سُل  
 جرم کی اُسکے ہے کوئی انتہا  
 آپ سے مخفی مرے سرکار ہے  
 ہمدین ملتا نہیں اکل حلال  
 کس طرح ممکن ہے تاثیر و عا  
 دین کا ہر وقت ہے جس ضرر  
 امتیاز اہل حق دشوار ہے  
 ہو ہی ہو دین میں بہت شریک  
 دین اپنا آپ ہی کا دین ہو  
 بیکسون کا کون ہوتا ہے کفیل  
 عمر بھر چلے نہ جسکا شوق ذوق  
 زندگی ہو آپ کے در پر بسر

شاعری میں اب جو ہو مشہور نام  
 جتنے ہیں میرے اعزاء اقربا  
 آپ کے بندہ درگاہ ہوں  
 آپ ہادی ہیں ہدایت کیجیے  
 دوستوں کی بھی مرے لینا خبر  
 دین کا رکھیں یہ دنیا میں خیال  
 جو بزرگ اپنے ہیں یا استاد ہیں  
 عام رحمت کی ہے سب پر نگاہ  
 بالخصوص اب عازم کعبہ جو ہیں  
 ہر قدم پر ایک حج کا ہوا ثواب  
 صدق دل سے ہائے کراٹھوا  
 چومنا وہ سنگ اسود بار بار  
 بعد حج کے وہ مدینے کا سفر  
 ہائے وہ جنگل سہانا وہ سمان  
 نظریں دوڑانا کلس کی دید کو  
 یہ تھا شوق دل کا بار بار  
 یا خدا انکی مراد میں ہوں حصول  
 مجھ کو بھی یہ دن میر ہوں کبھی  
 حاجیوں کا زائر ہوں کا واسطہ

نفت کو مجھ کو کسے دنیا تمام  
 انکے دل سے وہ ہو حرص وہوا  
 راہ پر آجائیں جو گمراہ ہوں  
 حال پر سب کے عنایت کیجیے  
 آرزو کیا کیا کموں کا مختصر  
 حاقبت کو۔ تانہ حاصل ہو ملال  
 اٹھ گئے دنیا سے یا آباد ہیں  
 آپ ہی کی ذات ہے عالم نپاہ  
 اس سفر کے یہ صلے انکو ملین  
 ہو کر م بے حد نوازش و حساب  
 آنکھ سے ملنا وہ کعبے کا غلاف  
 نعمتوں پر نعمتیں ہیں بیشمار  
 شوق کا رستے میں ہونا راہ بر  
 دیکھیے ایسی بھلا قسمت کمان  
 دیکھنا بڑھڑھ کے ماہ عید کو  
 کیجیے اس آستان پر جی نثار  
 ہر دعا مقبول ہو بہر رسول  
 سب کی برائے یہ امید دلی  
 دین کے سب بہر دین کا واسطہ

<p>اولیاءِ تقیہ کا واسطہ  صبر و شکرِ فاطمہ کا واسطہ  اپنے قرآنِ مبین کا واسطہ  دے مجھے دنیا کے جھگڑوں کے بچا  زائرِ وحاجی بنا دے تو مجھے  اب سیہ سنجی سے ایسا تنگ نہ ہوں  ایسی پُراشوب ہے ہندی زمین  اے حبیبِ کبریا ادا کر  درِ دوری سے ہلوں جانِ بلب  رو کے کتا ہے حقیقتِ بینو  ہند میں کب تک پھرے وہ بدر  کلمہ گو ہے گو گنگارو نہیں ہے  آج وہ بدنام ہے یا نیک نام  یا مدینہ میں اُسے بلوائے</p>	<p>چار یارِ با صفا کا واسطہ  اہلبیتِ مصطفیٰ کا واسطہ  دینِ ختمِ المرسلین کا واسطہ  انگیوں کی جمع ہوں لیں صفات  اپنی رحمت میں بلا لے تو مجھے  آپ ہی اپنی نظر میں تنگ ہوں  دھوڑ دھنے سے راہِ حق ملتی نہیں  دو جہان کے بادشاہ ادا کر  جار ہی ہے آپ تک فرما لب  التجاسنِ تیجی اُس کی شہا  اے مے آقا کرم کی اک نظر  ہے مسلمان کو خطا کار و نہیں ہے  کچھ ہے لیکن آپ ہی کا ہو غلام  یا لبون سے یہ دعا فرما سے</p>
<p>رحم کر یا رحمتہ للعالمین  خاتمہ یا بخیر ہو اُس کا وہن</p>	
<p>ایضاً</p>	
<p>صدقہ اپنے حبیب کا یا رب  رات و ن ہند میں تڑپتا ہوں</p>	<p>اب مدینہ مجھے دکھایا رب  موت آئے کہیں تو اچھا ہوں</p>

کس سے یہ درود لکھوں جا کر  
 کیجیے اُس زمین کی تفریفت  
 جس نے دیکھا نہ شرب و بطحا  
 خاک خاک شفا وہاں کی ہے  
 خلد کی ہو وہاں کے بن ہین فضا  
 مرے جی اُٹھتے ہیں ہاں جا کر  
 دروہ حاجت رو لے عالم ہے  
 ہر دغا ہو وہاں نہ کیوں مقبول  
 لے نہ ہے بخت جو ہاں پہونچین  
 اپنے در کا گدا بنا دے مجھے  
 دولت دین مجھے عنایت ہو

کون سنتا ہے حال خستہ جگر  
 عرشِ اعظم ہے یا وہ رضِ شریف  
 ہائے آنکھوں نے اسکی کیا دکھا  
 صحت افزا ہوا وہاں کی ہے  
 کچھ نہ پوچھو وہاں کی آب و ہوا  
 جان صدقے ہے اُس مسیحا پر  
 پس ہے جو کچھ ملے وہاں کم ہے  
 جس جگہ ہے فرار پاکِ رسول  
 جانبِ قبلہ ہاتھ اُٹھا کے کہیں  
 فقر کا بادِ شا بنادے مجھے  
 ترے محبوب کی زیارت ہو

ہو وہین اپنا خامتہ باخیر  
 روح ہو اور باغِ خلد کی سیر

سلام

خواجہ خواجگان سلام علیک  
 تاجِ بخشِ شہان سلام علیک  
 یہ در فیض چھوٹتا ہے اب  
 پھر وہ دن ہو کہ ہم کہیں پونہی

ہادی دو جہان سلام علیک  
 فقر کے حکمران سلام علیک  
 شہ ہندوستان سلام علیک  
 تھام کر آستان سلام علیک

پھر حضور ہی ہمیں میسر ہو  
 پھر ملوں آنکھ آستانے سے  
 پھر ہوا جمیر کی زمین پر قدم  
 پھر مشرف ہوں ہر زیارت سے  
 پھر کروں آپ کو شفیع دعا  
 در اقدس پہ پھر سلام پڑھوں  
 پھر ہوں رخصت کے وقت نکھین تر  
 آنا جانا ہو ہر برس یوں ہی  
 ہاں یہ ہے اور اک دعا شاہا  
 مدت عمر جب کہ ہو آخر  
 دو درون سے یہ ایک مل جائے  
 یا مدینہ حقیقت جا کے مرے  
 دو درون سے ہو ایک درمزار  
 مغفرت کے ہوں وقت نزع کلام  
 روح پھر پھر کے گرد روضے کے  
 خلق کے رہنا سلام علیک  
 نور چشم نبی وجان علی  
 فقر فخر ہی کی ہو ہو مصداق

پھر یہ سراور آپ کا در ہو  
 قلب مضطرب ہو پھر ٹھکانے سے  
 سامنے پھر ہوں باغ غلے ارم  
 فیض لون آستان حضرت سے  
 پھر ہو سب دل کا مدعا پورا  
 پھر یہ روضے کے ارد گرد پھرن  
 مانگ لون پھر مرادین رو رو کر  
 مجھ سے چھوٹے کبھی نہ ٹیوٹھی  
 ہوں شفیع آپ اسکے ہر خدا  
 ہو یہ سامان غیب سے ظاہر  
 باغ فردوس کی ڈگر مل جائے  
 یا تو مٹی یہاں ٹھکانے لگے  
 تو ہو دو جہان میں بیڑا پار  
 قبر میں بھی پڑے درود و سلام  
 شوق میں یہ نیا سلام پڑے  
 اے مرے پیشوا سلام علیک  
 خاص تو خدا سلام علیک  
 دین کے بادشاہ سلام علیک

مجھ کو ننھ مانگی ہر مراد ملی



میرے حاجت و اسلام علیک

## قومی نظم

لنہرا محمد کہ پھر قوم نے باندھی ہمت  
اٹٹھ گیا تفرقہ آپس میں ہوئی پھر ملت  
بارک اللہ کہ پھر قوم میں آئی شوکت  
تیند سے آنکھ کھلی دودھ ہوئی وہ غفلت

علم و اخلاق کے پھر لوگ سبق پڑھنے لگے  
پانوں پھر کوچہ ملت کی طرف بڑھنے لگے

مر سے کھولے گئے ہونے لگی پھر تعلیم  
بات جو اصل تھی کی سب نے اُسے پھر تسلیم  
شکر ہے علم مقدس کی ہوئی پھر تسلیم  
راہ پر ٹھوکرین کھا کھا کے پھر عقل سلیم

پھر ہر اک دل میں ہوا قوم پرستی کا شوق  
پھر ہر اک دل میں ہو خلق و محبت کا ذوق

پھر دکھائی دیئے آنکھوں کو مذہب جلسے  
سیر و یورپ کی کیا کرتے ہیں ہم گھر بیٹھے  
پھر سنائی دیئے کانوں کو وہ علمی چرچے  
پرچے ہر روز گذرنے لگے اخباروں کے

اب نہ ہم نیند سے چو کین تو یہ ہے کس کا قصور  
اب نہ ہم ہوش میں آئیں تو یہ ہے عقل شے کو

یہ تو بکچھ ہے مگر پہلی سی ہمت نہ رہی  
وہ صداقت نہ رہی اب ہر دیانت نہ رہی  
اب وہ ملت نہ رہی اب وہ حیت نہ رہی  
جوش دل وہ نہ رہا اب ہر طبیعت نہ رہی

آج کہنے کے لیے صرف مسلمان ہیں ہم  
سچ اگر پوچھیے تو دشمن ایمان ہیں ہم

<p>رہا کیا چیز ہے ملنے سے بھی کرتے ہیں حذر جاتے ہی نہیں اک باپ کے ہم وہیں بہر</p>	<p>اُمر کرتے ہیں غریبہ حقارت کی نظر یہ پڑی پھوٹ کہ مطلق نہیں اتنی بھی خیر</p>
<p>کچھ امیروں سے فقیروں کے نہیں رتبے کم لعل ان گدڑیوں میں ہوتے ہیں خالق کی قسم</p>	
<p>طبعاً تشبیہ کی ہر تہ سے بوجھار ہوئی اپنے کھانے کے لیے اسے یہ تدبیر ہوئی</p>	<p>ڈالی بنیاد ترقی کی کسی نے جو کبھی جائفتانی کی اُسے قوم سے یہ داد ملی</p>
<p>بدگمانی یہ مسلمان سے ہے اللہ اللہ یہ حسد صاحب ایمان سے ہے اللہ اللہ</p>	
<p>جی کو ڈھارس ہو تو باز دھوکہ مہمت کو کوہ ٹل جائے مگر اپنی جگہ سے نہ ٹلو</p>	<p>جائفتانی کو بزرگوں کی ذرا یاد کرو ٹپٹ کے اس طرح قدم راہ خدا میں کھو</p>
<p>وہ جو پہنے ہوئے جامہ ہیں تن آسانی کا انکو زیبا نہیں دعویٰ یہ مسلمانی کا</p>	
<p>شرط اتنی ہے مگر قوم بدل ہو حامی ہر مسلمان کو ضرورت ہے یہاں ملت کی</p>	<p>زائیدگان ہو نہیں سکتی کبھی محنت اپنی ہوں گے برباد وہ بھولے ہیں ارشاد نبی</p>
<p>قوم چاہے تو بدل دے ابھی حالت اپنی قوم کے ہاتھ میں ہر وقت ہے غرت اپنی</p>	
<p>دیگر</p>	
<p>شیعہ پر سچے کی ہے عجب پُر از بعض شیعوں کو ہے اسی پر ناز</p>	<p>گندگی سے بھری ہر سب تحریر صلح قوم اسکا کہتے ہیں</p>

<p>             پڑ گئی پھوٹا ہر دو فرقی میں              جتنے نامہ نگار ہیں اس کے              اسی زمے میں ہے اوطیر تک              نہ کہیں کوئی بحث پولیسکل              ایک بھر مار ہے تیرے کی              اس جگہ اک سوال ہے میرا              قائمہ قوم کا ہے کیا اس سے              ایسی کوشش سے چاہیے پرہیز              دن ہائے چاہے اک اندھیر              مذہبی جنگ ہے جدھر دیکھو              صلح کی راہ ہو گئی مسدود           </p>	<p>             اسکا جس وز سے ہوا آغاز              کوئی نہ پھٹ کوئی زبان راز              ہر قلم کا ہے ایک ہی انداز              نہ کبھی کوئی ذکر روزہ نماز              چاہتے ہیں بزور اسکا جواز              کون اس فعل سے ہوا امتداد              آپ بالفرض ہوں بھی اسکے جواز              جس سے حاصل نہو کوئی اعزاز              لڑتے ہیں جہان کو بندہ آزار              گونج اٹھی ہے اک کرخت آواز              کیا زمانے کا ہے نشیب و فراز           </p>
<p>             راہ زن پر ہے خضر کا دھوکا              کس تباہی میں قوم کا ہے جہاز           </p>	
<p>             ابر رحمت کا ہے سایہ اتفاق              اپنی ملت کی تھی اک عالم میں ہوم              پھر وہی ہم ہیں ہی سینا عروج              ملک گیری کی ہوس لایا ایل ہند              شیعہ سنی ملے رہتے تھے ہم           </p>	<p>             قوم کا رکھتا ہے پردا اتفاق              تھا مسلمانوں کا شیوا اتفاق              آج اگر ہو جاے پیدا اتفاق              اور کھو کر اپنے گھر کا اتفاق              یاد آتا ہے وہ اگلا اتفاق           </p>

<p>پہنچا یہ وہ انجم کرتن پہنچا          شیعہ اصلاح کو چو لھے مین ہندک          اسکے جو اہل بدین خوشحال ہیں          دیکھ لو تم واقعہ جا پان گا          روس کا رد مقابل کون تھا</p>	<p>ہاں بغیر اس کے نہوگا اتفاق          اتلی کرتو توں نے کھویا اتفاق          بام رفعت کا ہے زینا اتفاق          دبدبہ رکھتا ہے کیسا اتفاق          جنگیں سینہ پیر تھا اتفاق</p>
<p>قوم سپہ بین سربراہ رود وہ ہے          جسکی طینت میں ہے ایسا اتفاق</p>	
<p>سکس</p>	
<p>ہے اسلام ہوئی ہند میں کیا گت تیری          قابل رحم ہے روداد مصیبت تیرنی</p>	<p>آج پہچانی بھی جاتی نہیں صورت تیری          چھپ گئی جہل کے پرے حقیقت تیری</p>
<p>تیرے اخلاق فراموش ہوئے حدیہ ہوئی          قوم دلدادہ تفریق ہے اب کدیہ ہوئی</p>	
<p>ایک کیواسطے سوچھو میں مگر بات رہے          دور اس دور سے پابندی اوقات رہے</p>	<p>چھوٹ آپس میں پڑے دھن پئی ان رات          یعنی ہر اعلیٰ و ادنیٰ میں مساوات رہے</p>
<p>کوئی انحصار نہیں جب تو شرافت کیسی          نور کی اصل نثار دے تو عظمت کیسی</p>	
<p>آج کا امت نہ جہاد کیلئے نہیں ہے          الامان نہیں دے گا اور نہ کیلئے مذہب ہے</p>	<p>چھیڑ کے واسطے حجت کیلئے مذہب ہے          اسخلافہ و بدعت کیلئے مذہب ہے</p>

	آج حقّی میں ہو پابندی مذہب صد حیف ا کس قدر دور عبارت سے ہو مطلب صد حیف	
کیا وہ مذہب ہے نہ اخلاق کرے جسکو قبول جہل ہے ہو غلطی پر جو نہ کوئی معقول	تم شریعت میں دخل کرو یہ بحث فضیول چشم انصاف سے دیکھو شرعین کا حصول	
	اپنے افعال قبیحہ سے جو سیرا رہا اسکے اطوار کا اخلاق طرف راہوا	
ربط یہ مذہب اخلاق میں کیوں تنہا ہے اہل ادراک کو اس سلسلہ میں سکتا ہے	ہاں بغور اسکو سمجھیے تو یہ وہ نکلتا ہے راہبر حسین بھٹکتے ہیں یہ وہ رستا ہے	
	عقل کو زور جو دیتے گئے گمراہ ہرے معرفت والے ہی اس راز سے آگاہ ہوے	
ایک ہو سکتی نہیں اعلیٰ و ادنیٰ کی جگہ چھوڑ دو دخل کرے بلبل شید کی جگہ	زیر بیت ہی ہے غلاموں کو کیا قاقا کی جگہ کعبہ میں ہو نہیں سکتی ہے کلیسا کی جگہ	
	ایک پر ایک کو ترجیح خدا نے دی ہے آج تک داو شجاعت شرفا نے دی ہے	
جان کر مذہب اخلاق میں اک بط قدیم نہیں اس طرح کہ ہو قوم میں تفریق عظیم	کرتے تھے مجتہد وقت مناسب ترین جاتی رہتی ہے تعصب میں مگر عقل سلیم	
	پاک طینت کو کسافت سے کراہت ہوگی قعر میں گر کر نہ حاصل کبھی رفعت ہوگی	
مسئلہ ہے یہ کہ آگے جو دعوت کوئی	اور ویش ہو شرکت میں قباحت کوئی	

بن پڑے فحش کی اسکے جو نہ صورت کوئی	ترک میں اسکے نہیں نقص شریعت کوئی
	ایسی دعوت میں ہے جانے سے نہ جانا اولیٰ جب کراہت ہو تو کھانے سے نہ کھانا اولیٰ
حقے پانی پہ ہونہ زہب کی بنا کیا کیے ہے تعصب سے اک اندھیر محیا کیا کیے	واہ اک طرفہ شکوفہ یہ کھلا کیا کیے سر پہ ادبار کی چھائی ہو گھٹا کیا کیے
	ہم جو کچھ کہتے ہیں تم کو ہمیں حق ہوتا ہے غیر آواز سے جو کہتے ہیں خلق ہوتا ہے
شعر	
خدائی بھر میں پڑی ہے پکار پانی کی زمین تبتی ہے ساون میں خاک اڑتی ہے عذاب قحط ہے بڑھکر عذاب و نوح سے ابھی تو خشک بنانا ت اہلما اٹھیں	جھڑی لگاڑے مرے کردگار پانی کی پڑی ہے خلق میں ہر سو پکار پانی کی غضب ہے سخت سزا جو یہ مار پانی کی آواز میں پڑے تو پہاڑ پانی کا
	کھلے نہ ابر جو گھر کرمزہ ہے بارش کا بھی تو فصل ہے یس و نہا پانی کی
گھٹا اٹھے یارب برس جاے پانی ٹپھکانے لگے اک زمانے کی محنت کہاں تک ہمیں تھو سالو کا قصد	کسانوں کے کھیتوں میں لہرے پانی گھڑی دو گھڑی جو برس جاے پانی کہاں تک کہیں ہر گھڑی ہاے پانی

ہوئی دیر ابر کرم کی دہائی  
مری آرزو پر نہ پھر جائے پانی

فریاد کرے رعایا کس سے  
اللہ لے قحط کی مصیبت  
اُن داناؤں کی ذات ہے بس  
طاعون کے بعد قحط سالی  
طاعون کی انسداد کیسی  
چو ہون کے لیے ہونان تفتیم  
مرمر کے بسر ہو رات جس کی  
ملانا اسپین بھی پرورش ہے  
اسلوس سے پائیں کب کبھی ہے

حاکم ہے شہر کا گلکھڑ  
ہوئے تین آج فاقے گھر گھر  
دیتا ہے اور دے گا زندگی بھر  
برگشتہ ہے قوم کا مقدر  
مرنا جینے سے اب ہے بہتر  
فاقون سے یہاں ہر جان بٹ  
چو ہون کی کرے وہ فکر کو نکر  
انکی کہ لگاتے ہیں جو چکر  
خلقت کا حال اب ہے ابتر

اب کوئی سبیل ہو مناسب  
غریب کی بھی اسے غریب پرور

فیضانِ باران ۱۹۰۹ء

ابر کیا جھوم جھوم کر برسا  
قحط سے جان بچ گئی اب کے  
دیر آید درست آید بس

برسا ۱۲ ربیعین وقت پر برسا  
پانی برسا کہ آب زر برسا  
یہ سمجھتے تو ہیں مگر برسا

<p>کبھی بارش ہی ہے سارے دن ہے وہ بارش کہ ہو جان جل تھل اکے ساون میں یہ بہا رہی چھا گیا ابر میکدے پر جب اٹھکے قبلے سے بادل یا جب</p>	<p>اور کبھی گھر کے رات بھر برسا کچھ نہ برسا جو مختصر برسا جب اٹھا ابر ٹوٹ کر برسا تو سمجھ لو کہ بیش تر برسا کم بھی برسا تو اک پہر برسا</p>
<p>پونہ دہقان کے لئے اسکو فیض پانی برسا ہے یا گھر برسا</p>	
<p>حسن کی جان ہے اس چشم کا چلتا جاو انقلابات سے محفوظ جو دنیا ہوتی کھل گئے کان وہ چیدہ خبریں کبھی ہیں ساتھ تہذیب کے چمکی بھی طرافت کی جو ہو مردہ دل بھی اٹھے تحریر کا انداز یہ ہے وادہ ہر زمیں میں اصل ہے اسے رنگ قبول</p>	<p>کیمین عجاز کا کر بیٹھے نہ وعوا جادو سازہ مضمون تھپتھپا تھ نہ آتا جادو شکر کا نظم کا ایک ایک ہو فقر جادو یعنی پردے میں ہے شوخی کے حیا کا جادو زنگ اجماز دکھا تا ہے سراپا جادو پہیل جیو لو نہیں ہو کا ٹوٹیں ہو کا شا جادو</p>
<p>جان آن چشم فسون ساز پتہ سربان حقیقت نطق کو اس نے کیا جس نے سراپا جادو</p>	
<p>ساتھی نامہ</p>	
<p>پلا آج ساتھی اچھوتی شراب</p>	<p>پچکا نا ہو جو مال خیر کا حساب</p>



چھلکتا ہوا جام بلور دے  
 نظام سے جسکے ہو وہ بخود ہی  
 آئین اس طرح جلد لیل و نہار  
 کڑا سال انیس سو آٹھ ہے  
 یون ہی قحط سے ہے چاشو و شراب  
 پیاپے پلار و کھی سوکھی شراب  
 دکھاؤں تجھے نشہ میں ہر سمان  
 وہ گلزارِ حبتِ سخن کی زمین  
 حسینونین یہ حسن و جوہن کمان  
 رہنا ہین ہراک نکتے میں لاکھ راز  
 کہوں لفظ و معنی کی کیا خوب بیان  
 یہ تسلیج ان کی ہے صبح و مسا  
 جو ہو فہم یہ بات کر دل نشین  
 اسی علم کے سب یہ اور اک ہین  
 غرض اس سے روشن ہین چوہ طبق  
 قلمِ خامہ کن کی رکھتا ہے شان  
 بڑھا بہر کے ساتی کوئی جام نور  
 یہ ہو دور دور شرابِ سخن  
 یہ ہے سالِ نوحِ شبن نوروز ہو

بھر کتا ہوا شعلہ طور دے  
 گزر جائے غفلت میں یہ زمرگی  
 کہ جیسے ہونشہ کا چڑھ کر اتار  
 جہاں تک ہو ممکن پلا تندی  
 ملا کر نہ پانی تو اندھیر کر  
 کہ ہو جل کے فکر زماں کباب  
 نہ ہو بچے جہاں گردشِ آسمان  
 خزان کا جہاں دسترس ہک نین  
 مضامین ہین رنگین کہ باغِ جنان  
 سمجھتے ہین کچھ اسکو اہل نیاز  
 اسی کے ہین گرویدہ کرو بیان  
 سوا ذاتِ باری ہے سب کو فنا  
 شرفِ علم سے کوئی بڑھ کر نہیں  
 حقیقت ہماری ہو کیا خاک ہین  
 اُسی میں ہے ہستی کا بھی اکر  
 قلم کی بدولت ہین جھٹے نشان  
 جانا ہے محض ہین رنگِ سرور  
 ہماں چلے اس پھول سے انجمن  
 جہاں جام کی عالمِ افروز ہو

کھلی روح افزا کی پھر کٹڈ لی  
 یہ پرچہ ہمیشہ ہی پھولے پھلے  
 یہی سر پرستی جو ہے موج کی  
 ضمیمہ یہ جادو کا کیا ہو گیا  
 بڑھین جب معین و مددگار اور  
 اشاعت اب اسکی ہوئی ہفتہ وار  
 کلام اسمین اسی کا ہوگا اگر  
 مبارک سعادت کو مرزدہ یہ ہو  
 ریاض نسیم و وسیم و ظفر  
 مرئی جو اسکے ہوں یہ اہل فن  
 کوئی نگلگدہ اس کا ہمسر نہ ہو  
 پلا تیکو ساقی سے لالہ خام  
 گھٹا چھائی ہے جشن نور ہے  
 یہ ہے دور آخر لڈھائے شراب  
 زمانے میں مستی کا ہو دور دور  
 اب اتنی تو ہو بخودی میں بسر  
 کمان ہم کمان یہ نشیب و فراز  
 طلب کو کی ہے استہوش ہے  
 نہ ہو دور اب میسے ہون سکھام

برس کا نٹھ اسکی یہ ہے تیسری  
 انگنوں پر اسکے رہیں ولولے  
 تو امید دن دن ہو پھر اوج کی  
 کہ سونے میں گویا سہاگا ملا  
 نہو کس طرح گرم بازار اور  
 جو عاشق ہیں ٹوٹیں سخن کی بہا  
 لگا میں گئے آنکھوں سے اہل نظر  
 غزل واک پر بھیجے نو بہ نو  
 جلیل و جلال آشت نہ نامو  
 تو ایسا تر و تازہ ہو یہ چمن  
 یہ خوبی کسی کو میسر نہ ہو  
 بغیر اسکے ہو گا نہ رنگین کلام  
 قیمت ہے ایسے میں اساکے  
 نظر آئیں بدست سب شیخ و شاب  
 بہت کر چکے رات دن فکر و غور  
 ملا میر سے باقی نظر سے نظر  
 کچھ اب نیک بزمین نہیں امتیاز  
 خیال دو عالم فراہوش ہے  
 وظیفہ رہے و شربوا کا مدرام

## ساقی نامہ

انیس سو سات کا چلے دور  
 سن چھ کا حساب ہے جو ساقی  
 چکتی سب دام دام کر لے  
 نور و زہے بادہ کہن لا  
 ہان توڑ کے ٹھر بھر گلابی  
 اٹام کا پیک کوئی دینا  
 وہ سکی بھی ہے پورٹ بھی شری بھی  
 سوٹے کی ہون بوتلین زیادہ  
 پیتے تلو الے تھوٹے ساقی  
 اڑے بھی ہون نیم برش تیار  
 کچھ ہرگز ک کباب بھی ہو  
 آئین جو معاون شو دیشی  
 سوفنی جامون سنترے کی  
 انگلی کو ڈبو کے آڑ مالے  
 مہری سے جبکی ہو سٹری بو  
 اس حسن سے ساقیا چلے دور  
 ایسا ہوا نظام ساقی

ساقی حرسے نے عاین کا اور  
 کوڑی نہ رہیگی آج باقی  
 سن سات میں درج نام کر لے  
 تہ خانے سے خم نکال اچھوتا  
 اس دل کی لگی جبینی بھیسگی  
 قیمت منہ مانگی آج لیسنہ  
 میٹھی بھی ہو تلخ بھی کڑی بھی  
 محفل میں چلے گا دور بادہ  
 میوے منگو الے تھوٹے ساقی  
 چکھنا ہو چٹ پٹا مزیدار  
 کچھ پانی ملی شراب بھی ہو  
 اُنکے لیے ہو شراب دیسی  
 ہر قسم کی بوتلین ہون رکھی  
 جلتا ہو چرخ تو جلا لے  
 اک چلو میں تو بنا دے الو  
 جو ہاتھ بڑھائے پائے فی الفو  
 ہو دست بدست جام ساقی

ہاں سال گرہ کا ہے یہ جلسہ  
 گھٹنوں پہ چلا ہے طفل لیکن  
 سکھ ہے دلون پر اسکا بیٹھا  
 کس روپ کی ہے بہار اسپر  
 ہر اہل سخن ہے اسکا جویان  
 عاشق کا ہے یہ انیس ہمد  
 رکھتے ہیں حسین اسکو دل میں  
 جو شعر ہے وہ ہے تیر و نشتر  
 الفصہ ثنا یہ مختصر ہے  
 کیسے اسے بس عزیز ہر دل  
 تقسیم نوید ہوا بھی سے  
 آئین گے سعادت و ظفر بھی  
 تنہا ادھر مبارک آئین  
 ہو جشن یگانہ زمانہ  
 اک سمت ہے شاعروں کی ٹولی  
 بڑھنا وہ کلام عاشقانہ  
 دینا برہم کو وہ دھائین  
 کرتے ہیں ہنر بھی شعر خوانی  
 وہ توجہ دماغ میرزاں میں

نواہ بنے گا آج فتنہ  
 ظاہر ہیں منو کے جلوئے نین  
 ایسا ہے یہ ہوتا رہا پر چا  
 ہے بلبل دل نثار اس پر  
 ہر اہل ہنر ہے اسکا خواہان  
 معشوق کا راز دار محرم  
 شوخی ہے اس کے آب گل میں  
 سو دل میں نثار اک ادھر  
 آنکھوں میں جبکہ دل میں نگہ ہے  
 جس طرح حساب و ستار  
 کچھ وقت سے پہلے سب کو ہو چکے  
 رؤسا شعرا نامور بھی  
 ہمراہ فہم کو بھی لائیں  
 سامان طرب ہو بستانہ  
 خاکڑی اک سمت میکشون کی  
 مستون کا وہ پکیے غل بچانا  
 قتل کی وہ خورش فواصل میں  
 مضطر کی ہے عین مر باقی  
 سرگرم سخن ہیں جوجہان میں

<p>دیکھو وہ جلیں خوش بیان ہیں گورنگ و سیم ہیں جمائے اب بزم کا اور ہی سماں ہے ایسے مین پلا وہ جام بھر کر زاہد کی نظر مگر سچا کر کیا جانیں یہ زاہد ریائی پیری مین جوان ہونے والے تو بے کا حفیظ پاس کب تک اس جشن میں پیکیے گلشنان ہو محل برخاست ہو رہی ہے</p>	<p>دیکھو یہ ریا عن نکتہ وان ہیں پھر بھی ہیں سہا برآہ چھائے ساقی ہمیں اپنی سبھ کمان ہے پھر ہوش نہ آئے زندگی بھر دامن سے چھپا کے کوئی ساغر کچھ اور ہی شے ہے پار سائی ساقی منے ارغوان پلا دے موہوم جنان کی اس کبتک سننے ہیں کہ تم بھی خوش بیان ہو ساغر کا یہ دور آخری ہے</p>
<p>کامل کی جہان مین نہیں قدر اٹھتی ہے نگاہ کب سوئے بدر</p>	
<p>۹۰۸ء کے قحط کا ساقی نامہ</p>	
<p>ساقی کچھ قحط کی خبر ہے ملتی نہیں اب شراب دیسی ہے چاٹ کر ک تہ بدرقے کی اتر ہے ہمارے پرستی غنا ہوا اڑ کے ابر رحمت</p>	<p>فاقون سے جان ہو ٹھہر ہے اُن کو بھی پیتے تھے جو و سکی میون کی جگہ ہے آج ٹھہری مستی کا ہے نام فاقہ مستی دنیا میں برس ہی ہے نکبت</p>

لیتے ہوئے آئے قحط سالی  
 وانا کہیں گھر میں ہے نہ پانی  
 حالت ہے میزبان کی اتیر  
 ہاں دس میں آپ اپنے جائیں  
 بیحد میں کریم شاہ اڈورڈ  
 ممکن ہے ہند کے پھرین  
 شاہان چہ عجب گدا نوازی  
 ہو جائے جو بخشش شہانہ  
 ہوتے ہیں کڑورون جنگ میں  
 اس میں تو سولے نیک نامی  
 صدیوں پشتون رہیگا چرچا  
 ایسی کیا قحط کی بلا ہے  
 تحریک کرے اگر کلکٹر  
 فریاد سنئے ابھی گورنمنٹ  
 ساقی بریز کوئی ساغر  
 مطلب سے آگاہ کیا ہوں  
 سب بچی چہ حرمس و آرزو ہے  
 ہر شاہ و گدا کا جو ہے مختار  
 رزاق وہی وہی ہو رازق

آمد کی ہے یہ روش نرالی  
 کس برتے پر عزم میسمانی  
 فاقہ خود ہند میں ہے گھر گھر  
 اس دھک کی وہاں خبر سنائیں  
 اکسیر ہے وہ نگاہ اڈورڈ  
 اپنے تو قدیم ہیں ہ محسن  
 یک جنبش چشم چارہ سازی  
 افلاس مٹے پھرے زمانہ  
 جاتی ہیں جانیں آما ہو حرف  
 ہے اجر عظیم بھی دوا می  
 خلعت کی زبان پر اس عطا کا  
 ہر در و کی دہر میں دوا ہے  
 غریب کے نصیب بھی ہوں یاور  
 امداد کے ابھی گورنمنٹ  
 منہ شمع سے کھار با ہے چکر  
 غرض میں قلم ہے تھک گیا ہوں  
 ذلت یہ خوشامدوں کی خو ہے  
 ایسے میں ہو فضل اسیکا دکار  
 مخلوق ہیں سب ہی ہو خالق

نیت بھی تو ہو درست اپنی  
 محتاج کبھی نہ غیر کا ہو  
 دلریش کا چارہ ساز ہے وہ  
 قدرت سے الگ ہے اسکی کیلشے  
 ہر گھاس سے ہوا ناج پیدا  
 پھولین خاشاک میں شگونے  
 جو کچھ ہے وہ تیری معرفت ہے  
 دے جس سے بڑھے فروغ ایمان  
 کچھ لطف نہیں جلی کٹی میں  
 ہو قطع زبان جوں ہلا میں  
 رہتی ہے اُسی کے ہاتھ بازی  
 جادو ہے جو سر پہ چڑھکے بولے  
 جز شکر نہ چاہیے شکایت  
 کہنے کو یہ بات اک رہیگی  
 صفحے فتنے کے ہونگے شاہد  
 کی حاکم وقت نے جو امداد

بیٹھے من سلوی وہ تو اب بھی  
 بیٹھے اُس سے لگا کے لُج جو  
 مان باپ سے دلنواز ہے وہ  
 ہُن برسے ابھی اگر وہ چاہے  
 وہ خار میں گل کرے ہویدا  
 مٹی کو یہ طاقت منو دے  
 تھا تو یگانہ صفت ہے  
 ساقی تھوڑی شراب عرفان  
 کٹ جاے یہ عمر بخودی میں  
 اک چپ میں ہوں ورسو بلا میں  
 ہوتا ہے سکوت کا جو عادی  
 کیا لطف جو غیر عقدہ کھولے  
 اتنی ہے حقیقت کی نصیحت  
 ہم ہون گے نہ ہوگی قحط سالی  
 پوچھے گا اگر خدا سے واحد  
 تا حشر رہے گی بات یہ یاد

### ساقی نامہ ۱۹۷۷ء

ساقی اب رنگ بزم ہے اور

انیس سو دس کا آگیا دور

چلے کا پڑ رہا ہے جاڑ ۱  
 ہاں آتش ترکی آرزو ہے  
 سودا ہے سرین اک پری کا  
 ہوتا ہے سال نو کا آغاز  
 محروم پھرین نہ پینے والے  
 بدست ہون پی کے پار سا بھی  
 اک مینے پلانے کی ہے دھوم  
 جتنے ہیں اڈیستران اخبار  
 برہم کو ریاض کو پلا دے  
 دعوت یہ ستم ظریف کی ہے  
 جمع ہے یہاں تو قابون کا  
 یہ بزم ستم ظریف کی ہے  
 لاخیر کا ہے یہاں گزر کب  
 جادو کا تو یہ کلپ نہیں ہے  
 خود اسنے بھی کی ہے چا پلوسی  
 نوردیکھے اسکو ہے اگر ضد  
 لکھنے کا نذیر کو کمان ڈھب  
 کیا جانیں یہ نظم و شر کی راہ  
 دہقان بنے ہیں دلی والے

اب ذفت سے نہیں گوارا  
 وہ لال پری ہے شعلہ رو ہے  
 سردی میں مزہ ہے میکشی کا  
 ساقی در میکدہ رہے باز  
 دریا اک سے کا تو بہا دے  
 مفتی نہ بچین نہ آج قاضی  
 عالم سے ہون رنج و فکر معدوم  
 ہو جائیں وہ میکشی کو تیار  
 سجاد کو خیر کو چھکا دے  
 کیون رنگ پہ ہونہ مفضل سے  
 کچھ کام نہیں ہے جالبون کا  
 آنکھوں پہ جبکہ شریف کی ہے  
 پاتے ہیں بار بے ہنر کب  
 بے علموں کی قد کچھ وہیں ہے  
 انہیں سے اک ایک نکتہ دان کی  
 صفحہ اخبار کے ہیں شاہد  
 ابتک ہے وحید طفل مکتب  
 رہبر وہ نہیں جو خود ہیں گمراہ  
 انصاف ہے فہم کے حوالے



<p>             بیخود کی سنی ہے کلفشانی              ایسوں سے کہیں چلا ہوا اخبار              ہاں فتح ہلال کا چلے جام              قابل ایسا تو ہوا ڈیڑھ              کتا جو ہو فارسی اور اردو              دیکھے وہ غریب اپنی ہستی              لے جائیگا لاکھ میں یہ سیلا              ہے اپنی چمک دمک میں یکتا              آغاز کے دن ابھی ہیں ہر چند              بہن نامہ نگار اس کے جتنے              مولس ہے نکتہ سنج کبیر              امداد کو خیر خوش بیان ہے              دنیا ہے حقیقت سے بھی واقف              مانا ہے قلم کا جس کے لوہا           </p>	<p>             سیکھے وہ طرز خوش بیا بی              جاہل کے ہیں نابلدہ طرز              ساقی اب دیر کا نہیں کام              جو بندہ ہو ذرا کہیں پیر              کیا اُس سے ابجھ سکے گا جادو              اب میاؤں مجھی سے میری ملی              سب ایک طرف ہوں یہ اکیلا              کچھ دن میں ہلال بدر ہو گا              کرتا ہے حریت کی زبان بند              جنرل ہیں قلم و سخن کے              ہمد ہے ریاض سا سنخور              پلے پر موج نکتہ دان ہے              جادو بھی رہا ہے جسکا وصف              میدان سخن ہے جسکا جیتا           </p>
<p>دن دن ہو ہلال کی ترقی شہرت ہو ستم ظریفیت کی بھی</p>	
<p>بستنت</p>	
<p>بستنت آئی پھولی ہے آنکھوں میں سرسوں</p>	<p>خبر کچھ نہیں مج کو وہ بے خبر ہوں</p>

اٹھا رکھ بس اب طاق پر تو گلانی  
 عجب ت پھر ہی ہے عجب ن ہن لے  
 غضب ڈھالیا وہ بسنتی ڈو پٹا  
 سبب زردی لہج کا مجھ سے نہ پوچھو  
 ڈو پٹا بسنتی ہے ساری بسنتی  
 جہان دیکھے بس خوشی کا ہے جلسا  
 درندے بھی کرتے ہیں صحرا میں چل بل  
 ابھی بور ہی آم میں آ رہا ہے  
 وہ سنری میں زردی کی اف کرنایش  
 وہ سرون کا کھیتو نہیں کھلنا غضب ہے  
 جدھر دیکھے شہر سے تائب صحرا  
 بسنتی مبارک ہو فتنے کو جوڑا  
 جو مینا انھیں نے کے دل مانتی ہے  
 وہیں کیا بہت دوران کا ہے شہرا  
 محبت کا دم یوں ہی بھرتی ہے نشتر  
 یہ سب کچھ ہے لیکن یہ حضرت ہیں ایسے  
 نہ شبن کے گاہک نہ من کا سودا  
 مرین ان پہ سندر غسل جان چاہیں  
 کبھی منہ لگاتے نہیں یہ کسی کو ڈ

مجھے خواہش نہ نہیں آج ساقی  
 ترپ اٹھے وہ دل جو تھے چوٹ کھائے  
 کھلے بند مارا مرے دل پہ چھپا پا  
 حسینون تم اپنی یہ سچ دھج تو دیکھو  
 اسی رنگ میں آج دنیا ہے ڈوبی  
 بنا شہر ہے کھیت اک زعفران کا  
 مناتے ہیں طائر بھی جنگل میں منگل  
 مگر باغ پر اک سماں چھا رہا ہے  
 بڑھاتی ہے کیا کیا نطائے کی خواہش  
 وہ گیندوں کا شاخو نہیں ہلنا غضب ہے  
 غرض اڑ رہا ہے بسنتی پھر ہرا  
 رسچے روز شادی بٹے روز توڑا  
 تو طوقی انہیں حرز جان جانتی ہے  
 جو شیدا ہے گوہر تو عاشق ہے زہر  
 منگائے تو فتنے کو وہ ندرے کر  
 کبھی یار ہوتے نہیں ہیں کسی کے  
 نہ چھکا کی پروا نہ غم کو کلا کا  
 یہ ایسے نہیں جو محبت نباہیں  
 چراتے تین آنکھیں بچاتے ہیں جی کو

کچھ ایسا ہی برہم نے چمکا دیا ہے  
کہ ہنتم فلک پر دماغ آپ کا ہے

## عرضی

ہاں سرم کا یہ مہینہ ہے  
تشنہ دید کے لیے اب بھی  
اب یہ بے انسیدوں کے کیا معنی  
نہ سہی وہ خیال پہلا سا  
اوپری جی سے بھی نہ پوچھی بات  
زیر دیوار اور یوں محروم  
روز عشرہ یہاں تو ہے ہر روز  
کیا وہ تحریر شد سے چاٹیں  
زندگی بھر کبھی نہ بھولے گی  
کاش لیتے گدا سمجھ کے خبر  
نہ کہیں آپ سے تو کس سے کہیں  
تین دن سے بخارا آتا ہے  
کچھ غذا ہے نہ کچھ دوا افسوس  
ہاں قدر سخن جہاں بین نہیں

سب نے رکھی سبیل شربت کی  
کوئی صورت نہیں زیارت کی  
رسم کیا اٹھ گئی مروت کی  
نہ سہی وہ نظر عنایت کی  
ایک وابستہ محبت کی  
تنگ سستے خوان نعمت کی  
اور ہر شب شب شہادت کی  
ہاں دوا ہے یہ کس ضررت کی  
واہ کیا شان ہے امارت کی  
مجھ سے اک بے نوا غربت کی  
وجہ اور ون سے عرض حاجت کی  
بلکہ اس دم بھی تپ ہے شدت کی  
بیکسی اور شب مصیبت کی  
کیا شکایت ہو پھوٹی قیمت کی

کون دل تھام کر سنے کا حفیظ

## آج یہ داستان حسرت کی

خالق نے کیا تین کلک طر  
حاکم ہو اگر غریب پرور  
سُن بیجی اس کو کان لگا کر  
شاعر تھے نصیب بھی تھے یاور  
لکھون جو سبب ہو ایک دفتر  
ہمعسرون میں اپنے گویا ہر  
پر گشتہ ہے اس لیے مقدر  
خوبی سوا و خط ہے منظر  
ہو جائے کسی طرح یہ نوکر  
بمانے کہ ملا تھا کوئی انصر

اے قوم کے سرپرست و حامی  
محکوم بدل رہیں دعا گو  
اب عرض یہ مختصر ہے میری  
عمر اپنی کٹی ریا ستونین  
لڑکے کی ہوئی نہ خوب تعلیم  
صرف اُردو و ٹل میں پائیں ہو یہ  
انگریزی زبان سے نابلدہ ہے  
عرضی یہ اسی کے ہے قلم کی  
اب اصل غرض ہو پرورش کی  
تا عمر حضور کو دعا دے

ارمان حقیقت کے ہون پورے

جلد آپ ہون سقتل کلک طر

قطع

سنا ہے تم ہو سادات کی سعد منزل میں  
بہت غریبوں کا حصہ ہو ان کے صل میں  
گزر ہوا ہے کسی کا جب انکی محفل میں

یہ مجھ سے کہتے ہیں اجاب لے حقیقت اکثر  
بہاؤین ہوں ہر آج اُنکے فیض کی گھر گھر  
چمک گیا ہے ضرور اس کا نیر اقبال

یہ لطف عام کہ ناقص بھی کچھ نہیں کامل میں  
کہ گونجی ہے کھنک زر کی گونش سائل میں  
جواب دیجیے کیا گھر گئے ہیں مشکل میں  
جو بد نصیب کوئی تشنہ لب ہو سائل میں  
جگہ ہم اپنی ذرا بھی نہ کر سکے دل میں

جلو میں آپکے ہر طرح کے ہیں حاضر لوگ  
ہوا بند یہ داد و دہش کا آواز ہ  
ہر اک طرف سے سوالوں کی یون ہی ہو بھرا  
رہی یہ بات کہ دریا کی اس میں کیا تقصیر  
قریب رو کے بھی قسمت کی نارسائی سے

یہی ہے وجہ کہ سب تو ہیں کام پر مامور  
مگر شمار ہمارا ہے مد فاضل میں

## ایڈریس

شگفتہ آج نہیں ٹہنیوں میں کوئی پھول  
اڑا رہی ہے صبا یوں جو ہروش پر پھول  
کہ مجھ سے سن تجھے اس بات کی ہو فکر فصول  
یہی ہے وجہ کہ چھوٹے بڑے میں سب جمول  
نہ کیوں ہو آپ میں ایسے ہی آدمی معقول  
جو حکم ہو تو چلیں ہم بھی آپ ہی سے شمول  
ہمیں بھی آپ کی خدمت کا پھر شرف ہو حصول  
خیال بندہ نوازی ہے آپ کا معمول

اُداس صبح کو ایسا کبھی نہ تھا گلشن  
کچھ آج رات کو شبنم نے کم کیا چھر کاؤ  
ہوا جو سوچ مجھے تو کہا یہ سوسن نے  
جناب شہو زائے یہاں سے جاتے ہیں  
ہوا ہر ایک کو رنج آپ کی جدائی کا  
یہاں جو آپکے ماتحت تھے وہ کہتے ہیں  
سلامت آپ ہیں خوش رہیں جہاں جائیں  
عجب نہیں کہ ہمیں دل میں یاد رکھیں آپ

دعا ہے ختم کراڈریس وقت کم ہے حقیقت  
قلم کو روک کہ ہوتا ہے اب سخن کو طول

دکھا آج ساقی وہ دریادلی  
 لبون سے لگا ہی لہے جام مل  
 دکھائے آن لکھو نکو تو وہ سمان  
 روان کشتی سے ہولیل و ہنار  
 مگر میرے نواب والا حشم  
 زہے طرف مستی میں ہشیارین  
 حسینان عالم گلے کے ہیں ہار  
 حسین نوجوان خوب و خوش بیان  
 ترقی پہ دل کے جوہین و لوے  
 ملازم بھی اک اک میں نازک خیال  
 کوئی نثر کے رنگ میں بنے نظیر  
 کوئی ہے کہ انگلش میں وہ فرو ہے  
 ریاست کے کاموں سے ماہر کوئی  
 کیس کو ہے گانے بجانے میں دخل  
 کوئی و ضعداری ہی میں ایک ہے  
 مگر سب کے سب میں بدل خیر خواہ  
 جو آفس کے کاموں پایا فراغ  
 ہوئے آپ رونق وہ انجمن

بچے مجھ سے میکش کی بھی نشانی  
 چلے دو جیتک لہے فصل گل  
 ہڑ میخانے میں سو کا دیار وان  
 زمانہ بطے کا کھیلے شکار  
 سعادت علی خان عالی ہہم  
 شراب محبت سے شرارین  
 شب روز ہے لطف بس کنار  
 بھری ذات اقدس میں ہیں جو بیان  
 رفیق و مصاحب میں سب منچلے  
 ملے ٹوٹو ٹوٹھنے سے نہ جکی مثال  
 کوئی نظم میں خاص ہرنگ تیر  
 کوئی شیر افکن جوان مرد ہے  
 زراعت میں رکھتا کوئی آگہی  
 کوئی ہے کہ دنیا ات جو یارے وصل  
 کوئی انتہا درجہ کا نیک ہے  
 کہ مالک کی سب سے کیسا نگاہ  
 تو کچھ دیر کرنے کو تازہ دماغ  
 رہا دیر تک لطف شعر و سخن

کہ اتنے میں ہکا لے نے دی خبر  
 بہت صید چلتیوں کے ہیں۔ ماسوا  
 کسی جاہرن ہیں کین نیل گاؤ  
 تو دریائی بھی ہیں بہت جانور  
 ہوئی اس خبر سے نہایت خوشی  
 ہوا حکم ابھی جاری ہو رہا  
 ہون صاف بند و قین نئے دست  
 رسد کا وہاں جب ہوا انتظام  
 لگی ڈاک گھوڑوں کی پھر جا بجا  
 چلے کوٹھی سے لینڈ پر حضور  
 وہ پر زرباس اور زین کلاہ  
 وہ گاڑی کا حسن اور گھوڑوں کی چھب  
 سیسوں کی وہ وردیوں کی بہار  
 رفیق و مصاحب کی بھی گاریاں  
 تماشائیوں کا وہ کوسوں ہجوم  
 سواری کی وہ شان وہ جلتشام  
 ہوا تھے عنان لیتے ہی راہوار  
 وہ پر لطف صحرائیت کی فضا  
 جو رستہ ہوا دو گھڑی میں تمام

پر وچھے کا جنگل ہے جلیتو کا گھر  
 کہیں پر ہے سو رکھیں بھیریا  
 وہ جنگل کا دریا سے جو ہے گاؤ  
 کناروں پر تہے ہیں کھشہ مگر  
 ملی ہے جو تر کے میں شیر افگنی  
 رسد کی کرے فکر ہر اہلکار  
 سوار اردلی کے ہونے چاق و پست  
 یہاں یوں سفر کا ہوا اہتمام  
 سہولت سے جسمیں کئے راستا  
 عجب شوکت و شان کا تھا طو  
 کہ ہو دیکھ کر جس کو خیرہ نگاہ  
 چمک نقرئی سازی کی وہ غضب  
 ہوا پر تھا اک تختہ لالہ زار  
 عقب میں تھیں سب لینڈ کے کوان  
 بعینہ ہو میلے کی جس طرح دھوم  
 و و رویہ وہ خلقت کا اک نوحا  
 چھٹا شہر آیا نظر سبزہ زار  
 وہ کھیتوں کی سہمی ٹھنڈی ہوا  
 ہوا گائے گٹھی میں شب کو مقام

ہونی ڈاک بنگلے میں یہ روشنی  
 بہت ایسا وہ تھیں جانیا  
 اگا تھا جو اک میسنا بازار بھی  
 عجب لطف سے شب ہوئی وہ سہر  
 ہوئے آپ پھر لیٹے پر سوار  
 جو گاڑی ہوئی انہی پل کے پار  
 جو ہاتھی تھایوں تو گران ٹیل تھا  
 چلا اس طرح کچھ وہ کانوں کو جھا  
 وہ تابندہ ہو جوج وہ رنگین جھول  
 وہ نواب والا کی زرین کلاہ  
 بدن سے کچھ اس طرح کا جامہ زیب  
 بہت پی چکے ہیں نشیلی شراب  
 چٹھے جس سے جرات کے نشہ کا رنگ  
 کہ فی فی بھی خالی جانے نہ پائے  
 وہ جنگل کا منظر وہ وقت سحر  
 وہ اڑنا پروں کو کبھی تول کے  
 بھی دیکھتا تھا ہر اک یہ سمان  
 بھیا آک ہوئے فیل اسے دیکھ کر  
 ہوا ایک ہاتھی بہت بے قرار

کرے کھیت جس طرح سے چٹائی  
 فراغت سے ٹھہرے جہاں عام  
 تماشائیوں کو نہ کچھ سکرتی  
 نمایاں ہوا جب کہ وقت سحر  
 چلے سوئے صحرا براے شکار  
 ہوئے لوگ پھر ہاتھیوں پر سوار  
 شکاری مگر سب میں اک فیل تھا  
 ہوا پر تھا سرمے کا گویا پہاڑ  
 جسے دیکھ قوس قزح جلے بھول  
 کہ تھی مہر کی جس سے خیرہ نگاہ  
 جو پوشاک پہنی ہوئی دلفریب  
 پلا سا قیاب جو شیلی شراب  
 نظریں سمائے نہ شیر ملنگ  
 نشانہ ہو وہ صید زد پر جو آئے  
 پرندوں کے نغمے وہ ہر شاخ پر  
 چمکنا وہ منقاروں کہول کے  
 کہ گدرا ادھر ایک شیر زیاں  
 دیکھنے لگے مل کے باہم دگر  
 کہ یہ دو ملازم تھے جس پر سوار



<p>کئی جان کہتے تھے واحد حسین خدا سے ادھر التجا بار بار ہے تھے جو گم پیل باتوں کے ہوش یہ ہنگامہ تھا ہی کہ نواب نے کچھ ایسی وہ گولی لگی بسند کی زمین پر ہوا اگر کے فوراً ہلاک</p>	<p>یہی کیولا کی زبان پر تھے یمن ادھر ایشور ایشور کی پکار ادھر چے ادھر چے کا تھا اک خرو نشانہ کیا شیر کو تاک کے ذرا شیر کو پھر نہ جنبش ہوئی لوہے ہوئی لالہ گون اس کے خاک</p>
<p>بھون گئے کہی آفرین مرجبا کرے اور اللہ جرات عطا</p>	
<p>نام تمام نظم</p>	
<p>دن جو نہ تھے ہوئے پورے وطن سے چلا دو پہر کا وقت تھا انیس سو دس کا تھا دور جلوہ گرا کا کو پایا صدر میں کرسی نشین بل جبین پر اور چہرہ ہو رہا تھا سرخ سرخ رعب کہتا تھا کمان رستم میں تھا یہ دبدبا چیدہ چیدہ چند بندوقین مری تھیں سامنے لینڈ و اتنے میں برساتی کے آپہونچی قریب آگے سمجھے گاڑیاں جبا وہ بھی آئین نظر الغرض بیٹھے مع رفقا کے گاڑی پر حضور</p>	<p>جمعہ کا دن تھا ہوئی جب حاضری دربار کی جنوری کی ٹھیک اٹھائیس وہ تاریخ تھی اپنی اپنی جا پہ تھے سب حاضران بزم بھی دونوں ابرو تن لہے تھے یا تھیں تلواریں اپنی تیز نظریں کہ رہی تھیں ہمہ بین برچھی کی لانی کہتی تھی جرات مبارک آپ کو شیر افگنی جسمین شکی رنگ کے ولیر کی تھی جوڑی جتی اُس گھڑی پوچھو رفیقوں کے کہ کچھ لکی خوشی وہ ترک اس وقت کا وہ سین بھی تھا دیدنی</p>

کس قدر آراستہ تھا ہر ٹیس اور کو چمین  
اسطونہ دھوپ میں مونو گر مون کی چمک  
باگ لیتے ہی ہوا تھے برق تھے گھوٹے نہ تھے  
دیکھ کر اہل تماشا محو حیرت ہو گئے  
اور گاڑی اور فٹنوں کی جو پیچھے تھی قطار  
تین گھنٹوں میں ہوا طے دو بہر کا راستہ  
رات بھر آرام سب نے ڈاک بنگلے میں کیا  
پھر اسی جاہ و بجل سے چلے گاڑی پر آپ  
پل سے آگے بڑھتے ہی ہاتھی کو لائے فیلبان

ور دیون سے اُنکی پیدا اک طرح کی شان تھی  
جگ نگاتا تھا ادھر گھوڑوں کا سازنقاری  
لینڈ وہ صورت باد بہاری اُڑ چلی  
چُپ ہوئے سب کیلے اتنا گیگی اور وہ گیگی  
کچھ ندیوں سے بھری تھی کچھ تھی سامان سے لدی  
گائے گھٹی تک غرض یہ ڈاک تھی یون ہی لگی  
صید کہ کی صبح کو تیساری پھر ہونے لگی  
یہ وہاں تک کا سفر تھا ہے جہاں پل آہنی  
یہ سامان پیش نظر ہوتے ہی گاڑی رُک گئی

### تردید

اک دور تھے مجھ سے کسی نصیحت  
جو علم کی شان جانتا ہے  
جب تھوکتا ہے کوئی فلک پر  
کہنے دو بُرا کہے جو کوئی  
غصے میں آپ سے گزر کے  
گو ہجو کی اصل کچھ نہ ہو پھر  
شجرہ جو لکھا ہے خاندانی  
کیون ایسے خلیق کی یہ درگت

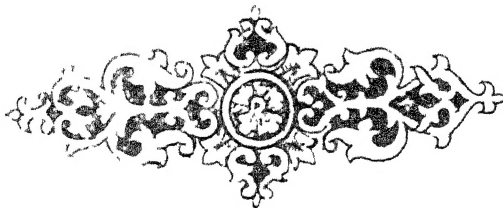
ہر طبقے میں علم کی ہے عزت  
حالم کا ادب وہ مانتا ہے  
مُنہ پر آتا ہے وہ پلٹ کر  
اچھی نہیں ہے یہ ہرزہ گوئی  
کیا پاگئے آپ ہجو کر کے  
ہو جاتے ہیں لوگ سنکے تر بھر  
ظاہر ہے طبع کی روانی  
کب کی تھی بھری ہوئی کدورت

کرتا ہو موج جو تھاری  
 بندے ہیں اُسکے گولے کالے  
 کرتا ہو قوم کی جو خدمت  
 ترتیب سے غسل کا دلانا  
 پڑھنا تلقین وہ بخدا پیر  
 یہ کام وفا پرست کے ہیں  
 حامی نہ تھا کوئی بیکسون کا  
 کرتا جو نہ یہ خدا شناسی  
 کوئی نہ قریب اُن کے جاتا  
 فکڑیوں سے کفن کے واسطہ کیا  
 بے لوث ہے اُسکی ذات اللہ  
 آپس کی پھوٹ یہ بُری ہے  
 جو اسکو سننے گا وہ ہنسنے گا  
 کیا تھے کیا ہو گئے مسلمان  
 گھر سی من جھگڑے مر رہے ہیں  
 وہ جوش میں کر رہے تھے تھر تھر  
 ان باتوں کا سلسلہ جو ٹوٹا  
 پھر عرض یہ میں نے کی بہت  
 جو کہ گئے آپ سب بجائے

اُسکا یہ صلہ یہ دوستداری  
 انصاف سخن کے ہے حوالے  
 زریا نہیں اُس کی یہ مذمت  
 انداز کفن کا یا بہتانا  
 ہاں خدمت دین ہے یہ مقرر  
 شیوے یہ خدا پرست کے ہیں  
 طاعون کا جب تھا دور دورا  
 کتنے مردوں کی لاش ٹرتی  
 پاتے غسل و کفن نہ غریبا  
 ناحق یہ باندہ نو ہے باندھا  
 باتیں ہیں یہ واہیات واللہ  
 اس میں نہیں کوئی بہتری ہے  
 بیگانوں میں ہو گا اب یہ چرچا  
 ایسی نہیں کوئی قوم نادان  
 آپ اپنی بُرائی کر رہے ہیں  
 خاموش تھا میں بزرگ تصویر  
 چہرہ ہوا غیظ سے بھیجھو کا  
 سر آنکھوں پر آپ کی نصیحت  
 بندے کی مگر یہ التجا ہے

انسان خطا سے ہے مرکب  
کنے مٹنے کا جو اثر ہے  
مطبع سے جو نکلی چھپ کے پھیر  
بانی کی طرف گمان پہونچا  
تحریک کا ہوا دھرنہ الزام  
شاعر تھے ہمیں بھی جوش آیا  
زاہد سے نہ شیخ سے خصوصیت  
چھیڑے گا جو ہکو وہ مٹے گا  
ہاں علم کی قدر و آبرو ہے  
اب روئے سخن ادھر نہ ہو گا  
ذاتی بھی اگر کریں وہ حملے  
فقہ یہ زبان پر جو آیا  
یہ امر بیان ہے کس کو منظور  
کہتا ہے کون چپ رہو تم  
اس بات کا ہاں لحاظ رکھو

عصہ بھی کسی کا ہے مہذب  
اس بات سے کون بغیر ہے  
یارون میں ہوئی وہ خوب تشہیر  
آخر کو ہوا یہ دھیان پیدا  
پچ بات کی ہے اسی کا تو نام  
خامہ بہر جواب اٹھایا  
بیکار ہے بحث - لغو حجت  
اسکا جو کچھ ہو چپ نہ نیچا  
منظور نظر - یہ گفتگو ہے  
اس بات کا ہے عجب لکا  
اک حرف مگر نہ تم تکہین گے  
گھبرا کے وہ بول اٹھے کہ ناشا  
اس طرح کریں جو تم کو مجبور  
جو ایک نہ تو سو کو تم  
ساتھ اُس کے نہ اور کو سمجھو



# صحت نامہ دیوان اول حفیظ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۱	رانا	زمانا	۱۰۳	۳	باتون مڑا ہو	باتون بہ مڑا ہو
۱۱	۱۵	توڑا	ٹوڑا	۱۰۶	۶	کسوقت	ہیوقت
۱۳	۱۹	مڑہ توجب	تو مڑہ جب	۱۰۷	۵	رہتی بریان	رہتی بین بریان
۱۴	۱۹	گھبرا	گھیرا	۱۰۸	۱۳	نرم	نرم
۱۵	۵	فضا	قضا	۱۰۹	۱	کیسا متانہ	کیسا ہی متانہ
۱۵	۱۱	رع	نزع	۱۱۰	۱۷	بتائیں	بتائیں
۱۵	۱۷	ضبط ثمان	ضبط فغان	۱۱۳	۹	ہیں	نہیں
۱۶	۳	اس نہ کر	اسکا ذکر	۱۱۷	۵	یہ صفحہ	جو صفحہ
۲۰	۱۰	کہنا سور	ناسور	۱۳۰	۱۹	لازم ہے	لازم تھا
۳۲	۱	ستے	سنتے	۱۳۳	۴	کرنا تھا	کرنا تھی
۳۳	۴	کوئی	کوئی	۱۵۹	۱۵	غیر سے	غیر نے
۳۵	۵	دیدہ	ذردیدہ	۱۶۶	۱۹	جان کے	جان سے
۳۷	۵	ہارے	تمہارے	۱۶۸	۸	درگاہ جانا	درگاہ میں جانا
۳۹	۱	کستا وہ	کستا وہ	۷۱	۱۶	ہٹکری	ہٹکری
۴۰	۴	دیکھئے گا	دیکھئے اب	۱۸۱	۱۶	اب یہ دھبنا	کیا یہ دھبنا
۴۱	۱۱	لیتے ہی	لیتے ہیں	۱۸۳	۱۰	وجدین	وجدین
۴۱	۱۰	کسی نے	کس نے	۱۸۹	۱۲	پاؤں کا اٹھانا	پاؤں اٹھانا
۴۱	۱۰	نہیں ہے	رہا ہے	۱۹۲	۱۵	وصال میں	وصال بھی
۴۳	۸	کروں	کرین	۱۹۶	۵	ٹوٹ گیا	ٹوٹ گیا
۴۴	۱۵	کھتا	کھتا	۲۰۳	۹	چھپے	چھپے
۴۵	۶	مریبا نیان کی	شگریان کی	۲۱۱	۹	زمانے کا حاتم کو	زمانے کو حاتم کا
۴۰	۱۶	اتاہ اپنی	لٹا اپنے	۲۳۱	۵	دیتا ہے اور دینا	دیتا ہے وہ دینا
۴۲	۷	خیام	اخروام	۲۴۱	۱۱	ہوں نیم برش تیار	ہوں نیم برش تیار
۴۳	۱۲	آئے لو	آئے نہ لو	۲۳۵	۱۶	جلو میں تو	جلو میں جو
۴۸	۱۰	کافرو دیندار	کافرو دیندار	۲۵۰	۱۶	شقاروں کھول کے	شقاروں کو کھول